U 0038

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان

سلسلۂ علوم قرآن نمبر ۱

متعلقہ

فصاحت وبلاغت

علم الاستفهام من القرآن

مصنفہ ابو البرکات محمد عبید اللہ مولوی فاضل خادم علوم کتاب و سنت ادام اللہ فیوضہ

قد طبع فی المطبع القاسم الواقع فی حیدرآباد
دکن صانها اللہ عن الشر والفتن

[illegible]

فہرست کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَنْزَلَ اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ تَذْکِرَۃً لِّاُولِی الْاَحْلَامِ وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الْاِسْتِفْھَامِ تَبْصِرَۃً لِّاُولِی الْاَفْھَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ خُصَّ بِالْکَلَامِ الْمُعْجِزِ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ سَبَقُوْا فِیْ مَعْنَاھَا بِالْفَصَاحَۃِ وَالْبَلَاغَۃِ وَاقْتَدُوْا بِھَدْیِہٖ وَسَلَکُوْا سُبُلَ السَّلَامِ

رسالہ علم الاستفہام من القرآن سلسلۂ علوم قرآن کا پہلا نمبر ہے جس مین اقسام استفہام سے بحث کی گئی ہے انشاء اللہ تعالی اسکے بعد دوسرے رسالے بھی فصاحت و بلاغت قرآن کے متعلق ہدیۂ ناظرین کئے جائینگے بشرطیکہ زمانہ ہمکو فرصت دے اور پبلک اسکو قدر کی نگاہون سے دیکھے۔

اس امر کی بہت ضرورت تھی کہ فصاحت و بلاغت قرآن کے مسائل اردو زبان مین حل کئے جائین اور مخالفین اسلام جو تعصب کی پٹی آنکھون پر لگا کر قرآن پر بیجا حملے کر رہے ہین اون کو روکا جائے اور کور باطنی سے اُنکے دیدۂ بصیرت پر جو ظلمت کفر اور نفاق کا پردہ چھا گیا ہے اوسکو اٹھا کر یہ امر بخوبی وضاحت کیساتھ دکھلا دیا جائے کہ قرآن عظیم الشان زندہ معجزہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جسمین اکثر علوم کے دقایق اور غوامض موجود ہین کہ جن سے عام تو کجا خاص خاص لوگ بھی ناواقف ہین

قرآن عظیم الشان ایک دریائے ناپیدا کنار ہے کہ جسکا نہ اُدھر ہے نہ چھور ہا اس بحر بیکراں سے وہی آبدار موتی لینے ہین جو بحر فصاحت و بلاغت کے غوّاص ہین اور اس عروس نوبہار سے وہی متلذذ ہوتے ہین جنھون نے اپنی عمر کا پورا حصہ علوم عربیہ مین خرچ کر دیا ہے۔

مخدرات سراپردہ ہائے قرانی ؛ چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی

سلسلۂ علوم قرآن کو مین نے دو حصون مین تقسیم کیا ہے ایک حصہ متعلق فصاحت و بلاغت کے ہے دوسرا حصہ متعلق احکام کے جو حضرات فصاحت و بلاغت کلام ربانی کے شیدا اور اردو لیٹریچر کے دلدادہ ہین انکے لئے یہ سلسلہ اس وجہ سے مفید ہے کہ اسمین فصاحت و بلاغت کے مسائل اُردو زبان مین حل کئے گئے ہین اور علاوہ شواہد قرآنی کے اردو اساتذہ کے اشعار بھی جہانتک ہوسکے ذکر کئے ہین تاکہ عربیت کے ساتھ اُردو تحریر اور تقریر بھی درست ہو اور اسپیچ اور لکچرون (خطبون) مین کافی مدد ملے۔

دوسرا حصہ جو متعلق احکام قرآن کے ہے وہ فی الحقیقت قرآن عظیم الشان کی بسیط فہرست ہے جسکی ترتیب حروف تہجی سے رکھی گئی ہے اور الگ الگ ابواب قایم کرکے ہر ایک باب کا نام جدا جدا عنوان سے رکھا گیا ہے جن لوگونکو قرآن کے فقہی مسائل حاصل کرنا ہو اُن کو یہ فہرست از حد مفید ہوگی کیونکہ ہر ایک باب کے متعلق سب آیتون کو ایک جگہہ جمع کر دیا ہے اور پھر عربی اور اردو دونون حیثیت سے ترتیب حروف تہجی ملحوظ ہے احکام قرآن کے رسالے انشاء اللہ تعالی اسکے بعد شایع ہونگے غرضکہ میرا جہانتک خیال ہے ان دونون حصون کے سلسلے پبلک کو از حد مفید ہونگے۔

اگرچہ بہی خواہان قوم اور ہمدردان اسلام مسلمانوں کے تنزل کے بہت کچھ اسباب بیان کرتے ہین لیکن ہمارا جہانتک خیال ہے اور جس حد تک ہمکو تجربہ ہے مسلمانوں کے تنزل کا بڑا سبب قرآن وحدیث سے غفلت اور انکے احکام کی عدم تعمیل ہے اور اسکی کہلی دلیل یہ ہے کہ عرب کے لوگ جہالت اور وحشت اور نااتفاقی مین ضرب المثل تھے اور غیراقوام یعنے رومیون اور فارسیونکے غلام بن رہے تھے لیکن جب کتاب وسنت کا نور اونمین پھیلا تو بجائے نفاق کے اتفاق اور بجائے وحشت کے اخوت اور بجائے جہالت کے تہذیب سماگئی یہانتک کہ شاہان روم اور ایران کو اپنا تابعدار بنالیا ساری دنیا کو ہلاکر چھوڑ دیا اگر مسلمان آج بہی قرآن وحدیث پر حتی الامکان عمل کرین اور فضول قصون اور ناولون اور غیر ضروری کتابونکے مطالعہ سے احترازکرین تو پہر اونکی ترقی اونکو مدارج کمال تک پہنچادے۔

افسوس ہے کہ مسلمان ایسی کتاب کو جو جامع شریعت وطریقت اور جامع تمام مسائل تمدن وسیاست ہے چہوڑکر فضول کتابون مین اپنا وقت ضایع کرتے ہین۔

غیر حق رامی وہی رہ در حریم دل چرا ؛ می کشی بر صفحہ ہستی خط باطل چرا

از رباط تن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست ؛ زاد راہے بر نمی داری ازین منزل چرا

تمام صحابہ وتابعین اور تمام ایمۂ مجتہدین (رضی اللہ عنہم اجمعین) اور تمام اولیاء اللہ اور صوفیہ کرام (رحمہم اللہ اجمعین) سب کا ماخذ اور متمسک یہی کتاب وسنت ہے اور سب اولیاء اللہ اس امر پر متفق ہین کہ صوفی کا کوئی مقام بغیر اتباع سنت طے نہین ہوسکتا افسوس ہے اُن کچھ صوفیون پر جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو چہوڑکر اپنی طرف سے من گھڑت باتین دین مین داخل کرکے لوگون کو گمراہ کرتے ہین

اور ضلوا فاضلوا کے مصداق بن رہے ہیں ۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ٭ کہ ہرگز نخواہد بمنزل رسید

اور بعض ناواقف جہال صوفیہ بلا تنقید اور بلا تحقیق ایسے جھوٹے اور بے اصل قصے کرامات کے اولیاء اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ مخالفین اسلام تمسخر اور منکرین اسلام مضحکہ اڑاتے ہیں اور دین اسلام کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرتے ہیں اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ ہم اولیاء اللہ کے کرامات کے منکر ہیں ہرگز ہرگز ہمارا ایسا اعتقاد نہیں کیونکہ کرامات کا ماننا ایک اعتقادی مسئلہ ہے لیکن ایسے بے اصل کرامات (کہ جس سے باری تعالی کی ذات اور صفات کی توہین ہو یا اسکی ذات اور صفات میں شرک لازم آوے) کو ہم بھی نہیں مانتے فَلَا تَكُونُوا مِنْ جُهَّالِ الصُّوفِيَّةِ فَإِنَّهُمْ لُصُوصُ الدِّينِ ۔

اللہ تعالی ہر مسلمان کو توفیق اتباع شریعت محمدی نصیب کرے اور اس خاکسار ناچیز کو جیسا کہ اللہ تعالی نے سلسلہ علوم قرآن کے شروع کرنیکی توفیق عطا فرمائی ہے ویسا ہی اللہ تعالی اپنے فضل وامتنان سے اسکو تمام بھی کرادے اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَاجْعَلْ خَوَاتِمَ أُمُورِنَا بِالْخَيْرِ وَجَنِّبْنَا عَنْ كُلِّ شَرٍّ وَضَيْرٍ

استفہام کی حقیقت اور اسکے اقسام

استفہام حقیقی استفہام کے حقیقی معنے کسی بات کا دریافت کرنا یا کسی واقعہ کا پوچھنا ہے لیکن بیانیین کی اصطلاح میں استفہام وہ کلام ہے کہ جس کے ذریعہ سے متکلم کسی امر کی تصدیق یا کسی بات کا تصور دریافت کرے یعنے متکلم استفہامیہ جملہ سے کسی امر کا واقع ہونا یا نہ واقع ہونا دریافت کرتا ہے

U 0038

یا کسی چیز کی صورت حال یا کسی فعل کا فاعل پوچھتا ہے جیسے ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يَا اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ (انبیاء ۵ ع) بت پرستون نے کہا اے ابراہیم کیا یہ (حرکت) ہمارے بتونکے ساتھہ تمنے کی ابراہیم نے کہا نہین بلکہ انکے اس بڑے بت نے کیا ہے اگر یہ (بت) بولتے ہون تو انھین سے پوچھ دیکھو۔

کبھی استفہام حقیقی معنے سے الگ ہوکر مجازی کئی معنون مین مستعمل ہوتا ہے

۲ استفہام انکاری | استفہام انکاری وہ کلام ہے کہ جس سے متکلم کو کسی امر کی نفی مقصود ہوتی ہے گو حرف استفہام اثبات ہی پر آوے

اور اس امر پر دو دلیلین ہین ایک تو یہ کہ استفہام انکاری مین حرف استفہام کے بعد (اِلَّا) آتا ہے جیسے فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ (احقاف ۴ ع) اسکی تقدیر مَا يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ہے یعنے نہین ہلاک ہوتی مگر وہی

ل۵ جب بت پرست کسی میلے کو گئے تو انکے پیچھے ابراہیم علیہ السلام نے سب بتونکو توڑ پھوڑ کر بڑے بت کو صحیح و سالم چھوڑ دیا اور تبر بڑے بت کے گلے مین ڈالدیا جب میلے سے بت پرست لوٹے تو کہنے لگے یہ ہمارے بتونکو کسنے توڑ ڈالا ایک نے ان مین سے کہا ہو نہ ہو یہ کام جوان ابراہیم کا ہی ہوا ہونہ ابراہیم سے پوچھا (ءَاَنْتَ فَعَلْتَ الخ) ابراہیم علیہ السلام نے جوابدیا اگر بت بولتے ہون تو بڑے بت سے پوچھو وہان کیا تھا بت نہ منہ سے بولے نہ سر سے کہیلے آخرش ابراہیم علیہ السلام نے الزامی حجت قائم کرکے کہدیا تم اور تمہارے بت دونون پر اُف ہے ایسی چیز کی پرستش کرتے ہو جو بولتے تک نہین اور تمکو نہ نفع پہنچا سکتے ہین نہ نقصان جب جلکر کہیلنے ہوے تو ابراہیم علیہ السلام کے جلانیکی فکر کی اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو بچا لیا
استفہام حقیقی کی مثال اردو مین ظفر کا شعر ہے ؎ ابتو دل اوس بت کافر [illegible] ای ظفر دیکھین خدا کرتا ہے کیا

قوم جو بدکار ہو اور خدا کے حکم سے روگردان دوسری دلیل یہ ہے کہ استفہام انکاری
والے جملے پر جملہ منفیہ کا عطف ہو سکتا ہے اگر مقصود استفہام سے نفی نہ ہوتی تو جملہ منفیہ کا عطف
جملہ مثبتہ پر کیسے ہو سکتا ہے جیسے فَمَنْ یَّھْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ
وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ (روم ۳ ع) کون اُس کو راہ پر لائے جسے اللہ نے گمراہ
کیا اور انکے لئے کوئی مددگار نہین یعنے جسے اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت پر لا نہین سکتا
اور جو خدا کی راہ سے بھٹک گئے اونکا کوئی مددگار نہین اس مثال مین جملہ منفیہ کا عطف
جملہ مثبتہ پر ہے اور مقصود نفی ہے۔

استفہام انکاری اگر ماضی پر آوے تو اُس سے مقصود مخاطب کی تکذیب ہوتی
یعنے مضمون جملہ کے واقع ہونے کا جو مخاطب مدعی ہے وہ غلط ہے یعنے مضمون جملہ
واقع نہین ہوا جیسے اَشَھِدُوْا خَلْقَھُمْ سَتُکْتَبُ شَھَادَتُھُمْ
وَیُسْئَلُوْنَ (زخرف ۴ ع) یعنے کافر جو فرشتون کو اللہ کی بیٹیان قرار دیتے
ہین اس دعوے مین وہ جھوٹے ہین کیا وہ فرشتون کی پیدایش کے وقت موجود تھے
یعنے موجود نہ تھے) جب موجود نہ تھے تو اون کو کیونکر معلوم ہوا کہ فرشتے اللہ[ل] کی بیٹیان ہین
ٹھیرا اونکی یہ بات لکھہ لی جائیگی اور قیامت مین اون کی پوچھ ہوگی اور ایسا ہی مثال سے

ل۔ خدا کی نعمتون کا مقتضی یہ تہا کہ اسکی تسبیح اور تقدیس کی جاتی اور اسکو ہر عیب سے منزہ سمجہا جاتا
اسکے برخلاف اوسکے لیے اولاد ٹھیرائی گئی اور اولاد بھی ایسی کہ جو خود کو پسند نہین یہ دو ادبی ہے پہلے بے ادبی کے
ایک بے ادبی تو یہ کہ کہا جائے اسکو اولاد ہے حالانکہ توالد اور تناسل سے وہ بالکل پاک ہے دوسری بے ادبی یہ کہ فرشتے
اللہ کی بیٹیان ہین حالانکہ جب اوسکو اولاد ہی نہین تو بیٹیان کہان غرضکہ اللہ تعالی نے اس آیت مین انکے
اس زعم فاسد کا انکار کیا اور کہدیا کہ وہ اولاد سے بالکل پاک ہے یہ محض تمہاری توہمات ہین جنکو تم نے گھڑ لیا ہے

أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ إِنَاثًا کہا اللہ تعالیٰ
تمھارے لئے بیٹے چن لئے اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں قرار دیا یعنے
خدا نے ایسا نہیں کیا یہ محض تمھارے توہمات ہیں کہ جنکے تم تابع ہو کر خدا پر جھوٹ
باندھتے ہو۔

استفہام انکاری[۵۱] اگر مضارع پر آئے تو اوس سے قایل کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس جملہ کا
مضمون آیندہ زمانہ میں واقع نہوگا جیسے أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنْتُمْ لَهَا كَارِهُونَ (ہود
۳ع) نوح علیہ السلام نے کہا اس دین کا راستہ (جو بالکل کھلا ہوا ہے) کیا زبردستی ہم تم پر
لازم کرینگے کہ خواہ مخواہ ناخوشی سے بھی اسکو مان لو بلکہ وہ ایسا واضح ہے کہ تم اسکو خوشی سے مان سکتے ہو

۳۔ استفہام توبیخی استفہام توبیخی بھی استفہام انکاری کے قریب قریب ہے
بلکہ بعض علماء نے کہا ہے کہ استفہام توبیخی استفہام انکاری ہی ہے لیکن فرق
استفہام انکاری اور توبیخی مین اسی قدر ہے کہ استفہام انکاری مین جملہ
استفہامیہ سے اوس جملے کا ابطال مقصود ہوتا ہے اسی واسطے اوسکا دوسرا
نام استفہام ابطالی ہے اور استفہام توبیخی مین مخاطب سے جو فعل یا ترک
واقع ہوا ہے اوس پر ملامت کی جاتی ہے یعنے استفہام توبیخی مین یا تو یہ بتلایا
جاتا ہے کہ جو مضمون جملہ نہ واقع ہونا چاہئے تھا وہ کیون واقع ہوگیا آیندہ سے
وہ واقع نہ ہو جیسے أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي (طٰہٰ ۵ع) موسیٰ علیہ السلام نے

[۵۱] استفہام انکاری کی مثال مین غالب مرحوم کے یہ دو شعار ہین۔
[۵۲] سخن مین خامۂ غالب کی آتش افشانی ؛ یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اوسمین دم کیا ہے۔
[۵۳] کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب ؛ آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی۔

اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہا کیا تمنے میری نافرمانی کی یعنی تمکو نافرمانی نہ کرنا چاہئے تھا لیکن تمنے میری نافرمانی کی اسوجہ سے مین تمہین سرزنش کرتا ہون کہ آئندہ سے ایسا نہ کرنا یا یہ تبلایا جاتا ہے کہ مضمون جملہ واقع ہونا چاہئے تہا وہ واقع نہ ہوا اُسکے عدم وقوع پر مخاطب کو ملامت کی جاتی ہے کہ کیون نہین واقع ہوا جیسے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا (نسا رکوع ۱۴) کیا اللہ تعالی کی زمین وسیع نہین تھی کہ تم ہجرت کرکے وہان چلے جاتے یعنی اللہ کی زمین وسیع ہونے پر بھی تم نے ہجرت نہین کی برا کیا خیر اب ہی اب ہجرت کرکے چلے جاؤ اور ایسا ہی یہ مثال اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ (ملائکہ رکوع ۴) کیا ہمنے تمکو اتنی عمر نہین دی کہ تم اللہ تعالی کی یاد کرتے یعنے بہت نفرین ہے تم پر کہ اسقدر عمر دینے پر بھی تم نے اللہ کو یاد نہین کیا خلاصہ یہ کہ استفہام توبیخی مین مقصود کلام سے اثبات جملہ استفہامیہ ہوتا ہے اور نفی ضمناً حاصل ہو جاتی ہے جس پر ملامت کی جاتی ہے اور استفہام انکاری مین مقصود اصل نفی ہوتی ہے جیسے فَمَنْ يَهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ۔

ف۱ موسی علیہ السلام توریت لانے کو کوہ طور پر گئے اور ہارون علیہ السلام کو اپنی قوم پر نگران کر گئے تھے یہان سامری نے انکو بہکا کر بچھڑے کی پرستش مین لگا دیا جب موسی علیہ السلام لوٹے تو اپنی قوم کو بت پرستی پر پایا ہارون علیہ السلام سے خفا ہو کر کہا (اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ) یعنے جب تمنے اونکو گمراہی پر دیکہا تھا تو کیا وجہ مانع ہوئی کہ تمنے انکو گمراہی سے نہ روکا اور اونکو گمراہی مین بھٹکنے دیا تمنے کیون میری نافرمانی کی آئندہ سے میری نافرمانی نہ کرنا استفہام توبیخی کی مثال اردو مین شوق کا شعر ہے ؎ آپسے ہو گیا ہے کیون باہر آگ لگجائے تیری ہستی پر ف۲ اس آیت مین ملامت ہے ہجرت نہ کرنے پر ف۳ یہ اللہ تعالی دوزخیون سے کہیگا جب وہ دوزخ سے نکلکر پھر اعمال صالحہ کرنیکی آرزو کرینگے۔

۴ استفہام تقریری | تقریر کہتے ہین کسی امر کے برقرار رکھنے کو اس صورت مین استفہام

تقریری کے معنے یہ ہوے کہ جو امر مخاطب اور متکلم کے پاس ثابت ہے اوسی پر متکلم

جملہ استفہامیہ سے اقرار لیتا ہے جیسے هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ أَوْ

يَنْفَعُونَكُمْ (شعرا ع) یعنے ان بتون کو جو تم پکارتے ہو کیا وہ سنتے ہین یا

تم کو نفع پہونچاتے ہین جب یہ امر مسلم ہے کہ پکارنا اُسیکو چاہئے جو سنے اور نفع بھی دے

جب سُنتے بھی نہین اور نفع بھی نہین دیتے تو پھر اون کو پکارنا بیکار ہے یعنے

اللہ تعالی کو پکارو جو سنتا بھی ہے اور نفع بھی دیتا ہے استفہام تقریری مین گو استفہام

نفی پر آوے لیکن مقصود اوس سے اثبات ہوتا ہے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ کلام

ایجابی کا عطف اوس پر صحیح ہوتا ہے اگر مقصود نفی سے اثبات نہ ہو تو جملہ مثبتہ کا عطف

جملہ منفیہ پر کیسا ہو سکے جیسے أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ

وِزْرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (سورۂ الشرح ع) اے پیغمبر کیا ہم نے

تمہارا سینہ نہین کھولا یعنے کھول دیا اور ہمنے تمہارے اوپر سے تمہارا بوجھ اتار دیا

کہ جسنے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی (یعنے اللہ تعالی نے تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ سب

۵ سورۂ الشرح مکہ مین اتری سینہ کھول دینے سے یا تو یہ مراد ہے کہ اوسمین ہمنے نبوت کا نور

پھیلا دیا یا اوس سے مراد شق صدر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمسنی مین کیا گیا تھا اللہ تعالی

نے تمام دنیاوی کثافتون سے آپ کا سینہ پاک کر کے اوسمین نبوت کا نور بھر دیا تھا اسکا قصہ مشہور ہے

استفہام تقریری کی مثال اردو مین غفران مکان حضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر مرحوم مغفور

سابق فرمانروائے دکن کا شعر ہے ۵ ولمین گر تو نہین پھر کیا ہے ؛ گل مین گر بو نہین تو پھر کیا ہے

(قالب) ہان بھلا کر تیرا بھلا ہوگا ؛ اور درویش کی صدا کیا ہے

معاف کر دیے) اس مثال میں ہمزہ استفہام گو نفی پر آیا ہے لیکن مقصود اس سے اثبات ہے غرضکہ استفہام تقریری کبھی اثبات پر آتا ہے اور کبھی نفی پر لیکن مقصود اس سے اثبات ہی ہوتا ہے کیونکہ نفی کی نفی اثبات ہے خلاصہ یہ نکلا کہ استفہام تقریری سے مقصود اقرار لینا ہے جو اثبات ہے

۵ استفہام تعجبی جس کلام میں متکلم اظہار تعجب استفہام کے پیرائے میں کرے وہ استفہام تعجبی ہے جیسے سلیمان علیہ السلام کا ہدہد کو دریافت کرنا مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ تعجب ہے کہ ہدہد کو میں نہیں دیکھتا یا حقیقت میں وہ غائب ہے استفہام تعجبی کی دوسری مثال كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (البقرہ ۳ ع) تعجب[۱] ہے کہ تم خدا سے کیسے منکر ہو حالانکہ تم بے جان تھے پھر تم میں جان ڈالدی پھر تمکو مار ڈالیگا پھر جلائیگا پھر تم کو اسکی طرف لوٹ جانا ہے

[۱] اس آیت میں اللہ تعالی نے منکرین خدا اور منکرین قیامت پر تعجب ظاہر کیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے تمکو اسی نے نیست سے ہست کیا پھر نیست کر کے ہست کرنا کیا مشکل ہے کیونکہ دنیا کے سب چیزوں کا یہی حال ہے کہ معدوم سے موجود ہوتے ہیں اور موجود سے معدوم جب کوئی چیز بلا وجہ موجود نہیں ہوتی تو عالم کا موجود ہونا یا تمہارا پیدا ہونا بلا سبب کیوں ہوا اسکا بھی کوئی نہ کوئی سبب ہے اور وہ سبب ہمیں ہیں۔ اور کوئی منکرین خدا اور قیامت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی صناع سے کہے کہ تو اپنے مصنوعات کو تو مکرر نہیں بنا سکتا وہ بہت ہی ہنسے گا اور تعجب ظاہر کریگا۔ ان کا ٹھیک الو ہونے کا یہی حال ہے کہ خدا کی قدرتوں کو روز بروز دیکھنے میں پھر منکر بنے ہوئے ہیں۔ استفہام تعجبی کی مثال میر انیس کا شعر ہے فرع خنجر سے ہوا جو وہ بید کس کا ہے ؟ ایک ذرا غور سے دیکھو کہ یہ سر کس کا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مثال مین کئی قسم کے استفہام بن سکتے ہین جیسے
اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ
(بقرہ ع) کیا تم لوگون کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنی خبر ہی نہین لیتے (یعنے خود عمل
نہین کرتے) اور کتاب توریت پڑھتے ہو کیا تم کو عقل نہین ہے اس مثال مین استفہام
تقریری بھی ہو سکتا ہے اور استفہام تعجبی بھی۔

۶ استفہام عتابی | متکلم جس کلام کے ذریعہ سے مخاطب پر ناخوشی سے عتاب کرے
وہ استفہام عتابی ہے[۵] جیسے اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ
لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ (حدید ۲ع) کیا ایمانداروں کے لئے وہ وقت
نہین آیا کہ اللہ تعالی کے ذکر سے اور اللہ تعالی کیطرف سے جو قرآن اترا ہے اسکے سننے سے
انکے دل پگھل جائین یعنے اس قساوت قلبی کی بھی انتہا ہے کہ باوجود اللہ کے ذکر
کے اور قرآن کی آیتونکے سننے پر بھی دل نہین پسیجتے اس صورت مین قہر خدا اور
غضب الٰہی نہ نازل ہو تو پھر کیا ہو فرق عتاب اور توبیخ مین اسیقدر ہے کہ توبیخ مین
سرزنش زیادہ ہے اور عتاب مین کم۔

۷ استفہام تذکیری[۶] | جس استفہام کے ذریعہ سے متکلم اگلے واقعات کو بسبیل (؟) جتا...

---

[۵] استفہام عتابی کی مثال اردو مین ذوق کا یہ شعر ہے۔
بغل سے لے گئے دل کو نکال کر وہ صریح ٭ جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
(چھدر) دل لیکے میرا صاف مکر جاتے ہین کیسا ٭ جب مانگون تو جھنجھلاکے یہ فرماتے ہین کیسا

[۶] استفہام تذکیری کی مثال آزاد کا یہ شعر ہے۔
کہان ہے لشکر بامان کہان ہے قوم ثمود ٭ کہان ہے لشکر فرعون جاہ ذی الاوتاد۔

یاد دلائے وہ استفہام تذکیری ہے یعنے جملہ استفہامیہ ایک اشارہ ہوتا ہے قصہ گذشتہ
کی طرف اور بخوف طوالت پورا قصہ ذکر نہین کیا جاتا صرف اشارۃً ایک جملہ اُسکا بہ سبیل
ایجاز بیان کیا جاتا ہے جیسے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا
الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (یسین ع) یعنے ہمنے تمسے کیا یوم میثاق اسبات کا
عہد نہین لیا تھا کہ اے آدم کی اولاد شیطان کی عبادت نہ کرنا لیکن پھر تم اُس عہد کو
بھول گئے اب ہم پھر تمکو وہ یوم میثاق کی بات یاد دلاتے ہین کہ تم شیطان کے پرست چلو
اور اسکو اپنا دشمن جانو کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اور خدا کی عبادت کرو کیونکہ
وہی مستحق عبادت ہے یا جیسے جناب باری کا ارشاد اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا مینے تمسے نہین کہا تھا کہ مین آسمان اور زمین کی
پوشیدہ باتونکو جانتا ہون اس استفہامیہ جملہ مین اشارہ ہے اُس قول کیطرف جو اللہ تعالےٰ
نے پہلے فرشتون سے کہا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ
يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ
قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ پروردگار نے فرشتون سے کہا مین زمین مین اپنا
ایک نائب بنانا چاہتا ہون فرشتون نے کہا اے پروردگار کیا تو زمین مین ایسے
شخص کو پیدا کریگا جو فساد مچائے اور خونریزی کرے اور ہمتو تیری تسبیح اور تقدیس کرتے
ہی ہین اسوقت خدا نے کہا کہ آدم کے پیدا کرنے مین جو مصلحت ہے اُسکو مین ہی جانتا ہو
تم نہین جانتے اس پورے قصے کیطرف اشارہ صرف اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ سے کیا گیا او
بخوف طوالت پورے قصے کو ذکر نہین کیا۔

۸ استفہام افتخاری | متکلم اپنے کلام مین فخر جتلانے کی غرض سے جو استفہام لائے

وہ استفہام افتخاری[۵۱] ہے جیسے فرعون کا موسیٰ سے کہنا اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ (زخرف ۵ ع) کیا مجھکو مصر جیسی سلطنت نہین ملی یعنے مجھکو بڑا فخر اس بات کا ہے کہ مین مصر جیسی سلطنت کا مالک ہون۔

۹ استفہام تفخیمی[۵۲] جو استفہام کسی چیز کی عظمت بتلانے کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام تفخیمی ہے جیسے مَا لِهٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا (سورۂ کہف ع) گناہ گارون کو جب نامۂ اعمال دے جائینگے تو وہ ڈر ڈر کر کہینگے یہ ہمارا نامۂ اعمال کیا ہی بڑا لکھا ہے کہ جسمین نہ چھوٹا گناہ چھوٹا ہے نہ بڑا گناہ سب اسی نوشتہ مین موجود ہے۔

۱۰ استفہام تہویلی یا تخویفی جو استفہام کسی امر آیندہ کے وقوع سے مخاطب کو دہشت زدہ کرنے کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام تہویلی[۵۳] ہے جیسے اَلْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ وہ حادثۂ قیامت جو حق کو باطل سے جدا کر دینے گا اور ضرور ہو کر رہے گا اُس کو تم کیا سمجھتے ہو وہ کیا واقعہ ہے وہ ایک بڑا عظیم الشان واقعہ ہے۔

۱۱ استفہام تسہیلی یا تخفیفی[۵۴] جو استفہام بغرض تسہیل یعنے کسی کام میں آسانی

---

[۵۱] مثال استفہام افتخاری (آتش) یان مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے ؛ آتش غزل یہ تو نے لکھی عاشقانہ کیا

[۵۲] مثال استفہام تفخیمی (میرانیس) ذبح خنجر سے ہوا جو وہ پدر کس کا ہے ؛ یک ذرا غور سے دیکھو کہ یہ سر کس کا ہے (طور) تیغ ہے اوس نظر کا کیا کہنا ؛ لیکن اپنے جگر کا کیا کہنا۔

[۵۳] استفہام تہویلی کی مثال ؎ کیا بلا کوئے بتان کی بھی ہے چکنی مٹی ؛ قدم زاہد صد سالہ پھسلتے دیکھا۔

[۵۴] مثال التسہیل (ذوق) کیا آئی تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد ؛ سینے مین ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد۔

بتلانے کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام تسہیلی ہے جیسے مَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا (نساء ع) یعنے اون پر کیا ایسا بوجھا ور دشوار ہے کہ جو ایمان لے آئین وہ تو ایک آسان چیز ہے جو اون پر لازم کیگئی ہے اور ایمان کے لانے مین اونکا کوئی حرج نہین بلکہ سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔

۱۲۔ استفہام تہدیدی یا وعیدی | وہ استفہام کہ جس کے ذریعہ سے متکلم اگلے واقعات کو یا بعد کے شدائد کو یاد دلا کر دہمکی دیتا ہے استفہام تہدیدی[۵۱] ہے جیسے اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ (مرسلت ا ع) کیا ہم نے اگلون کو ہلاک نہین کیا یعنے تم کس غرّے پر ہو اگر تم بھی ایسی ہی نافرمانیان کروگے تو تم کو بھی ہلاک کردینگے۔

۱۳۔ استفہام تسویہ | جس استفہام مین دو باتون کو برابر ٹھیرایا جائے وہ استفہام تسویہ[۵۲] ہے جیسے سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بقرہ ا ع) اے پیغمبر تم ان کافرون کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ دونون برابر ہین وہ تو ایمان لانے والے نہین۔

۱۴۔ استفہام امری[۵۳] | متکلم کو کلام سے استفہام مقصود نہ ہو بلکہ اوس جملہ استفہامیہ کا حکم بجا لانا مقصود ہو جیسے ءَاَسْلَمْتُمْ (آل عمران ۲ع) یعنے اسلام لے آؤ یا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (مایدہ ۲ع) کیا تم باز نہین آتے

---

[۵۱] مثال تہدیدی (شہیدی) ہی باتین نئی کہان ہین ہی چاہت نیا پیا سے کیا قیامت ہے کے شخص یہ آنا دل کا۔

[۵۲] مثال تسویہ ۔ شغل بہتر ہے عشق بازی کا ۔ کیا حقیقی و کیا مجازی کا۔

[۵۳] مثال امر (میرانیس) افسوس اسی طرح سے غفلت مین ہو گئے ۔ کیا آخری بابا کی زیارت نہ کروگے

یعنے برائیون سے باز آؤ اور جیسے اَتَصۡبِرُوۡنَ (فرقان ع ۲) یعنے صبر کرو۔

۵ استفہام تنبیہی جس استفہام کے ذریعہ سے متکلم مخاطب کو کسی بات پر آگاہ کرتا ہے وہ استفہام تنبیہی[۱] ہے اور یہ استفہام بھی امر کی ایک قسم ہے جس سے مقصود اوس فعل کا کرنا ہوتا ہے جیسے اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيۡفَ مَدَّ الظِّلَّ (فرقان ع ۵) اے پیغمبر کیا تم نے اپنے مالک کی قدرت نہین دیکھی کہ اس نے سایے کو کیونکر پھیلایا یعنے اس امر کو دیکھو کہ اللہ تعالی سایے کو کیونکر پھیلاتا ہے اور وہ کس طرح سے بڑہتا گھٹتا ہے۔

۱۶ استفہام ترغیبی جو استفہام کسی امر کی طرف رغبت دلانے کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام ترغیبی[۲] ہے جیسے مَنۡ ذَا الَّذِیۡ يُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا یعنے کون شخص ہے جو اللہ تعالی کو قرضہ حسنہ دے یہان قرضہ حسنہ پر ترغیب دینے کے لیے استفہام استعمال کیا گیا اور ایسا ہی یہ جملہ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ (صف ع ۲) کیا مین تم کو ایسی تجارت جو عذاب الیم سے نجات دے نہ بتلا دون یعنے مین تم کو ایسی تجارت کی طرف رغبت دلاتا ہون کہ جو عذاب الیم سے نجات دے اور آخرت مین فائدہ پہونچائے وہ تجارت کیا ہے ایمان اور عمل صالح۔

---

[۱] مثال استفہام تنبیہی (نسیم) آئی سفیدی عمر کیون غفلت مین کہوتا ہے: کیا وقت صبح جہالت ہوگی تو کس نیند سوتا ہے

[۲] مثال استفہام ترغیبی (نذیر احمد) ای قوم تری بہت دخیرت کو کیا ہوا: تو بے قصور وار تو کس کا گلہ کرون۔ (سید احمد) یار ہون غمگسار کیا کہنا: اور ملین ایسے یار کیا کہنا: پاؤن پڑکر اُسے منا لایا: ہاتہہ تو لاؤ یار کیا کہنا:

۱۷ استفہام النہی[۵۱] استفہام سے مقصود کسی امر کی ممانعت ہوتی ہے جیسے
أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ (توبہ ع۲)
کیا تم کافروں سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ زیادہ مستحق ہے کہ اُس سے ڈرو یعنی منافقین اور مشرکین اور کفار سے مت ڈرو۔

۱۸ استفہام دعائی[۵۲] جس استفہام سے مقصود دعا ہو جیسے أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا (اعراف ع۱۹) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار کیا تو ہم کو اس وجہ سے ہلاک کرتا ہے کہ ہم میں سے بیوقوفوں نے بت پرستی کی یعنی اے پروردگار ہم کو (بیوقوفوں کے کرتوتوں پر) ہلاک مت کر

استفہام نہی اور استفہام دعائی میں اسی قدر فرق ہے کہ اگر ادنیٰ اعلیٰ سے کسی امر کے نہ کرنے کی درخواست کرے تو وہ استفہام دعائی ہے اور اگر اعلیٰ ادنیٰ سے کسی امر کے نہ کرنے کو کہے تو وہ استفہام نہی ہے۔

۱۹ استفہام تمنی[۵۳] جس استفہام کے ذریعہ سے متکلم کسی بات کی آرزو کرتا ہے وہ استفہام تمنی ہے جیسے فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا (اعراف ع۶) دوزخی آرزو کرینگے کہ کوئی ہمارے سفارشی ہیں جو اس وقت ہماری سفارش کرکے ہم کو عذاب سے نجات دیں۔

---

۵۱ مثال استفہام نہی (آتش) دل بیقرار ستاتا ہے کسی کی خو ق میں ... تو فضیحت ما تم کرتا ہے کیا

۵۲ مثال استفہام دعائی (راسخ) ... آنکھ ترا نار ... کبر ... نگ کو ... کیا الٰہی ... کا

۵۳ مثال استفہام تمنائی (ناسخ) دشت سے ... وطن میں ... کہ ... تو سال آ ... پہنچا۔

(درد) وہ دن کدھر گئے کہ ... فراغ تھا ... دل تہا دماغ تھا۔

۲۰ استفہام استرشادی[1] متکلم اپنے کلام مین کسی امر کے بھلائی کی درخواست کرتا ہے اور ادباً مخاطب پر اعتراضانہ کلام نہین لاتا بلکہ محض ازراہ طلب رشد اوس کلام کو استفہام کے پیرایے مین ادا کرتا ہے جیسے اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا یعنے اے پروردگار ہم تیری جناب مین استرشاداً عرض کرتے ہین نہ بسبیل اعتراض کہ کیا تو زمین مین ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے کہ جو فساد مچائے اور خونریزی کرے۔

۲۱ استفہام استبطائی[2] متکلم اپنے کلام مین کسی امر کے وقوع مین دیری ہونیکو ظاہر کرتا ہے ایسا استفہام استبطائی ہے جیسے مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ یعنے اللہ کی مدد کب آئے گی یعنے اللہ کی مدد آنے مین بہت دیری ہوئی چنانچہ اونھین کے جواب مین جناب باری ارشاد فرماتا ہے اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ (۲۲ ع سورۂ بقرہ) یعنے آگاہ ہو جاؤ اللہ تعالی کی مدد عنقریب آنے والی ہے۔

۲۲ استفہام عرض[3] جس استفہام سے مقصود متکلم کو کسی امر کا پیش کردینا ہو وہ استفہام عرض ہے جیسے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ (نور ۳ ع) کیا تم اس بات کو نہین چاہتے کہ اللہ تعالے تمہارے گناہ بخشدے یعنے ہم تمپر اس بات کو پیش کردیتے ہین کہ تم اپنے گناہونکی معافی چاہو

[1] مثال استفہام استرشادی (غالب) ہم ہین مشتاق اور وہ بیزار: یا الہی یہ ماجرا کیا ہے

[2] مثال استفہام استبطائی ؎ رات اور رات بہی جدائی کی: اب نکلتا ہے آفتاب کہان

[3] مثال استفہام عرض (امیر) ؎ دیر سے آئے ہو کیا اب بہی نہ گہر جاؤ گے: کچھ قبالہ تو مرے گہر کا نہ لکھواؤ گے

۲۳ استفہام تحضیضی | جو استفہام کسی بات پر مخاطب کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے لایا جاوے وہ استفہام تحضیضی ہے جیسے اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ (توبہ ۲ع) کیا تم ایسی قوم سے نہین لڑتے کہ جنھون نے اپنے معاہدے کو توڑ دیا بعد عہد کرنے کے یعنے تم کو آمادہ کیا جاتا ہے کہ ایسی قوم سے جو نقض عہد کرین ضرور اُن سے لڑو۔

۲۴ استفہام تجاہل عارفانہ | جان بوجھ کر انجان بننے کی غرض سے جو استفہام لایا جائے وہ استفہام تجاہل عارفانہ ہے جیسے اَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا (ص ۲ع) کیا ہم کو چھوڑ کر محمد پر قرآن اُتارا گیا ہے یہان پر اس جملے کے کہنے والے مشرکین ہین گو وہ اس بات کو جانتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتر رہا ہے لیکن پھر بھی انجان بنکر اس جملہ کو انھون نے استعمال کیا کہ ہم کو چھوڑ کر محمد پر قرآن کیون اترا ہم ہی پر اترا ہوتا۔

ف۵ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے کافرون مین کعبہ کے قریب قرار پائی تھی لیکن کفار مکہ شرائط صلح پر قایم نرہے اور عہد کو توڑ دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ مکہ کے کافرون نے حدیبیہ مین دس برس کیلئے آنحضرت صلی اللہ سے صلح کی اس شرط پر کہ جو لوگ مسلمانونکی پناہ مین ہین انپر مکہ والے حملہ نہ کرینگے اور نہ حملہ کرنیوالونکی مدد کرینگے اور مسلمان ان لوگون پر حملہ نہ کرینگے جو مکہ والونکی پناہ مین ہین نہ حملہ کرنیوالونکی مدد کرینگے مکہ والونکی پناہ مین بنی بکر کی قوم تھی اور مسلمانونکی پناہ مین خزاعہ کی قوم تھی اتفاقاً بنی بکر اور خزاعہ کی قوم مین جنگ ہوئی مکہ کے کافرون نے اپنے عہد کا کچھ خیال نہین کیا اور بنی بکر کی ہتیارون سے مدد کی یہ حال دیکھکر خزاعہ مین سے ایک شخص عمرو بن سالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور فریاد کی کہ مکہ کے کافرون نے عہد کو توڑ دیا آپنے فرمایا اچھا مین بھی تمہاری مدد کرونگا آنحضرت نے ۸ھ مین مکہ پر لشکر کشی کی اور مکہ فتح کیا غرضکہ یہ آیت کافرین مکہ جو ناقضین عہد تھے انسے قتال کرنے مین نازل ہوئی ہے۔

۲۵ استفہام تعظیمی[۵۱] جو استفہام بغرض تعظیم لایا جائے وہ استفہام تعظیمی ہے جیسے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ (۳۴ ع بقرہ)

یعنے کون شخص ہے جو اللہ تعالی کی بارگاہ مین بلا اذن سفارش کرے یعنے بلا اذن کس شخص کو جرٲت ہے جو بارگاہ ایزدی مین کچھ عرض معروض کرے یعنے جو شخص بارگاہ ایزدی مین سفارش کرتا ہے وہ بڑا ہی عظیم الشان شخص ہے (اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہین)

۲۶ استفہام تحقیری[۵۲] جو استفہام بغرض تحقیر مخاطب لایا جائے وہ استفہام تحقیری ہے جیسے اَھٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِھَتَکُمْ (انبیاء ۴ ع) یہ حقیر سا آدمی (یعنی ابراہیم) تمہارے معبودون کو (برائی سے) یاد کرتا ہے (یہ مقولہ کافرون کا ہے)

۲۷ استفہام اکتفائی[۵۳] جو استفہام کسی امر کے کافی ہوجانے کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام اکتفائی ہے جیسے اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ (عنکبوت ۷ ع) کیا غرور کرنے والون کو جہنم کا ٹھکانا کافی نہین ہے یعنے اونکے لئے جہنم کافی ہے اس استفہام مین استفہام اکتفائی کے ساتھ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰- غرضکہ معاہدہ کا توڑ ڈالنا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے اور جب عہد پر نام ہنسو کی نا ہیہ ہے مثال استفہام تحسینی (قلق) فقط آتنا ہی دیکھا تھا راہ ٭ دیر پہر کس لئے ہے بسم اللہ۔ مثال استفہام تجاہل عارفانہ (ظفر) ہوش ربا ستمگر ماہ لقا تو کون ہے ٭ صبر و قرار لے چلا ہیچ تو بتا تو کون ہے۔

[۵۱] استفہام تعظیمی کی مثال (غالب) زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ٭ کہ میری نطق نے بوسے میری زبان کیلئے

[۵۲] مثال استفہام تحقیری (غالب) ہر بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے ٭ تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے۔

[۵۳] مثال استفہام اکتفائی (قلق) اب مناجات اے قلق کب تک ٭ عرض حاجات لے قلق کب تک

استفہام تقریری بھی ملحوظ ہے۔

۲۸ استفہام استبعادی | استفہام سے اگر مقصود مخاطبین کا کسی بات سے دور پڑ جانا ہے تو وہ استفہام استبعادی ہے جیسے

اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى (دخان ۲ع) اون کو نصیحت سے کیا سروکار وہ نصیحت سے بہت دور بہکے ہوئے ہیں۔

۲۹ استفہام ایناسی یا انسی | مخاطب کو متکلم سے انست پیدا ہونے کی غرض سے جو استفہام لایا جائے وہ استفہام ایناسی ہے

جیسے اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے کہنا وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (طٰہٰ ۱ع) یہ تمہارے ہاتھ میں موسیٰ کیا چیز ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو خود معلوم تھا لیکن موسیٰ ذات باری تعالیٰ سے کلام کرنے سے انست ہو اور موسیٰ گھبرا نہ جائیں اس غرض سے اللہ تعالیٰ نے استفہامیہ جملہ ارشاد فرمایا۔

۳۰۔ استفہام استہزائی | جو استفہام بغرض تمسخر یا دل لگی کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام استہزائی ہے جیسے قوم شعیب علیہ السلام کا شعیب علیہ السلام سے کہنا اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا (سورہ ہود ۸ع) ماشاء اللہ کیا کہنا کیا آپ کی نماز بھی ہم کو یہ حکم کرتی ہے کہ ہم اپنے باپ

---

۵۱ مثال استفہام استبعادی (امیر) یہ تجلی گاہ سلطانی کہاں: ہم کہاں یا چشمہ مہر ضیا گستر کہاں اور ہم کہاں

۵۲ مثال استفہام انسی یا ایناسی (غالب) دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے: آخر اس درد کی دوا کیا ہے۔ ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار: یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے **۵۳** مثال استفہام استہزائی (طلب) بہت سے وعدوں پر آرام ہے یقین ہے طرز گفتار یار کیا کہنا: نہ کیجئے ہوش اگر پڑا خم پر نہ طلب ہوشیار کیا کہنا

داداؤن کے بتون کو جن کو وہ پوجتے ہین چھوڑ دین یعنے ہم چھوڑنے والے نہین۔

۳۱ استفہام تاکیدی[۵۱] | جس استفہام سے مضمون جملہ سابقہ کی تاکید مقصود ہو وہ استفہام تاکیدی جیسے اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ (زمر ع) کیا جس پر عذاب لازم ہوگیا اب کیا تو اوسکو آگ سے نکال سکتا ہے یعنے ہرگز ہرگز ایسے شخص کو جسکے حق مین عذاب لکھدیا گیا ہے اوسکو تم نہین نکال سکتے یہان دوسرا جملہ پہلے جملہ کی تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔

۳۲ استفہام اخباری[۵۲] | جس استفہام سے مقصود کسی بات کی خبر دینا ہو وہ استفہام اخباری ہے جیسے اَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ اَمِ ارْتَابُوا (نور ع) یعنے اون کے دلون مین یا تو بیماری ہے یا شک مین پڑے ہوئے ہین یہا جملہ استفہامیہ ہے اور مقصود اخبار ہے یعنے یا تو وہ دل کے بیمار ہین یا شک مین پڑ گئے ہین۔

۳۳ استفہام تکثیری[۵۳] | جس استفہام مین کسی چیز کی بہتایت بتلائی جاوے وہ استفہام تکثیری ہے جیسے كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا یعنے بہت ساری بستیون کو ہمنے ہلاک کردیا۔

۳۴ استفہام تقلیلی[۵۴] | جس استفہام مین کسی چیز کی قلت بتلائی جاوے وہ استفہام تقلیلی ہے

---

۵۱ مثال استفہام تاکیدی (نذیر احمد) کسنے کہا ہے تجھسے کہ دنیا کو چھوڑ بیٹھ ؛ پس اپنی باتین اپنی طرف سے نہ جوڑ بیٹھ

۵۲ استفہام اخباری (شہید) سعی نے ہمین محنت نہ ذلت سے بچایا ؛ مین اب کہو ا حضرت مستور کرون کیا۔

۵۳ مثال استفہام تکثیری (داغ) خوبیان لاکھ کسی مین ہو تو ظاہر نہ کرین ؛ لوگ کرتے ہین بری بات کا چرچا الب

۵۴ مثال استفہام تقلیلی (شوکت) ساقی ترے طفیل سے ہکو یہ صیام ؛ معلوم ہی نہین کہ [illegible] استفہام تقلیل کی [illegible] نہین ملی اسواسطے نقل نکی۔

کلمات استفہام

عربی زبان مین کلمات استفہام گیارہ ہین۔ ہمزہ۔ ھَل۔ مَا۔ مَن۔ اَیُّ۔ لِمَ۔ کَیفَ۔ اَینَ۔ اَنّٰی۔ مَتٰی۔ اَیَّانَ۔

(ھمزہ و ھل) ہمزہ طلب تصور اور طلب تصدیق دونون کیلئے آتا ہے اور ھل محض طلب تصدیق کیلئے اور باقی حروف صرف طلب تصور کے لئے۔ اردو مین ان دونون لفظون کا ترجمہ کیا ہے۔

(ما) مار استفہامیہ کے معنی اَیُّ شَیءٍ کے ہوتے ہین یعنے کیا چیز کونسی چیز کیسی چیز کیا حسب موقعہ اسکا ترجمہ ہوتا ہے اس سے اجناس غیر ذوی العقول یا اسکی صفات پوچھی جاتی ہین جیسے مَا لَونُھَا۔ اُس گلے کا رنگ کیسا ہے

(مَن) اس سے ذوی العقول کا تعین پوچھا جاتا ہے اردو مین اسکا ترجمہ (کون) ہے جیسے مَن بَعَثَنَا مِن مَّرقَدِنَا

(اَیُّ) جس کسی امر مین دو باہم شریک ہون تو ایک کو دوسرے سے جدا کرنیکے لئے اَیُّ لایا جاتا ہے اردو مین اسکا ترجمہ (کونسا) ہے جیسے اَیُّکُم زَادَتہُ ھٰذِہٖ اِیمَانًا۔

(لِمَ) حرف تعلیل ہے کسی چیز کی علت پوچھنے کے لئے آتا ہے اردو مین اس کا ترجمہ (کیون یا کس لیے) ہے جیسے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفعَلُونَ۔ کیون کہتے ہو ایسی بات کو جسکو تم نہین کرتے

(کَیفَ) کسی چیز کی حالت دریافت کرنیکے لئے آتا ہے لیکن قرآن مین جہان کہین کیف خدا نے استعمال کیا ہے وہان اس سے مراد یا تو تنبیہ ہے یا توبیخ یا تعجب اردو مین اسکا ترجمہ (کسطرح کیونکر ہے)

(اَینَ) استفہام مکانی ہے یعنے اس سے کسی جگہ کا سوال ہوتا ہے اردو مین اسکا ترجمہ (کہان) ہے جیسے اَینَ تَذھَبُونَ۔ کہان چلے جاتے ہو۔

(اَنّٰی) استفہامیہ یا تو معنی مین کیف کے ہوتا ہے یعنے (کسطرح) جیسے اَنّٰی یُحیِی اللّٰہُ ھٰذِہٖ بَعدَ مَوتِھَا یا معنی مین من این یعنے کہان سے جیسے اَنّٰی لَکِ ھٰذَا ای من این لک ہذا۔ یہ کہان سے تیرے لیے آگیا

جن صاحبکو اس رسالہ کی ضرورت ہو اسکے ٹکٹ یا قیمت بھیجکر حسب ذیل پتہ سے منگوا لین۔ راقم آثم ابو البرکات محمد عبید اللہ مولوی فاضل
ساکن سہ ... خیر ... ابتدائی نو ... بہادر۔ انجمن معاونۃ الاحباب ... مولوی محمد ابو القاسم صاحب ...

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ

سلسلۂ علوم قرآن نمبر ۲

متعلقہ

فصاحت و بلاغت

علم الامر من القرآن

اس رسالہ مین لفظ امر اور صیغۂ امر سے بحث ہی جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے
اور ان ہر دو سے جو احکام مرتب ہوتے ہین اُن کا ذکر بھی اجمالاً کر دیا گیا ہے

مصنفہ

عالیجناب ابوالبرکات محمد عبید اللہ صاحب (مولوی فاضل) خادم علوم کتاب و سنت

قد طبع فی مطبع فخر دکن واقع افضل گنج فی حیدرآباد دکن

قیمت فی جلد (۲/)

اس کتاب کے ملنے کا پتہ۔ حیدرآباد دکن چارمینار چوک [illegible] جناب محمد ابوالقاسم صاحب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَدَّرَ مَا قَدَّرَ وَاَمَرَ مَا اَمَرَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ بَشَّرَ مَنِ اسْتَبْشَرَ وَاَنْذَرَ مَنِ انْتَذَرَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا بِهَدْيِهٖ وَاقْتَدَوْا بِاَمْرِهٖ وَصَارُوْا قُدْوَةً لِمَنْ ائْتَمَرَ وَعِبْرَةً لِمَنِ اعْتَبَرَ

رسالہ علم الامر من القرآن سلسلہ علوم قرآن کا دوسرا (۲) نمبر ہے جس مین لفظ امر کی تحقیق ہے قرآن وحدیث مین اکثر امر ونہی کے صیغے آتے ہین کبھی اونسے حقیقی معنے مراد ہوتے ہین کبھی مجازی۔ اس امر کی بہت ضرورت تھی کہ امر کے حقیقی معنے اور مجازی معنون کی تشریح کی جائے اور ان دونون معنون سے کیا کیا احکام مرتب ہوتے ہین اونکو بھی بتادیا جائے تاکہ طلبہ کو ایک گونہ وقفیت ہو اور جن کی اصولی نظر ہے اونکو بھی مزید بصیرت اگرچہ علم الاستفہام چھپنے کے بعد میرے پاس فصاحت وبلاغت کے دوسری رسائل بھی مرتب ہے لیکن مین نے یہ چاہا کہ انشا کا سلسلہ ختم ہوجانیکے بعد خبر کی خبر لیجائے لہذا علم الاستفہام کے بعد علم الامر کا رسالہ طبع کرانے کے لئے دیا گیا جو لوگ قرآن کے مضامین کے دلدادہ مین جیسا کہ اونہون نے علم الاستفہام سے دلچسپی لی ہے ویساہی امید ہے کہ علم الامر سے بھی دلچسپی لینگے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا تَابِعِيْنَ لِاَمْرِكَ وَمُجْتَنِبِيْنَ عَنْ نَهْيِكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

ابو البرکات محمد عبید اللہ عفی عنہ

تعریفات

تعریف علم الامر	جس علم مین صیغہ امر سے بحث ہو وہ علم الامر ہے
موضوع علم الامر	علم الامر کا موضوع صیغہ اَمر ہے
تعریف امر	اعلے مرتبہ کا شخص جب اونے کو کسی بات کا حکم کرے تو ایسا حکم امر کہلاتا ہے
التماس	ہم رتبہ شخص جب کسی کو کسی بات کا حکم کرے تو ایسا حکم التماس ہے۔
دعا	ادنی اعلی سے جب کسی امر کو کہے تو ایسا امر دعا ہے۔
آمر	جو شخص کسی کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے وہ آمر ہے
مامور	جس شخص کو حکم دیا جاتا ہے وہ مامور ہے
مامور بہ	جس بات کا حکم دیا جاتا ہے وہ مامور بہ ہے
حقیقی معنے	جو لفظ جس معنی کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہ لفظ اگر اسی معنے مین استعمال کیا جائے اور قایل کی مراد اوس لفظ سے وہی معنے ہون تو ایسا معنی حقیقی معنی ہے
مجازی معنے	جو لفظ جس معنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے اوس معنے سے نکلکر دوسرے معنے مین اوس کا استعمال ہو تو دوسرے معنے مجازی معنے ہے۔
واجب	جس امر کا کرنا لازمی ہو اور اوس کا ترک ممنوع ہو واجب ہے۔
مباح یا اباحت	جس امر کا کرنا نہ کرنا دونون برابر ہون وہ امر مباح ہے
مشترک	جس لفظ کے کئی معنے ہون اور وہ لفظ ہر معنے کے لئے مقرر کیا گیا ہو تو ایسا لفظ مشترک ہے۔
مطلق	جس بات مین کسی امر کی قید نہ ہو مطلق ہے۔

مقید	جس بات مین کسی امر کی قید ہو وہ مقید ہے۔
امر مشروط	جس امر کو کسی شرط کے ساتھہ مرتبط کر دیا جائے ایسا امر امر مشروط ہے۔
امر غیر مشروط	جس امر مین کوئی شرط نہ ہو وہ امر غیر مشروط ہے۔

لفظ امر کی تحقیق

جب لفظ امر کہا جائے تو اوس سے کبھی مراد صیغۂ امر ہوتا ہے عام اس سے کہ وہ کسی فعل کا ہو جیسے اِفعَل اِضرِب اُقتُل وغیرہ کبھی کلام مین صیغہ خبر کا ہوتا ہے۔ لیکن مجازاً مراد اوس سے امر ہوتا ہے جیسے وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (بقرہ ع) مطلقہ عورتین بعد طلاق کے تین حیض کا انتظار کرین بعد تین حیض کے گزرنیکے اون کی عدت ختم ہوگی یہان یتربصن کا لفظ کہا گیا لکن مراد اوس سے تربصن رکھا گیا ہے صیغہ امر کے لئے یہ ضرور نہین ہے کہ آمر صیغہ امر کو صراحۃً استعمال کرے بلکہ اشارۃً بہی اگر کسی امر کو کہے تو بہی وہ واجب الادا سمجہا جاتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین ذبح اسمٰعیلؑ کا حکم اشارۃً کیا گیا تہا جس بنا پر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو کہا يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (والصفت ع) ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیلؑ سے کہا بیٹا مین خواب مین تم کو ذبح کرتے ہوے دیکہتا ہون تم دیکہو تمہاری اس مین کیا رائے ہے اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا ابا جان آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اوس کام کو آپ کر ڈالئے اگر اللہ نے چاہا تو مجہکو آپ صابر پائینگے خلاصہ یہ کہ رویائے ابراہیمؑ جس مین اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کیطرف

اشارۃً تہا وہ بہی حکم ربی تہا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون اسمعیل علیہ السلام اوسکو (تؤمر) سے تعبیر کرتے اس سے یہ بہی حکم مستنبط ہوتا ہے کہ انبیا کا خواب بہی بعض وقت امر کا حکم رکہتا ہے۔

ہمارے اس رسالہ مین زیادہ تر بحث صیغہ امر سے ہے اب رہا لفظ امر یعنے جو لفظ (ا-م-ر) سے مرکب ہے سو اردو زبان مین اس کا اطلاق کئی معنون مین ہوتا ہے۔ امر-حکم-ارشاد-اجازت-فعل-کام-باب-ماجرا-مطلب-مقصد-معاملہ-کاروبار-حادثہ-

عربی زبان مین لفظ امر آٹہہ معنون مین آتا ہے

(۱) قول جیسے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (۸ع) اے محمدؐ اپنے گہر والون کو نماز کے لیئے کہو۔

(۲) فعل جیسے فَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران ۱۶ع) اے محمدؐ کسی کام کے کرنے مین صحابہ سے مشورہ کرلو۔

(۳) حکم جیسے أُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (انعام ۹ع) ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کی اطاعت کرین اور اوس کے حکم سے سرتابی نہ کرین

(۴) امر موعود عام اس سے کہ وہ ثواب ہو یا عذاب جیسے أَتٰى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (نحل ۱ع) اللہ تعالےٰ نے جس امر کا وعدہ کیا ہے (یعنی قیامت) اوس کو تم سمجہو کہ آگیا پس تم جلدی مت مچاؤ یا جیسے أَتٰهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ (یونس ۳ع) وہ وعدۂ عذاب کہ جس سے ہم نے تم کو ڈرایا تہا وہ رات مین یا دن مین آن پہونچا پہر اوس کہیتی کو ہم نے کٹا ہوا ڈہیر کردیا اور اوس کی ایسی حالت ہوگئی

گویا کہ وہان کل کھیتی نہی ہی نہین۔

(۵) وقوع جیسے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ (نحل ع ۱۰) قیامت کا وقوع ایسا آناً فاناً ہوگا کہ جیسا پلک کا جھپکنا۔

(۶) ابداع یعنے کسی چیز کو بلا مثال دیکھے نو پیدا کرنا جیسے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (بنی اسرائیل ع ۱۰) ای مِنْ اِبْدَاعِ رَبِّیْ۔ تم اسے محمد کہدو کہ روح بھی میرے پروردگار کے پیدا کی ہوئی چیزون سے ہے۔

(۷) حادثہ جیسے اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ (شوری ۱۶ ع) سب حوادث کا مرجع آخر چلکر باری تعالےٰ ہی کے طرف ہے۔

(۸) حال یا شان جیسے اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (یس ۵ ع) اللہ تعالےٰ کے پیدا کرنے کی مثال اور حالت ایسی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو موجود کرنا چاہے تو وہ کہتا ہے کہ ہوجا وہ فوراً ہوجاتی ہے اوس کے پیدا ہونے مین کسی طرح کی دیری نہین ہوتی۔

(۹) اصلاح شی یعنی درستگی وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا (وصفت ۱۵ع) اللہ تعالےٰ نے ہر ہر آسمان مین اوس کی درستگی اور اصلاح اور زینت کے طرف اشارہ کر دیا ہے۔ بعضون نے کہا یہان امر سے مراد ملایکہ ہین یعنے ہر ہر آسمان کے فرشتونکو ہم نے اوس آسمان کے اصلاح کا حکم دیا ہے۔

صوفیہ کرام رحمہم اللہ اجمعین کے پاس امر ایک عالم ہے جس کا وجود بے مادہ اور بے مدت کے ہے جیسے عقول اور نفوس اور اس کو عالم ملکوت اور عالم غیب بھی کہتے ہین بعضون نے کہا کہ عالم امر ایک ایسا عالم ہے جس کی مقدار اور پیمایش نہین ہوسکتی

صیغہ امر کے معنے اور اوس کے اقسام

(۱) امر ایجابی | جس صیغۂ امر سے کسی فعل کا کرنا لازمی سمجہا جاوے اور اوس کے نہ کرنے پر وعید آئی ہو یا اوس کا ترک ممنوع ہو تو ایسا امر امر ایجابی ہے جیسے وَأَقِيمُوا الصَّلوٰةَ وَاٰتُوا الزَّكوٰةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (بقرہ ۵ ع) نماز پر مضبوطی سے قایم رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جہکنے والون کے ساتہہ جہکو یعنے نماز اور زکوٰۃ اور جماعت کا حکم تم پر لازم ہے اور اوس کا ترک ممنوع ہے۔

(۲) امر مندوبی | جس امر سے کسی فعل کے کرنے پر ثواب اخروی مرتب ہو اور اوس فعل کا کرنا لازمی نہ ہو ایسا امر امر مندوب ہے جیسے وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا - (نور ۴ ع) اور جو غلام تم سے مکاتبت کا معاہدہ کریں (یعنے تم سے اس امر کا معاملہ کریں کہ ہم محنت مزدوری کر کے اس قدر بدل کتابت لادین گے اور بعد از روپیہ ادا کرنے کے ہم آزاد ہو جائینگے تو اگر مناسب سمجہو اور یہ سمجہو کہ اون مین شایستگی ہے - اور وہ اس لایق ہین تو اون سے مکاتبت کا معاہدہ کر لو یعنے بدل کتابت ٹہیراکر اون کو آزاد کر دو۔

(۳) امر اباحت | جس امر سے کسی فعل کا کرنا یا نہ کرنا برابر سمجہا جائے اور اوس کا ترک ممنوع نہ ہو تو ایسا امر اباحت ہے جیسے كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (بقرہ ۸ ع) جو ہم نے ستہری چیزین تم کو دی ہین اون کو تم کہاؤ اس آیت سے طیبات کا کہانا نہ کہانا دونون برابر ہین یعنے اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے ستہری پاکیزہ چیزین پیدا کر دی ہین تم کو اختیار ہے چاہو کہاؤ چاہو نہ کہاؤ یعنے اگر چاہو تو ان دنیوی لذات کو

چھوڑکر ریاضت نفس کرو اور اخروی لذات کو حاصل کرو اور اگر چاہو تو اون کو کھا بھی سکتے ہو بہر حال اون کا کھانا تم پر لازم نہین ہے تم کو اختیار دیا گیا ہے۔

(۴) امر تہدیدی | جس امر سے مقصود متکلم کو اوس امر کی ممانعت ہو وہ امر تہدیدی ہے جیسے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (وصفت ع ۵) تم جو چاہو کرو اللہ تعالے تمہارے کامون کو دیکھ رہا ہے اس آیت سے مقصود یہ نہین ہے کہ آدمی جو چاہے کرے بلکہ تہدید اور ممانعت ہے کہ اپنی خواہشات اور اپنے ارادے پرست چلو بلکہ اللہ تعالی کی مرضی اور اوس کے ارادے کے موافق چلو خلاصہ یہ کہ یہان امر کہا گیا اور مراد اوس سے نہی رکھی گئی ہے۔

(۵) امر ارشادی | جس امر سے مخاطب کو کسی امر دنیوی کی مصلحت بتلا دینا ہو تو ایسا امر امر ارشادی ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے آیت مداینت مین (جب داین اور مدیون کو اپنے معاملات کا وثوق منظور ہو تو وہان پر تمسک کے لکھنے اور اوس پر دو گواہ قایم کرنے کے لئے) ارشاد فرمایا اور اوس مین مصلحت دنیوی یہ رکھی کہ آیندہ کو جھگڑا نہو جیسے یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ (بقرہ ۳۹ ع) اے ایمان والو جب تم ایک میعاد مقرر پر باہم دین کرو تو اوس کو لکھ لیا کرو اور یہ چاہئے کہ لکھنے والا تمہارے معاملہ کو انصاف سے لکھے اور لکھنے والا

لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اوس کو سکھلایا ہے ویسا ہی لکھے اور وہ شخص لکھوانا جائے کہ جس پر حق ہے اور اللہ سے ڈرے جو اوس کا مالک ہے اور جو لکھا گیا ہے اوس مین گہٹا بڑھا و نہ کرے اگر وہ شخص کہ جس پر حق واجب الادا ہے کمزور یا کم عقل ہے یا خود وہ نہ لکھوا سکتا ہو تو اوس کے طرف سے جو مختار ہو وہ لکھوا تا جائے اور اوس تمسک پر مردون مین سے دو گواہ کر لیا کرو ۔ اس چہوٹی سی آیت سے مفسرین اور اگلے ائمہ نے ہزار مسئلے قرض کے نکالے ہین سبحان اللہ کیا تبحر علمی اون لوگون کو تہا اور کیسی نظر اون کی قران کے مطالب پر تہی خلاصہ یہ کہ یہان پر کتابت تمسک اور استشہاد (گواہ رکہنا) کا جو حکم ہے وہ حکم ارشادی ہے ۔

(۶) امر التماسی یا امتثالی | برابر والا اپنے ہم مرتبہ شخص سے کسی امر کے کرنے کو کہے تو ایسا امر امر التماسی ہے جیسا کہ یوسف کے بہایون کا آپس مین یوسف کے قتل کرنیکے لیے اور اونکو زمین مین ڈالنے کے لیے مشورہ کرنا وَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اُقْتُلُوا يُوسُفَ اَوِ اطْرَحُوهُ اَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صَالِحِينَ ۔ (یوسف ع ۲) یوسف کے بہایون مین سے ایک بہائی نے کہا یا تو یوسف کو مار ڈالو یا اوس کو کسی زمین پر پہینک دو پھر کیا ہے تمہارے باپ کی توجہ تمہارے طرف ہو جائیگی بعد اس کے توبہ کر کے تم نیک ہو جانا یعنے اپنے گناہون کی معافی چاہ لینا ۔

(۷) امر تاذینی | جس امر سے کسی کام کی اجازت سمجھی جائے تو ایسا امر امر تاذینی ہے امر تاذینی مین پہلے استیذان ہوتا ہے پہر اوسکے بعد اذن دیا جاتا ہے جیسے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَاِذَا كَانُوا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا

حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (نور ع ۹ مسلمان تو (فی الحقیقت) وہی ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب کسی ایسے کام پر (جس میں سب کے اجماع کی ضرورت ہے) رسول کے ساتھ جمع ہوتے ہیں تو جب تک رسول سے اجازت نہیں لیتے نہیں جاتے۔ بے شک جو لوگ تم سے اجازت لیتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اللہ اور اوس کے رسول پر ایمان لائے ہیں پھر جب وہ تم سے اے محمد کسی کام کی اجازت مانگیں تو تم اون میں سے جس کو چاہو اجازت دید و اور اون کے لئے مغفرت کی دعا مانگو کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے اس آیت میں فَاْذَنْ امر کا صیغہ امر تادیبی ہے۔

(۸) امر تادیبی — جس امر سے مقصود تہذیب اخلاق یا ادب سکھلانا ہو ایسا امر امر تادیبی ہے جیسا کہ اوپر کی آیت امر تادیبی کی مثال ہو سکتی ہے ویسا ہی امر تادیبی کی بھی ہو سکتی ہے یعنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا ادب یہ ہے کہ کہیں جائے تو پوچھ کر جائے یہ نہیں کہ بلا اذن چلے جائیں قرآن میں صد ہا مثالیں امر تادیبی کی مل سکتی ہیں جیسے۔ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (نور ۹ ع)۔ اے مسلمانو جب تم گھروں میں جاؤ تو ایک دوسرے کو سلام کرو (یعنے السلام علیکم کہو) سلام کیا ہے گویا خدا کے طرف سے ایک دعائے خیر ہے کہ جس سے ہر کوئی ایک دوسرے کو دعا دیتا ہے اور پھر موجب برکت ہے جو نہایت متبرک اور عمدہ شیوہ ہے اسی طرح اللہ تعالے تمہارے سمجھنے کے لئے کھول کھول کر اپنی آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو

ف سبحان اللہ قرآن کی ادبی تعلیم کیسی عمدہ تعلیم ہے کہ جب مکان مین آئین توسلام کرین بلا اذن نہ داخل ہون اب یہان سلام کی سنت اوٹھکر آداب اور بندگی اور کورنش اور تسلیم کی بدعت جاری ہے حالانکہ سلام مین جو خوبی ہے وہ آداب مین نہین اولاً لفظ سلام مین اللہ تعالے کے نام کی یاد ہے دوسرے دعائے خیر ہے تیسرے تفاول نیک ہے سلامتی بر خلاف آداب کے کہ اس مین سوائے آداب کے اور کچہ بہی نہین رہا بندگی یہ سب سے بدتر ہے کہ جس مین بوسے شرک کی گندگی ہے اس واسطے کہ بندگی سوائے خدا کے کسی کی نہین رہا تسلیم سو تسلیم سے بہتر سلام علیک ہے کہ جس مین تینون باتون کی خوبیان ہین امر تادیبی کی امثال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی سے یہ فرمانا کُل مِمَّا یَلِیکَ یہ بہی امر تادیبی ہے یعنے اپنے پاس سے کہا یعنے دستر خوان مین یا رکابی مین جو قریب ہے اوس کو کہا یہ نہین کہ ندیدون کے طرح ادہر ادہر دیکہتا رہ یا رکابی مین جو ہاتہہ کے قریب ہے اوس کو کہا یہ نہین کہ سب کہانا خراب کر سبحان اللہ ایک ذرے سے جملے مین کیا ادب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کر دیا۔

(۹) امر انذاری	جس امر سے مخاطبین کو ڈرانا مقصود ہو تو ایسا امر امر انذاری ہے

جیسے قُل تَمَتَّعُوا فَاِنَّ مَصِيرَكُمْ اِلَى النَّارِ (ابراہیم ۳ ع) اے محمد ان کافرون سے کہدو کہ تم چند دن رس بس لو یعنے دنیا کے فایدے چند روزہ ہین ان فائدون کو حاصل کر لو لکن یہ سب بے سود ہین ان کا کچہ بہی نتیجہ نہین کیونکہ آخر ش تو تمہارا ٹہکانا جہنم ہے یعنے تم آگ مین جہونک دیئے جاؤ گے۔

(۱۰) امر امتنانی	جس امر سے مقصود مخاطب پر اپنا احسان جتلانا ہو ایسا امر امر امتنانی ہے

جیسے اُنظُرُوا اِلیٰ ثَمَرِہٖ اِذَا اَثمَرَ (انعام ع) اللہ تعالےٰ کے آثار قدرت کو دیکھو کہ پھل ایک ہی دانہ سے کسطرح اوگتا ہے پھر پھلون مین کیسا اختلاف ہے اور ہر ہر پھل کا مزا جدا جدا ہے یعنے ہم اپنے قدرت کے کرشمے اس وجہ سے دکھاتے ہین کہ تم ہمارا احسان مانو اور ہمارا شکریہ بجالاؤ۔

(۱۱) امر اکرامی | جس امر سے مقصود متکلم کا یہ ہو کہ مخاطب کی عزت کیجائے تو ایسا امر امر اکرامی ہے اس کا دوسرا نام تعظیمی بھی ہے جیسے اُدخُلُوهَا بِسَلٰمٍ (حجر ع) جنتیون کو کہا جائے گا کہ تم جنت مین سلامتی کے ساتھہ داخل ہو اس مثال مین ادخلوا کا حکم اون کے اکرام کے لئے ہے یعنے تمہاری عزت او تکریم ہم نے یہ کی کہ جنت مین اطمینان اور چین کے ساتھ داخل ہونے کا حکم دیا۔

(۱۲) امر تسخیری یا تذلیلی | جس امر سے مقصود مخاطب کو ذلیل کرنا ہو ایسا امر تذلیلی ہے جیسے کُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (بقرہ ع) ہو جاؤ بندر پھٹکارے ہوئے

ف جس طرح مسلمانون مین جمعہ اور عیسایون مین اتوار عبادت کا دن ہے یہودیون مین ہفتہ کا دن مقرر تھا اون کو اوس دن شکار وغیرہ دنیا کے کل کام کرنا منع تھے شرارت تو اون کے خمیر مین تھی اللہ تعالےٰ سے بھی حیلہ کرنے لگے دریا کے کنارے گڑھے کھودے اور نہرین نکالین ہفتہ کے دن مچھلیان بے ڈر ہو کر آتین اور پانی کے ساتھہ اون گڈھون اور نہرون مین گھس جاتین یہ اتوار کے دن اون کو نکال لیتے اور بہانہ یہ کرتے کہ ہم نے ہفتہ کے دن شکار نہین کیا آخر اللہ تعالےٰ نے اون کو سزادی وہ سب کے سب بندر ہو گئے اور تیسرے دن مرگئے بعضون نے کہا ان یہودیون کی تین جماعتین ہو گئین ایک نے تو اس فعل سے منع کیا اور علیحدہ ہو گئے دوسرون نے یہ

فعل خود تو نہین کیا مگر کرنے والون کے ساتھ رہے تیسرے نے یہ فعل کیا اللہ تعالےٰ
نے صرف پہلی جماعت کو نجات دی اور دوسری اور تیسری جماعت کو مسخ کردیا۔ صحیح
حدیث مین آیا ہے کہ جب لوگ برا کام کرین اور دوسرے لوگ اون کو نہ روکین اور
اون سے جدا نہ ہون تو اللہ تعالےٰ کا عذاب سب پر اترتا ہے۔ اس آیت کے معنون
مین مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ یہ کلمہ اون کے تذلیل کے لئے کہا گیا جیسا
کہ مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا یعنے عالم بے
عمل کی مثال گدہے کی سی ہے ایسا ہی بنی اسرائیل کہ جنھون نے ہفتہ کے دن تعدی کی
(یعنے مچھلیون کا شکار کیا اور اوس کا حیلہ نکالا) وہ مثل بندر کے ہین چنانچہ مجاہد کا یہی
مذہب ہے کہ اون کے دل ایسے مسخ ہوگئے تھے جیسا کہ بندر کے دل لیکن اکثر
مفسرین کہتے ہین کہ یہ امر تحویلی اور تسخیری ہے یعنے حقیقت بشری سے نکلکر وہ بندر
ہوگئے یعنے ہم نے کہا کہ بندر ہوجا وہ آدمی سے بندر ہوگئے بعض کہتے ہین کہ اس مین
تقدیم اور تاخیر ہے اور اس عبارت کی تقدیر کُوْنُوْا خَاسِئِیْنَ قِرَدَۃً یعنے ہماری رحمت
سے دور ہوجاؤ بندر ہوکر قافیہ کی رعایت سے قلب کیا گیا۔

(۱۳) امر تکوینی | جس امر سے مقصود کسی چیز کا عدم سے وجود مین آنا ہو تو ایسا امر تکوینی
ہے جیسے اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝
(یس ۹ ع) خداے تعالےٰ کی ابداع قدرت کی حالت یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پیدا
کرنا چاہتا ہے وہ فرماتا ہی کہ ہو وہ ہوجاتی ہے یعنے ذات باری تعالےٰ جب کسی چیز کو
پیدا کرنا چاہتا ہے تو اوس مین کسی قسم کی دیری نہین ہوتی کہنے کے ساتھ ہی وہ ہوجاتی ہے
(۱۴) امر تعجیزی | جس امر سے مقصود اظہار عجز مخاطب ہو ایسا امر امر تعجیزی ہے جیسے

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ (سورۂ بقرہ ع ۳) اگر تم مین قدرت ہے کہ قران کے فصاحت اور بلاغت کے مثل کوئی سورت لا سکتے ہو تو لاؤ دیکھین لکن نہین لا سکتے یعنے تم ایک سورت تو کیا ایک آیت بھی نہین لا سکتے جب ایسا ہے تو تم عاجز ہوا اور جب تم عاجز ہو تو سجھہ لو کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو طاقت بشری سے خارج ہے۔

(۱۵) امر اہانت یا توہینی | جس امر سے اہانت مقصود ہو تو ایسا امر توہینی ہے یعنے الفاظ تو اوس مین اکرام کے ہون لکن مقصود اوس سے توہین ہو جیسے ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (دخان ع ۳) عذاب کا مزا چکھو آپ تو بڑے عزت دار سردار ہین چکھو کیا بلکہ عذاب کا مزہ ہوا آپ کی عزت ہی کیا ہے بلکہ بےعزتی پر بےعزتی ہے غرضکہ یہ آیت مدح بما یشبہ الذم کے منزلہ مین ہے یعنے ظاہر مین تو مدح ہے لکن فی الحقیقت مذمت ہے۔

(۱۶) امر تسویہ | جس امر سے مقصود کسی فعل کا کرنا یا نہ کرنا دونون برابر ہون تو ایسا امر تسویہ ہے جیسے اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (طور ع ۱) جہنم کی آگ تاپو صبر کرو یا نہ کرو دونون برابر ہین تم کو تمہارے اعمال کی سزا ملنے والی ہے (یہ اللہ تعالے مجرمین سے کہے گا۔

(۱۷) امر دعائی | ادنی اگر اعلی مرتبے کے شخص کو کسی امر کے کرنے کی درخواست کرے تو ایسا امر امر دعائی ہے جیسے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ (اعراف ع ۱۱) (شعیب علیہ السلام کی قوم نے جب شعیب علیہ السلام کا کہا نہ مانا تو اونھون نے کہا) اے رب ہم مین اور ہماری قوم مین انصاف کیساتھ فیصلہ کر دے کیونکہ تو اچھا فیصلہ کرنے والا ہے یہان پر بندہ اپنے مالک سے رجوع نہایت

عالی مرتبت ہے) درخواست کرتا ہے کہ اے پروردگار تو ہمارے اور ہمارے قوم کے درمیان فیصلہ کر۔

(۱۸) امر تمنی | جس امر سے کسی بات کی آرزو معلوم ہو وہ امر تمنی ہے جیسے وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ (اعراف ع) دوزخی جنتیون کو پکار کر کہینگے ہم پر تہوڑا پانی ڈال دو (یعنے آگ کی طپش سے ہم بہت جہلس گئے ہین پانی کی ہم کو آرزو ہے تہوڑا سا پانی ڈالدو تا کہ خنکی نصیب ہو۔

(۱۹) امر احتقاری | جس امر سے مقصود تحقیر مامور بہ ہو ایسا امر امر احتقاری ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کا جادوگرون سے کہنا أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ (یونس ع) یعنے ڈالو جو تم کو ڈالنا ہے یعنے ہمارے حق کے سامنے تمہارے جادو کی کیا حقیقت ہے اچہا ڈالکر دیکہو سب کچہ حال کہل جائیگا اور امر حق ظاہر ہو جائیگا یعنے آئندہ تمہاری ہی ذلت ہوگی اور ہمارا کچہ بہی نہ جائیگا۔

(۲۰) امر انعامی | جس امر سے کسی نعمت کی یاد دہانی اور انعام مخاطب مقصود ہو تو ایسا امر امر انعامی ہے جیسے كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (مومنین ع) یعنے جو اچہی چیزین ہم نے تمکو دین ہین یہ ہمارا انعام ہے تم ان اچہی چیزون کو کہاؤ اور ہمارا شکر ادا کرو۔

(۲۱) امر تفویضی | جس امر سے مقصود مامور بہ کو حوالہ کر دینا ہو تو ایسا امر امر تفویضی ہے۔ جیسے فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ (طہ ع) جادوگرون نے فرعون سے کہا ہم تو موسیٰ پر ایمان لے آئے اب تیرا اختیار کہ ہمارے بارے مین جو کچہ تو چاہے فیصلہ کر یعنے ہم نے اپنا معاملہ تجہے تفویض کر دیا تجہکو اختیار ہے چاہے تو مار چاہے زندہ چہوڑ۔

(۲۲) امر تعجبی | جس امر سے مقصود اظہار تعجب ہو تو ایسا امر امر تعجبی ہے جیسے اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا (فرقان ا ع) اے محمد دیکھو تعجب کی بات ہے کہ ان کفارون نے کس طرح تمہاری مثالین بیان کی ہین کوئی تو تم کو مجنون کہتا ہے اور کوئی جادوگر تم کو ٹہیراتا ہے کوئی کہتا ہے کہ اگر یہ نبی ہوتے تو کوئی فرشتہ آنکر خود اونکے ساتھہ ہوکر ہم کو ڈراتا یا اون پر کوئی خزانہ اترتا یا اون کے لئے کوئی باغ ہوتا یہ رسول تو ایسے ہین کہ مثل ہمارے کہاتے اور پیتے بازارون مین چلتے اور پھرتے ہین پہر بھلا یہ کیسے نبی ہو سکتے ہین غرضکہ یہ کفار بدبخت تمہارے نبی ہونے مین اسی قسم کے حیلے نکالتے ہین اون کو مقصود ماننا نہین ہے اور نہ راہ پر آنا ہے یہ اپنی ہٹ دہرمیون مین اڑے پڑے ہین کبہی راہ پر آنے والے نہین۔

۲۳ امر تکذیبی | جس امر سے مقصود تکذیب مخاطب ہو تو ایسا امر امر تکذیبی ہے۔ جیسے فَاْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ (آل عمران ۱۰ ع) جب یہودی بے بہبودون نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا کہ تم اے محمد اپنے کو تابع ملت ابراہیمی کہتے ہو اور پھر اونٹ کا گوشت کہاتے ہو اور اوس کا دودہ پیتے ہو اور بکری کی رگین کہاتے ہو حالانکہ یہ سب چیزین ابراہیم پر حرام تھین اوس وقت یہ آیت اتری اللہ تعالے نے فرمایا ابراہیم تو کیا اون کے پوتے حضرت یعقوب کے زمانے تک سب چیزین حلال تھین مگر بعض چیزون کو خود حضرت یعقوب نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اور اوس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بیمار ہوئے تو اونہون نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالے مجھے تندرست کر دیگا تو مین وہ کہانا چھوڑ دون گا جو مجھے بہت پسند ہے اونکو اونٹ کا گوشت اور دودہ بہت پسند تھا اوس کو چھوڑ دیا اسی

طرح اون کو عرق النسا کا درد ہوا تو اونہون نے بکری کی رگین اپنے اوپر حرام
کین کیونکہ رگون کا کہانا اوس بیماری کو ضرر کرتا ہے جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہودیون کو یہ فرمایا کہ تم توریت اوٹہا لاؤ اور اوس مین بتلاؤ کہ کہان لکہا ہے کہ اگلے
انبیا پر یہ سب چیزین حرام تہین وہ لاجواب ہوئے۔

(۲۴) امر تشاوری | جس امر کے صیغے سے متکلم کو مخاطب سے کسی امر مین مشورہ طلب
کرنا مقصود ہو تو ایسا امر امر تشاوری ہے جیسے فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی (والصّٰفّٰت
ع ۳) جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادہ کو خواب مین تین روز تک متواتر
ذبح کرتے ہوئے دیکہا تو اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ سے کہا فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی یعنے
اے اسمٰعیل اب اس بارے مین تم سے مشورت طلب کیجاتی ہے کہ تم کیا
مناسب سمجہتے ہو سبحان اللہ اللہ تعالے کے سچے عاشق صاحبزادے نے فرمایا یَا اَبَتِ
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ اے اباجان
تم کو جو کچھ حکم ربی خواب مین ہوا ہے اوس کو تم کر گذرو اگر اللہ نے چاہا تو تم مجہے صابر پاؤگے

ما دوست کشیم تو نداری سر ما — داری سر ما وگرنہ دور از بر ما

(۲۵) امر اعتباری | جس امر سے مقصود مخاطب کو کسی امر مین عبرت دلانا ہو تو ایسا
امر امر اعتباری ہے جیسے اُنْظُرُوْٓا اِلٰی ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ (انعام ۱۰ع) تم کو عبرت
کی نگاہون سے دیکہنا چاہیے اور ہمارے آثار قدرت پر نظر ڈالنا چاہیے کہ کسطرح
آسمان سے پانی برستا ہے اور پہر اوس سے دانے اوگتے ہین اور کہجور کے گابے
نکلتے ہین اور اوس سے پہل ہوتا ہے پہر پکتا ہے کیا ان واقعات کے دیکہنے پر بہی
تم خدا کی قدرتون سے غافل ہو اور اوس کا یقین نہین کرتے

(۲۶) امر مطلق | جس امر مین کسی وقت معین کی یا کسی صفت کی قید نہ ہو وہ امر مطلق ہے یعنے جس امر مین مامور بہ کی ادائی کے لئے کوئی وقت معین نہ ہو تو ایسا امر امر مطلق کہلاتا ہے جیسے وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ زکوۃ کے متعلق جو امر ہے وہ امر مطلق ہے اگرچہ زکوۃ سال مین ایک دفعہ واجب ہوتی ہے جلد دینا مستحب ہے لکن قید وقت نہین جب چاہے دیسکتا ہے لکن دینا ضروری ہے

(۲۷) امر مقید | جس امر مین کسی وقت معین یا مکان معین کی قید ہو ایسا امر امر مقید ہے جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یعنے نماز کو اوس کے وقت معین پر ادا کرو اور جیسے روزی اور حج کی فرضیت کہ یہ مقید بزمان اور مکان ہے اب رہا یہ کہ ان قیود کا ثبوت اس آیت سے نہین ملتا تو اوس کا جواب یہ ہے کہ ان قیود کو ہم دوسری آیتون اور احادیث سے نکالتے ہین۔

(۲۸) امر مشروطی | جس امر مین کسی بات کی شرط ہو وہ امر مشروطی ہے جیسے وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا (مایدہ ۱ع) اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو یا تم مین سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو کر آئے یا تم نے عورتون سے صحبت کی ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم کر لو یعنے تیمم کا حکم پانی کے نہ ملنے یا بیمار رہونے کی صورت مین ہے۔

(۲۹) امر غیر مشروطی | جس امر مین کسی بات کی شرط نہ ہو وہ امر غیر مشروطی ہے جیسے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ (بقرہ ۳۷ع) اے ایمان والو اپنی کمائی کی اچھی چیزین اللہ کی راہ مین خرچ کرو یعنے مال حلال اللہ کی راہ مین خرچ کرو اور جیسے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (سورۂ مایدہ

ا ع) اے ایمان والو اپنے معاہدے خواہ وہ کسی قسم کے ہون پورے کرو۔

امر کے معنون مین علما کا اختلاف

اوپر جن معنون کی ہمنے تفصیل بیان کی ہے اس مین علما کا اختلاف ہے کہ کونسا معنی امر کا حقیقی ہے اور کونسا معنی مجازی جمہور کا مذہب یہ ہے کہ امر کا حقیقی معنی وجوب ہے عام اس سے کہ وہ وجوب لغت کی راہ سے ہو یا عقل کی روسے یا شرع کی روسے غرضکہ امر کا حقیقی معنی وجوب ہے اور باقی معانی مجازی اب اس مین اختلاف ہے کہ وجوب جو اوس سے سمجھا جاتا ہے آیا یہ حقیقت لغویہ ہے یا حقیقت شرعی یا حقیقت عقلی۔ ابو اسحق شیرازی کہتے ہین کہ امر کا وجوبی معنے حقیقت لغوی ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ سب اہل لغت کا اتفاق ہے کہ صیغہ امر کا جب زبان سے نکلتا ہے تو اوس کا مفہوم یہی ہوتا ہے کہ اوس کا کرنا لازم ہے اور نہ کیا تو مستحق عذاب ہے اور یہی وجوب ہے۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ وجوب حقیقت لغوی نہین بلکہ حقیقت شرعی ہے یعنے شرع کے روسے اوس کا حقیقی وجوب ہے اور لغت کی راہ سے مجاز کیونکہ امر کا صیغہ لغت کی روسے محض طلب فعل کے لئے آتا ہے اب رہا یہ امر کہ اوس کا کرنا لازم ہو یا اوس کا تارک مستحق عذاب ہو تو یہ شرع سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب جمہور نے یہ دیا ہے کہ ایسا نہین جیسا کہ شرع کی روسے یہ وجوب کے لئے ہے ویسا ہی لغت کے اعتبار سے بھی وجوب کے لئے ہے کیونکہ اہل لغت جب کسی چیز پر حکم لگائینگے تو شرع ہی کی روسے لگا ئینگے تیسرا قول یہ ہے کہ شرع کی روسے وجوب نہین ہے بلکہ لغت ہی کی روسے اوس مین وجوب ہے کیونکہ جب قائل نے کہا کہ اس کام کو کرو

تو اوس کا مطلب یہ ہوگا کہ اوس کام کا نہ کرنا تمکو ممنوع ہے پس وجوب لغت کی اعتبار سے ہوا خلاصہ یہ نکلا کہ امر کا معنی حقیقی وجوبی ہے اور باقی معنی مجازی لکن اس امر کا امتیاز کرنا کہ مجازی معنے کس طرح سے لئے جائینگے تو مجازی معنے نکالنے کے لئے قرائن کو تلاش کرنا ضروری ہے یا سیاق وسباق عبارت کو دیکھنا چاہئے غرضکہ مجازی معنے کے لئے قرنیہ حالیہ یا قرنیہ مقالیہ کی ضرورت ہے -

بعض کا یہ مذہب ہے کہ مندوب امر کا حقیقی معنی ہے اور وجوب مجازی - ابو منصور ماتریدی کہتے ہین کہ لفظ امر وجوب اور ندب مین مشترک ہے اور اس مین قدر مشترک صرف طلب فعل ہے اور صیغہ امر محض طلب فعل کے لئے وضع کیا گیا ہے - اور ہر ایک اپنے حقیقی معنی مین مستعمل ہے غایۃ مافی الباب اگر دونون مین فرق ہے - تو اسی قدر کہ وجوب مین طلب جازم ہے اور ندب مین طلب غیر جازم ابو بکر باقلانی اور غزالی اور آمدی نے اس مین توقف کیا ہے وہ کہتے ہین کہ کچہ معلوم ہی نہین ہوتا کہ وجوب اس کا حقیقی معنی ہے یا ندب حقیقی معنے -

بعض کا مذہب یہ ہے کہ امر کا صیغہ وجوب اور ندب اور اباحت مین مشترک ہے اور ان تینون مین قدر مشترک اذن فعل ہے

عبد الجبار معتزلی کا مذہب یہ ہے کہ امر کا صیغہ محض امتثال امر کے لئے لایا جاتا ہی یعنے متکلم کا ارادہ صیغہ امر کے لانے سے یہ ہوتا ہے کہ مخاطب اوس کام پر آمادہ ہوجائے پہر اگر وہ اوس کام کو بجالایا تو سچا ہوا نہین تو جہوٹا -

ابو بکر ابہری کہتے ہین کہ ذات باری تعالے کا جو امر ہے وہ امر وجوبی ہے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا مین کوئی امر ارشاد فرمایا ہو تو وہ امر امر مندوبی ہے

لکن اگر حضورؐ کا ارشاد کسی امر الٰہی کے موافق ہو یا کسی امر الٰہی کی تفسیر یا توضیح کے لئے آیا ہو تو ایسا امر وجوب کے لئے ہے۔

سب مین مختار اور پسندیدہ مذہب یہ ہے جس کے طرف ابوحامد اسفرائی اور امام الحرمین گئے ہین کہ امر کا لغوی اور حقیقی معنی طلب جازم ہے پہر اگر آمر یعنے طالب فعل شارع ہے اوس کا حکم وجوبی ہے اور اگر شارع نہین ہے تو اوس کا امر وجوبی نہین بلکہ مندوبی ہے۔

امر سے اباحت کے معنے کب لئے جائنگے | اگر امر کا صیغہ بعد ممانعت کے آئے یا منی طلب کسی امر کے متعلق اذن چاہنے کے بعد وارد ہو تو اوس سے اباحت سمجھی جائگی جیسے اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا (مایدہ ع) جب تم احرام سے باہر ہو تو شکار کرو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب آدمی غیر محرم ہو تو اوس کو شکار کرنا جائز ہے اور یہ حکم بعد ممانعت کے آیا کیونکہ پہلی آیت لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ سے معلوم ہوا تہا کہ حالت احرام مین شکار جائز نہین اور شکار سے ممانعت کی گئی ہے۔ اب اس آیت سے شکار کا جواز نکلا بشرطیکہ وہ محرم نہو اور ایسا ہی فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔ (بقرہ ۲۸ ع) یہ حکم بھی بعد ممانعت سفاریتہ حائضیہ کے آیا یعنے حیض کے پاک ہونے کے بعد عورت سے صحبت کرسکتا ہے استئیذان کی مثال وہی ہے جو اوپر گذری یا جیسے فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ یعنے جب وہ تم سے کسی ضروری کام کیلئے اذن چاہین تو تم اونکو اذن دو یعنے اذن دینا اون کو جائز ہے۔

احکام امر

اس مین علما کا اختلاف ہے کہ امر سے تکرار مامور بہ لازم ہے یا نہین یعنے جس بات کا حکم دیا گیا ہے اوس کو بار بار کرنا ضرور ہے یا ایک ہی دفعہ کرنے سے سبکدوشی ہوجاتی ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مطلق امر تکرار فعل کو لازم نہین کرتا کم از کم ایک دفعہ مامور بہ کا بجالانا کافی ہے لکن استاد ابو اسحٰق اسفرائینی اور ابو حاتم قزوینی کہتے ہین کہ مطلق امر تکرار کو چاہتا ہے جب تک قرینہ ایک دفعہ کرنے کا نہو۔

امر مقید بالشرط یا صفت کا حکم | جو امر کسی صفت یا شرط کے ساتھہ مقید ہو تو جب کبھی وہ شرط یا صفت پائے جاوینگے مامور بہ کی تکرار لازم ہوگی۔

مثال امر مقید بالشرط | جو امر کسی شرط کے ساتھہ مرتبط ہو اوس کی مثال اِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ہے یعنے جب تم جنبی ہو تو تم پر طہارت لازم ہے۔

مثال امر مقید بالصفة | جو امر کسی صفت کے ساتھہ مرتبط ہو اوس کی مثال اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ یعنے جب کبھی مرد اور عورت زنا کرے تو اونکو سو کوڑے مارو۔

امر معلق بالشرط مع عدم قرینہ تکرار فعل | جو امر کہ معلّق ایسے شرط کے ساتھہ ہو کہ جس مین قرینہ تکرار فعل کا نہو تو اس صورت مین گو شرط پائی جاوے تب بہی مامور بہ کا بجالانا بار بار ضرور نہین بلکہ ایک دفعہ اوس مامور بہ کا بجالانا کافی ہے جیسے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (آل عمران ع) اس آیت مین اگرچہ صیغہ امر کا نہین ہے لکن علی لزوم پر دلالت کرتا ہی جس سے امر سمجہا جاتا ہے اس آیت سے اگرچہ بادی النظر

ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب استطاعت ہو حج فرض ہو حالانکہ حج عمر مین ایک دفعہ فرض ہے
اس امر مین چونکہ احادیث صحیحہ آگئے ہین اور حضور اکرم صلعم نے ارشاد فرمادیا ہے کہ بشرط
استطاعت وامن حج عمر مین ایک دفعہ فرض ہے یہی قرینہ ہے کہ تکرار ماموربہ (حج) لازم
نہین اگر بار بار کرے تو کچھ حرج نہین لکن فرض ایک ہی مرتبہ ہے۔

امر مطلق اگر مطلق امر ہے اور کوئی قرینہ تکرار ماموربہ کا نہین ہے تو اس صورت مین ماموربہ
کو ایک دفعہ بجالانا کافی ہے۔

امر مقید بالاسباب جو اوامر ایسے ہون کہ وہ مقید بالاسباب ہون یعنے اون اوامر کا بجالانا
اسباب کے ساتھہ مربوط ہو تو جب اسباب پائے جاوینگے اون اوامر کی ادائی بھی واجب
ہوگی جیسے نماز روزہ زکوۃ کہ ان امور کا حکم قران سے ثابت ہے لکن ان احکامات کی
فرضیت مرتبط بالاسباب ہے یعنے نماز جب ہی واجب ہوگی جب وقت نماز آوے
رمضان کے روزے جب ہی فرض ہونگے کہ رمضان کا مہینا آوے زکوۃ جب ہی
واجب ہوگی کہ جب مال پر ایک سال گزرا ہو اور وہ مال بقدر نصاب ہو خلاصہ یہ کہ جو
اوامر مرتبط بالاسباب ہین عام اس سے کہ اوس کا سبب زمان ہو یا مکان یا مقدار تو
اسباب کی تکرار سے اوامر کی ادائی بھی لازم ہوگی۔

اوامر قرآن

کبھی تو صیغہ امر سے وجوب کسی فعل یا ترک فعل کا ثابت ہوتا ہے اور کبھی قرائین
لغو امر سے وجوب اور حکم کسی فعل یا ترک فعل کا ثابت ہوتا ہے اب ہم یہان سے
اون آیات کا بھی ذکر مجملاً کئے دیتے ہین کہ جن مین لفظ امر لایا گیا ہے تاکہ احکام قرآنی

لفظ امر سے معلوم ہوجاوین۔

۱۔ قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ (اے پیغمبر) تم کہدو کہ میرے مالک نے تو انصاف کا حکم دیا ہے یعنے تمام امور میں انصاف کو مدنظر رکہوں (اعراف ۳ع)

۲ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ (خدا نے تو یہ حکم دیا ہے کہ سوائے اوس کے کسی کو نہ پوجو یعنے اوسی کی پرستش کرو (یوسف ۵ع)

۳ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (ترجمہ) اے محمد یہ کہدو کہ مجہکو تو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے خدا کا حکم مانوں کیونکہ مین اوس کا پیغمبر ہون اور پیغمبرون کو اول ایمان لانا چاہیئے اور مجہہ سے یہ کہا گیا ہے کہ شرک کرنے والون مین شامل نہ ہون مطلب یہ ہے کہ اول تو شرک عقل کے خلاف ہے کیونکہ خداوند کریم اپنے اصلی مالک کو جس نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور ہر طرح کی اوس کو قوت حاصل ہے اوس کو چہوڑ کر دوسرے شخص کو جس نے کچہ نہین بنایا اور نہ اوس کو زور اور قوت ہے معبود بنانا نری کم عقلی اور بے وقوفی ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ ہمارا پالنے والا اور کہلانے والا وہی ایک خدا ہے اور دوسرے لوگ نہ ہمکو کہلا سکتے ہین نہ اپنے تئین پال سکتے ہین اور جو کچہ احسان ہم پر ہے وہ بہی اوسی ایک خدا کا ہے تو اوس کو چہوڑ کر ایسے کی عبادت کون کرے گا کہ جس مین نہ زور نہ قوت اور نہ اوس کا ہم پر کوئی احسان اور پہر دوسری بات یہ ہے کہ مین تو خاص اوس خدا کا بہیجا ہوا اور اوس کا پیغمبر ہون میرا تو یہ کام ہی ہے کہ سب سے پہلے اوس پر ایمان لاوین اور اوس کی تابعداری کرون مجہہ سے یہ امید رکہنی کہ مین شرک کرونگا بالکل نادانی ہے۔

۵۔ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ ھٰذِہِ الْبَلْدَۃِ الَّذِیْ حَرَّمَھَا وَلَہٗ کُلُّ شَیْءٍ

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (نمل ۷، ع) اے پیغمبر ان لوگون سے کہدو
کہ مجھے تو یہ حکم ہوا ہے کہ اس شہر (مکے) کے مالک کو پوجون جس نے اوس کو عزت دی
ہے (یعنے وہان جو کوئی چلا جائے اوس کو امن ہے وہان کے جانور کو کوئی ستا نہین
سکتا نہ وہان کے درخت اکھیڑ سکتا ہے) اور سب چیزین دنیا مین اسی نے بنائین اوسی
کی ملک ہین) اور مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ مین اوس کا تابعدار اور مسلمان فرمانبردار رہون
۵- فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اے پیغمبر تمکو جیسا
حکم ہوا ہے تم اوسی پر مضبوط رہو اور تمہارے ساتھ جن لوگون نے (شرک اور کفر سے)
توبہ کی ہے وہ بھی اسی (اپنے شریعت) پر چلتے رہین اور حد سے مت بڑھو (ہود ۱۰ ع)
ف یعنے اللہ کے حکم اور شریعت پر قایم رہنا ہزارون لاکھون کرامتون کے برابر ہے
کہ انسان شریعت پر قایم رہے اسی کو استقامت کہتے ہین ایک شخص نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے آپ کوئی ایسی بات بتلا دیجئے کہ پھر مجھے پوچھنے کی
حاجت نہ رہے آپ نے فرمایا تو اللہ پر ایمان لا اور اوسی پر قایم رہ یہ آیت سورہ
ہود کی ہے حضور اکرم صلعم نے فرمایا کہ سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا اس کی وجہ بعضون
نے یہ کہی ہے کہ اس سورت مین استقامت کا حکم ہے جو بہت مشکل ہے ایک بزرگ
سے کسی نے کہا کہ فلان درویش آسمان پر اڑتا ہے اونہون نے کہا کہ چیل کوّے بھی اڑتی
ہین کونسی شرف کی بات ہے کہا فلان درویش پانی پر چلتا ہے کہا مینڈک اور کیھڑی
بھی چلتے ہین کیا بڑی بات ہے پھر کہا گیا کہ فلان درویش شریعت پر قایم ہے کہا بیشک
اللہ تعالے کا ولی ہے اور سچا فقیر ہے حضرت جنید رح نے ایک شخص سے جو طالب کرامت
تھا فرمایا تو نے چالیس برس سے کبھی مجھے دیکھا ہے کہ مین کوئی کام سنت نبوی کے

خلاف کیا ہون اوس نے کہا نہین آپ نے فرمایا بس ہماری پاس یہی کرامت ہے (وَلَا
تَطْغَوْا) کا مطلب یہ ہے کہ کسی بات مین خواہ وہ دین کی ہو یا دنیا کی جو حدین اللہ تعالی
نے مقرر کر دی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی ہین اوس سے اندر
رہے اوس سے آگے نہ بڑہے

٦ - اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے کہ تمہارے آپس کے جھگڑون
مین انصاف کرون یعنے انصاف سے تمہارے مقدمے فیصل کرون (شوری ع ٢)

٧ - وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَاِقَامَ
الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ اور ہم نے اون (چارون نبیون کو جن کا ذکر اوپر
آچکا ہے) کو پیشوا بنایا وہ ہمارے حکم سے لوگون کو ہدایت کرتے تہے اور ہم نے اونکو
نیک کام کرنے اور نماز درستی سے ادا کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی بہیجی اور وہ خاص
ہمارے پوجنے والے تہے (انبیاء ع)

٨ - وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا حالانکہ اون کو (یعنے اہل کتاب کو) یہی
حکم ملا تہا کہ ایک ہی سچے خدا کی پرستش کرین (توبہ ع ٥)

٩ - فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ
يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ جو لوگ پیغمبر کا حکم نہین مانتے اون کو ڈرنا چاہیئے کہ کوئی
مصیبت اون کو (دنیا مین) نہ آن پڑے یا کوئی تکلیف کا عذاب اون کو آخرت مین نہ
پہونچے ف جو لوگ پیغمبر کا خلاف کرین اون کو اللہ تعالے نے ڈرایا کہ دنیا مین مصیبت
مین مبتلا ہونگے اور آخرت مین عذاب الیم مین گرفتار ہونگے جب سے مسلمانون نے
قرآن وحدیث پر عمل کرنا چہوڑ دیا دنیا مین اون کو ذلت وخواری نصیب ہے نہ معلوم

آخرت مین کیا ہو۔ اللہ تعالےٰ مسلمانون کو توفیق عمل کتاب وسنت نصیب کرے (انورع)

۱۰۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ - وہی پروردگار اپنے حکم سے فرشتونکو وحی دیکر اپنے بندون مین سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے (وحی یہ ہے) کہ لوگون کو جتلا دو کہ میرے سوا کوئی سچا خدا نہین تم مجھ سے ڈرتے رہو ف بعضون نے کہا روح سے حیوۃ مراد ہے یعنے ہمیشہ کی زندگی بعضون نے کہا روح القدس ابن عباسؓ نے کہا روح اللہ تعالےٰ کی ایک مخلوق ہے اوس کی صورت آدمی کی سی ہے جب کوئی فرشتہ آسمان سے اترتا ہے تو اوس کی ساتھہ ایک روح بھی اترتی ہے۔

۱۱۔ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (وہ فرشتے ایسے ہین کہ اللہ تعالےٰ جو اون کو حکم دے اوس مین نافرمانی نہین کرتے اور جو حکم ہوتا ہے وہ فوراً بجا لاتے ہین (تحریم ۲ ع)

۱۲۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ کسی مسلمان مرد یا کسی مسلمان عورت کے لئے یہ نہین ہوسکتا کہ جب اللہ تعالےٰ اور اوس کا رسول کسی بات کا حکم دین تو پھر اونکو اوس بات مین کسی امر کا اختیار رہین ف چاہین اوس حکم پر چلین چاہین نہ چلین یہ نہین ہوسکتا جب اللہ یا اوس کے رسول کا حکم ملجاے تو اب کسی کو کوئی اختیار نہین رہا کہ اوس مین چون وچرا کرے اور اپنی راے کو دخل دے فوراً اللہ تعالےٰ اور اوس کے رسول کے ارشاد پر چلنا چاہیئے (احزاب ۵ ع)

۱۳۔ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ اور اون کا کام یعنے مسلمانون کا کام آپس کی صلاح

اور مشورے سے چلتا ہے ف سبحان اللہ اگر مسلمان اب بھی قرآن شریف
پر چلیں اور اپنے سب کاموں کو صلاح اور مشورے پر چلانے لگیں تو اپنے دشمنوں
پر غالب ہوجائیں۔ ابن عربی نے کہا جو قوم مشورے پر چلے گی اوس کو ٹھیک راستہ
ملے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل اصحاب کل کام دین اور دنیا کے
مشورے سے چلاتے تھے یہانتک خلافت بھی مشورے سے قایم کرتی تھے
اور سب سے پہلے خلافت یعنے ابوبکرؓ کی خلافت مشورے ہی سے قایم ہوئی اور
ابوبکرؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد بھی ہر ایک کام مشورے سے لیا اسی طرح حضرت
عمرؓ نے بھی۔ خدا ے تعالے اس وقت مسلمانوں کو بھی اس بات کی توفیق دے کہ
اپنے جھگڑے اور قضایا تعصبات مذہبی کے فسادات کا تصفیہ مشورہ کر کے
کیا کریں اور آپس کی نا اتفاقی کو چھوڑیں اور سب ایک دل ہو کر اپنے اصلاح دین
اور دنیا کی فکر کریں (شوری سہ ع)

۱۴- وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (طہ ۸ع) (اے پیغمبر)
اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دے اور تو بھی نماز کا پابند رہ ف روٹی کی فکر
مت کر روٹی دینا اللہ کا کام ہے نماز پڑھنا ہمارا کام جب یہ آیت اتری تو آپ
آٹھ مہینے تک برابر حضرت علیؓ کے دروازے پر تشریف لاتے اور پکار کر فرماتی
الصَّلٰوةُ رَحِمَكُمُ اللهُ حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے گھر والوں کو جب تکلیف ہوتی تو آپ پکار کر فرماتے نماز پڑھو نماز پڑھو اور
اور یہی سب پیغمبروں کا قاعدہ رہا ہے۔

۱۵- اِنَّ اللهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى

عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (نحل ۱۴ع)
اللہ تعالے تم کو حکم کرتا ہے عدل کا اور احسان کا اور ناتے والون کو دینے کا اور
منع کرتا ہے بیحیائی (فسق و فجور زنا لواطت وغیرہ) اور برے کام (جو شرع کے
خلاف ہون) اور ظلم سے یا بغاوت اور حسد سے یہ اس لئے تمکو نصیحت کیجاتی
ہے کہ تم اس کو یاد رکھو ف ابن مسعودؓ نے کہا کہ یہ آیت تمام بھلی اور بری باتون
کے احکام کو شامل ہے عثمان بن مظعون اس آیت کو سن کر مسلمان ہو گئے عکرمہ
کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو ولید بن مغیرہ کو سنایا وہ کہنے لگا
پھر پڑہئے آپ نے پھر پڑہا ولید نے کہا کہ اس کلام مین وہ حلاوت ہے کہ سبحان اللہ
اور یہ بشر کا کلام نہین ہے غرضکہ یہ کلام نہایت بلیغ اور مختصر ہے چنانچہ اس کے
ایجاز مین جو بلاغت ہے اوس کو ہم نے علم الایجاز بین القران مین مفصلاً لکہا ہے۔

۱۶- وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا
اور اسمعیل (علیہ السلام) اپنے گھر والون کو نماز پڑہنے اور زکوۃ دینے کا حکم
کرتا تہا اور وہ اپنے مالک کا پیارا بندہ تہا ف نقل ہے کہ حضرت شاہ فضل
رحمن صاحب قدس سرہ کے سامنے یہ آیت پڑہی گئی آپ چیخ مار کر بیہوش ہو گئے
سبحان اللہ اس سے بڑہکر کونسا شرف ہوگا کہ آقا اور مالک حقیقی اپنے غلام کو پیارا
کہدے عزت و آبرو کی حد ہو گئی کہ بندہ اپنے مالک کا پسندیدہ بندہ ہو جائے
(بنی اسرائیل ع)

۱۷- إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ
النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ

سَمِیعًا بَصِیْرًا - (مسلمانو) اللہ تعالے تمکو حکم کرتا ہے کہ امانتین امانت والونکو پہونچادو اور جب لوگون کا مقدمہ فیصل کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو اللہ تعالے تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ تعالے سنتا دیکھتا ہے (نساء ۸ ع) ف یعنے جسکی امانت ہے اوسی کو دو یہ نہین کہ خود دبا لو یا زید کی امانت عمر کے حوالہ کرو اس آیت سے شرع کے بہت سے مسئلے نکلتے ہین اور یہ تمام مسلمانون کے طرف خطاب ہے یا حاکمون کے طرف اس مین اللہ کے حقوق اور لوگونکے حقوق سب داخل ہین خواہ امانت رکھنے والا نیک ہو یا بد جس کی امانت اوسی کو دیجائیگی حدیث مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے مکہ فتح کیا اور کعبہ کی کونجی عثمان بن طلحہ سے لے لی جو کلید بردار تھے تو حضرت علی یا حضرت عباس نے درخواست کی کہ آیندہ سے خانہ کعبہ کی کونجی انکی سپرد کیجائے اوس وقت یہ آیت اتری آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور بدستور کونجی اونہین کو دی اونہون نے مرتے وقت اپنے بہائی شیبہ کو دی آج تک یہ کونجی اون کی خاندان مین چلی آتی ہے چنانچہ کلید بردار کو مکہ مین شیبی کہتے ہین اور اس کا مرتبہ شریف کے بعد سب لوگون سے زیادہ ہے

۱۸- وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران ۱۱ ع) اور تم مین کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئین جو بھلائی کے طرف لوگون کو بلائین اور اچھی بات کا حکم کرین اور برے کام سے منع کرین اور یہی لوگ آخرت مین کامیاب ہونگے ف شاہ عبد القادرؒ نے فرمایا کہ مسلمانون پر فرض ہے کہ ایک جماعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی رہے تاکہ شریعت کے خلاف کوئی نہ کر سکے امام قرطبی فرماتے ہین کہ امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اگر بعضے مسلمان کرتے رہنگے تو سب کے ذمے
سے فرض ادا ہو جائے گا ورنہ سب کے سب گناہگار ہونگے۔ بھلائی سے مراد
قرآن وحدیث کی پیروی ہے۔ ابوالعالیہ کہتے ہین کہ معروف سے اسلام مراد ہے
اور منکر سے شرک اور بت پرستی مقاتل کہتے ہین کہ معروف سے اسلام اور اللہ کی
طاعت اور منکر سے گناہ ہمارے زمانہ مین یہ عجیب بلا پہیلی ہے کہ اکثر علما نے امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بالکل چشم پوشی کرلی ہے علانیہ طرح طرح کی بدعتین
اور شرک کی باتین کی جاتی ہین اور کوئی بندہ خدا کا ایک کلمہ بہی اپنی زبان سے نہین نکالتا
حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی بری بات (یعنے خلاف شرع) دیکہے تو ہاتہہ سے
اوس کو مٹا دیوے اگر نہ ہو سکے تو زبان سے کہدے کہ یہ کام برا ہے اور
اگر نہ ہو سکے تو دل ہی سے سہی (یعنے دل مین اوس فعل کو برا جانے اور وہان سے
الگ ہو جائے اور یہ سب سے کم درجہ ہے ایمان کا۔ اگرچہ آیات مذکورہ کے
علاوہ اور بہت ساری آیتین صیغۂ امر سے آئی ہین اور اون سے جدا جدا احکام
ہوتے ہین لکن یہ سلسلہ احکام قرآن کے متعلق نہین ہے بلکہ فصاحت وبلاغت
قرآن کے متعلق ہے جس کا فریضہ یہ ہے کہ صرف یہ بتلاوے کہ صیغۂ امر کتنے معنون
مین آیا ہے یہان چند آیتین تبرکاً تیمناً لکہدی گئین انشاء اللہ تعالے سلسلۂ احکام قرآن
کے متعلق جو علم الامر من القرآن چہپے گا اوس مین پورے احکام قرآنی جو صیغۂ امر
سے ہین بتائے جائینگے فقط

تمت

خادم علوم کتاب سنت۔ ساکن متصل مسجد خیریت آباد
ابوالبرکات محمد عبید اللہ عفی عنہ
بنگلۂ نواب وقار نواز جنگ حیدر آباد دکن۔

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهٰى

سلسلہ علوم قرآن نمبر ۳

متعلقہ

فصاحت وبلاغت

عِلْمُ النَّهْيِ مِنَ الْقُرْآنِ

اس رسالہ مین لفظ نہی اور صیغہ نہی اور انکے حقیقی ور مجازی معنون سی بحث ہے

مصنفہ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب (مولوی فاضل) خادم علوم کتاب وسنت

قد طبع فی مطبعہ اختر دکن واقع افضل گنج فی حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۳۳ ہجری

قیمت فی جلد ۳ ر

اس کتاب کے ملنے کا پتہ - حیدرآباد دکن خیریت آباد متصل مسجد بنگلہ نواب وقار نواز جنگ بہادر - ابو البرکات محمد عبید اللہ (مولوی فاضل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَقَدَّرَ فَھَدٰی وَالصَّلٰوۃُ وَ
السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَمَرَ مَنِ اتَّقٰی وَنَھٰی مَنِ انْتَھٰی
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ ذَوِی الْمَجْدِ وَالنُّھٰی

رسالہ **علم النہی من القران** سلسلۂ علوم قران کا نمبر ۲ ہے جیسے امر کے حقیقی اور
مجازی معنے ہوتے ہین ویسے ہی نہی کے بھی حقیقی اور مجازی معنے ہوتے ہین جیسا کہ امر سے
امتثال امر لازم ہے ویسا ہی نہی سے ترک منہی عنہ ضروری ہے شائقین مضامین قران کو جیسا امر کے
معانی سمجھنا ضرور تھا ویسا ہی نہی کے دقایق پر بھی واقف ہونا لازم تھا اسی وجہ سے علم الامر کے بعد
علم النہی کا رسالہ طبع کرایا گیا تقسیم نہی کے وقت چند قسمین امر کی اور بھی نکل آئین نہی کے بیان مین امر کے
اقسام کا بیان کرنا خلاف موضوع تھا اس لئے بقیہ اقسام امر کو نہین ذکر کیا انشاء اللہ تعالیٰ طبع
ثانی مین بقیہ اقسام امر کو بھی علم الامر مین درج کیا جائیگا اس کتاب مین بھی تلازم امر و نہی کی بحث مین
جو امر کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہی کی ضمن مین بیان کیا گیا ہے اس لئے کہ امام سکاکی رحمہ اللہ تعالیٰ
نے ایک مقام مین امر و نہی کو ایک جگہ بیان کیا ہے ہم نے بھی مجبوراً انہین کی تقلید کی۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا اَنْ نُطِیْعَ لِاَمْرِکَ وَنَجْتَنِبَ عَنْ نَھْیِکَ

ابو البرکات محمد عبید اللہ خادم علوم کتاب و سنت
المرقوم ۱۰ محرم الحرام ۱۳۳۳ ہجری۔

تعریفات

علم النہی | جس علم میں صیغہ نہی سے بحث ہو وہ علم النہی ہے

موضوع علم نہی | علم النہی کا موضوع صیغہ نہی ہے۔

نہی | اعلیٰ مرتبے کا شخص اگر ادنیٰ کو کسی امر سے روک دے تو ایسا روکنا نہی یا ممانعت کہلاتا ہے۔

ناہی یا مانع | جو شخص کسی شخص کو کسی امر سے (عام اس سے کہ وہ فعل ہو یا ترک فعل) روک دے تو روکنے والا ناہی یا مانع کہلاتا ہے۔

منہی عنہ | جس امر سے منع کیا جائے (عام اس سے کہ وہ فعل ہو یا کسی فعل سے باز رہنا ہو) وہ منہی عنہ یا ممنوع ہے

حرام | وہ امر کہ جس سے باز رہنا ضروری ہو اور اوس کے کرنے پر وعید آئی ہو حرام ہے۔

مکروہ | جس کام کا نہ کرنا کرنے سے اولیٰ ہو مکروہ ہے۔

مکروہ تحریمی | جس امر کا نہ کرنا کرنے سے اولیٰ ہو اور اوس کے کرنے میں ارتکاب حرام کا اندیشہ ہو اور اوس فعل کی حرمت دلیل ظنی سے ثابت ہو تو ایسا فعل مکروہ تحریمی ہے۔

مکروہ تنزیہی | جس امر کا نہ کرنا کرنے سے اولیٰ ہو اور وہ فعل حلت کے قریب ہو لیکن نزہت کے خلاف ہو اور اوس کے کرنے میں کوئی عذاب کی وعید نہ آئی ہو تو ایسا فعل مکروہ تنزیہی ہے

تحریم یا حرمت | اگر کسی امر کی ممانعت دلیل قطعی سے کیجائے تو وہ تحریم یا حرمت ہے۔

مکروہ تحریمی | اگر کسی امر کی ممانعت دلیل ظنی سے کیجائے تو وہ مکروہ تحریمی ہے

اس سے فرق حرام اور مکروہ تحریمی میں ہو گیا۔ کیونکہ تحریم میں دلیل قطعی کی ضرورت ہے

اور مکروہ تحریمی مین دلیل ظنی کی

دلیل قطعی | جس دلیل سے یقین حاصل ہو وہ دلیل قطعی ہے ف آیات قرانی اور احادیث متواترہ اولیہ قطعیہ ہین

دلیل ظنی | جس دلیل سے یقین نہ ہو لکن ظن غالب اوس کی صحت کا ہو وہ ظنی ہے ف احناف کے پاس آیات قرانی اور احادیث متواترہ مفید یقین ہین ان کی سوا اور جو صحیح احادیث مشہور ہین وہ سب مفید ظن ہین لکن محدثین کے پاس علاوہ آیات قرانی کے احادیث صحیحہ مشہورہ بہی مفید یقین ہین بشرطیکہ وہ صحیح ہون اور اونکی شہرت قریب تواتر کے ہو۔

مکلف | وہ عاقل اور بالغ مسلمان (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) جس پر اوامر اور نواہی کی بجا آوری لازم ہے مکلف ہے۔

طالب | جو شخص امر و نہی کا صیغہ اپنے کلام مین لاتا ہے طالب ہے

مطلوب منہ | امر و نہی کے صیغے سے طالب جس کسی شخص کو مخاطب کرتا ہی وہ مطلوب منہ ہی

مطلوب | جس امر کی درخواست امر و نہی کی صیغے سے کی جاتی ہے وہ مطلوب ہے۔

قبیح لعینہ | جو امر فی نفسہ برا ہو اور اوس کی برائی مین دوسرے امور عارضی کا لحاظ نہ ہو ایسا امر قبیح لعینہ ہے اس کا دوسرا نام قبیح لنفسہ بہی ہے۔

قبیح لغیرہ | جو امر فی نفسہ برا نہ ہو لکن دوسرے عوارض کی وجہ سے اوس مین برائی آئی ہو اور انہین عوارض کی وجہ سے وہ امر معیوب ٹھیرایا گیا ہو تو ایسا امر قبیح لغیرہ ہے۔

امر | اس باب مین امر سے مراد فعل یا ترک فعل ہے بشرطیکہ سیاق عبارت اس کے خلاف نہ ہو۔

لفظ نہی کی تحقیق

لغوی معنے نہی کے کسی شخص کو کسی فعل سے سختی کے ساتھہ باز رکہنے کے ہین جیسے وَمَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (حشر ۱ع) اے مسلمانو پیغمبر جو رمال یا حکم) دے وے تم اوسکو لے لو اور جس سے تمکو باز رکہے اس سے تم باز رہو کسی شخص کو کسی فعل سے باز رکہنا دو طرح سے ہوتا ہے قول سے جیسے ہم صراحتہً کہین کہ تم اس کام کو مت کر فعل سے جیسے کوئی شخص کوئی کام کرتا ہو ہم اوس کو ہاتہہ سے روک دین پہر قول سے بہی روکنا دو طرح سے ہوتا ہے یا تو صیغہ نہی کا لایا جاتا ہے جیسے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ (لقمان ۱ع) اللہ کے ساتہہ دوسرے کو شریک مت کر یا صیغہ امر کا لایا جاتا ہے اور مراد اوس سے نہی ہوتی ہے جیسے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (ج ۴ع) بتون کی گندگی سے بچو (یعنے اونکی پرستش مت کرو) اور جہوٹ بولنے سے بچتے رہو (یعنے جہوٹ مت بولو) پہر ممانعت قولی کی تین صورتین ہین (۱) محض لفظ نہی سے کسی کام کو روک دین جیسے کہین لَا تَفْعَلْ کذا یعنے ایسا مت کر (۲) کبہی لفظاً اور معنیً دونون اعتبار سے کسی کام سے روک دیا جاتا ہے جیسے وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور تم دونون (یعنے آدم اور حوا) اوس درخت کے پاس نجاؤ اور اگر ایسا کروگے تو گنہگارون مین شریک ہوگے (البقرہ ۴ع ف یعنے تم دونون نہ اوس درخت کے پاس جاؤ اور نہ کہاؤ) (۳) کبہی محض معنے کے اعتبار سے ممانعت ہوتی ہے نہ لفظ کے اعتبار سے جیسے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی (النزعت ۲ع ف) اور جو کوئی اپنے مالک سے اس وجہ سے ڈرا کہ مجہے (ایک نہ ایک روز

ضرورحساب کتاب کے لیئے) اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا اور اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکتا رہا تو اوس کے رہنے کی جگہ بہشت ہوگی ف یہان لفظ نہی سے یہ مراد نہین ہے کہ انسان اپنے نفس سے بصیغہ نہی مخاطب کرے کہ تو ایسا مت کر بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو خواہشات سے روکے اور نفس کو اپنا تابع کرے نہ یہ کہ خود اوس کا تابع ہو جائے غرض کہ نہی مین نہی قولی او فعلی دونون داخل ہین۔

اِنْتِهَاءٌ لفظ نہی سے مشتق ہے جسکے معنے کس فعل سے باز رہنے کے ہین جیسے فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (بقرہ ۲۴ع) پھر اگر وہ لڑائی سے) باز آجاوین اور اسلام قبول کرلین تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنْهَاء - یہ لفظ بھی نہی سے مشتق ہے جس کے معنے ابلاغ (پہونچا دینا) ہین نُهًى - نُهْيَةٌ کی جمع ہے ایسی عقل جو انسان کو امور قبیحہ سے روکتی ہے

تلازم امر و نہی

امر و نہی مین باعتبار اون کے مفہوم کے کچھ ایسا تلازم ہے کہ امر و نہی کے ظاہر مفہوم کو نہ لو اور پھر اوس مفہوم کے ضد کو خیال کرو تو امر مین نہی کی صورت اور نہی مین امر کی صورت نظر آئیگی جیسے ہم کہین لَا تَنَازَعُوْا (انفال ۶ع) جھگڑو نہین اس کا مطلب یہ ہے کہ اُتْرُكُوا النِّزَاعَ یعنے جھگڑا چھوڑ دیا جیسے ہم کہین وَافْعَلُوا الْخَيْرَ (حج ع) نیکی کرو اس کا مطلب یہ ہے لَا تَنْتَهُوْا عَنِ الْخَيْرِ یعنے نیکی کرنے سے باز نہ رہو اب سوال یہ ہے کہ امر و نہی کے مفہوم مخالف کو چھوڑ کر مفہوم موافق کیون اختیار کیا جاتا ہے یعنے امر مین امر کے صیغے کو اور نہی مین نہی کے صیغے کو کیون لاتے ہین

اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی بہ نسبت امر کے نہی مین زیادہ اختصار ہوتا ہے جیسے اوپر کی مثال
مین لا تنازعوا بہ نسبت اترکوا انتزاع کے مختصر ہے اور کبھی بہ نسبت نہی کے امر مین زیادہ اختصار
ہوتا ہے جیسے وَافعلوا الخیر زیادہ مختصر ہے بہ نسبت لا تنتھوا عن الخیر کے
کبھی نہی مین زیادہ مبالغہ ہوتا ہے بہ نسبت امر کے جیسے لا تشرک باللہ مین زیادہ
مبالغہ ہے بہ نسبت وَحِّد اللہ کے کیونکہ ثبوت پر جب نہی لائی جاتی ہے تو وہ زیادہ
بلیغ ہوتی ہے بہ نسبت اثبات کے کبھی نہی کے صیغے لانے سے حصر مقصود ہوتا ہے
اس لئے امر کا صیغہ چھوڑ کر نہی کو اختیار کیا جاتا ہے جیسے لا تعبدوا الا ایاہ (یوسف ع)
مین حصر عبادت ہے بہ نسبت اُعبُدُوا اللہ کے یعنے عبادت اوسی کی کرو اور کسی کی
نہین کلام عرب مین الا اگر بعد لا کے آئے تو اوس سے حصر کا فائدہ ہوتا ہے۔ کبھی لفظ امر
مین تہدید اور وعید زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت نہی کے اس لئے نہی کے صیغے کو چھوڑ
کر امر کا صیغہ اختیار کرتے ہین جیسے اِعمَلُوا مَا شِئتُم اِنَّہُ بِمَا تَعمَلُونَ بَصِیر
(سورہ ہود ۵ ع) تم جو چاہے کرو اللہ تمہارے کاروائی کو دیکھ رہا ہے یہان تہدید
اور شدت وعید کی غرض سے امر کا پیرایہ اختیار کیا گیا اور نہی کے صیغہ کو چھوڑ دیا گیا (دیکھو
علم الامر من القرآن صفحہ ۹) غرضکہ امر و نہی کے صیغے جہان جہان استعمال کئے جاتے ہین
اون سے مختلف اغراض ہوتے ہین اگر ہم اون اغراض کی تفصیل کرنا چاہین تو یہ رسالہ
ہمارا طویل ہو جائیگا ناظرین جب اقسام نہی پر واقف ہون گے تو خود بخود یہ بات معلوم
ہو جائیگی کہ امر و نہی کے صیغے کیون استعمال کئے جاتے ہین اور اون سے کیا کیا
فوائد حاصل ہوتے ہین۔

حقیقت امر و نہی

جیسے کہ امر طلب کی ایک قسم ہے ویسے ہی نہی بھی طلب کی ایک قسم ہے۔ امر ہو یا نہی یہ دونوں درخت انشا کی شاخین ہین امر مین اگر حکم کسی کام کے کرنے کا ہے تو نہی مین حکم اوس کام کے نہ کرنے کا ہے۔ فرق امر و نہی مین ہے تو اسی قدر ہے کہ امر مطلقاً فعل کے وقوع کو چاہتا ہے۔ خواہ اوس فعل کا وقوع سردست ایک مرتبہ ہو یا بار بار ہوتا رہے۔ برخلاف نہی کے۔ نہی سے مقصود یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ فعل واقع نہ ہو عام اس سے کہ وہ فعل اوسیوقت موقوف کر دیا جائے یا کسی وقت بھی واقع نہ ہو۔

امر و نہی سے استمرار اور انقطاع کب سمجھا جائیگا۔ امام سکاکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ امر اور نہی کے صیغون مین آمر و ناہی کے خواہش کو دیکھا جائے گا کہ آمر اور ناہی صیغہ امر و نہی کو کس غرض کے لئے لاتے ہین اگر صیغہ نہی یا امر کے لانے سے آمر اور ناہی کی یہ غرض ہے کہ جو فعل اب اس وقت نہین ہو رہا ہے وہ فعل کیا جائے یا جو فعل اب ہو رہا ہے وہ سردست موقوف کر دیا جائے اس صورت مین امر اور نہی کے لانے سے یہ مقصود ہوگا کہ وہ فعل یا ترک فعل اس وقت ہو نہ ہمیشہ کے لئے مثلاً جیسے کوئی شخص بیٹھا ہو ہم اوس سے کہین اِذْهَبْ چلے جاؤ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت چلے جاؤ یا کوئی جا رہا ہی ہم اوس سے کہین لَا تَذْهَبْ مت جاؤ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت مت جاؤ یہ نہین ہے کہ ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ یا ہمیشہ کے لئے بیٹھے رہو۔

اگر آمر اور ناہی صیغۂ امر اور نہی کو اس غرض سے لائین کہ جو حالت جاریہ ہے وہ یا تو ہمیشہ کے لئے جاری رہے یا ہمیشہ کے لئے موقوف کر دی جاوے اس صورت

ہیں امر و نہی کے صیغے لانے سے یہ مقصد ہو گا کہ یہ کام ہمیشہ جاری رہے یا ہمیشہ کے
لئے موقوف کر دیا جائے مثلاً ہم اسکول کے طالب علموں سے کہیں جو ہمیشہ پڑھتے
رہتے ہیں تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ یعنے علم سیکھو اس کا یہ مطلب ہے کہ تم تحصیل علم کو جاری رکھو
یا جیسے کوئی شخص شراب پیا کرتا ہے ہم اوس سے کہیں لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ شراب
مت پی اس کا مطلب یہ ہے کہ تم شراب کبھی مت پیو خلاصہ یہ کہ امر اور نہی کے
صیغے کسی حالت واقعی (عام اس سے کہ وہ حالت واقعی فعل ہو یا ترک فعل) کو منقطع کر دینے
کے لئے لائے گئے ہیں تو اون سے استمرار مراد نہیں ہو گا بلکہ اوس کام کو ایک مرتبہ کرنا یا
ایک مرتبہ کے لئے موقوف کر دینا مراد ہو گا اور اگر امر و نہی کے صیغے کسی امر واقعی کے (عام
اس سے کہ وہ فعل ہو یا ترک فعل) جاری رکھنے کے لئے لائے گئے ہیں تو اون سے
مراد استمرار ہو گا یعنے وہ کام ہمیشہ کیا جائے یا ہمیشہ موقوف رہے۔

توضیح انقطاع و استمرار

امر انقطاعی اگر امر کا صیغہ اس لئے آیا ہے کہ جو فعل واقع میں نہیں ہوا ہے وہ واقع ہو جائے
اس سے مراد یہ ہے کہ وہ فعل ایک مرتبہ یا اس وقت ہو یہ نہیں کہ ہمیشہ وہ فعل ہوتا رہے
نہی انقطاعی اگر نہی کا صیغہ اس لئے لایا گیا ہے کہ جو فعل واقع میں ہو رہا ہے وہ نہ ہو تو اِس
سے مقصد یہ ہے کہ وہ فعل اِس وقت واقع نہ ہو نہ یہ کہ ہمیشہ واقع نہ ہو۔

امر استمراری اگر امر کا صیغہ اس لئے لایا گیا ہے کہ جو فعل واقع میں ہو رہا ہے وہ آیندہ بھی
ہوتا رہے تو اس سے مطلب یہ ہو گا کہ اس فعل کو آیندہ بھی جاری رکھو اور ہمیشہ کرتے
رہو۔ کیونکہ اگر اِس وقت ہی جاری رہنا مراد ہو تو تحصیل حاصل ہے اس لیے کہ وہ تو ہو رہا ہے
نہی استمراری اگر نہی کا صیغہ اس لئے لایا گیا ہے کہ جو امر بُرا ہے اور وہ نہ ہونا چاہیے۔

وہ ہمیشہ کے لئے نہ ہو تو اوس سے قائل کا منشا یہ ہے کہ وہ آیندہ کسی زمانہ مین کبھی نہ ہو کیونکہ اوس فعل کی قباحت اس امر کی مقتضی ہے کہ اوس کا وقوع کسی زمانہ مین نہ ہو جیسے شرک کی ممانعت کفر کی تہدید عقوق والدین وغیرہ چنانچہ اس کی مثالین ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور آیندہ تقسیم نہی مین بھی معلوم ہو جائنگین -

اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا کہ امر و نہی کی (باعتبار حالت موجود کے) چار قسمین ہین - امر استمراری - امر انقطاعی - نہی استمراری - نہی انقطاعی یہ تقسیم امر و نہی کی حالت موجودہ کے اعتبار سے ہے پھر طالب اور مطلوب منہ کا الگ لحاظ ہے اگر طالب اور مطلوب منہ ایک مرتبہ کے ہین تو امر التماسی اور نہی التماسی ہے اگر طالب کا مرتبہ مطلوب منہ سے بڑھکر ہے تو امر او رنہی حقیقی ہین اگر طالب کا مرتبہ مطلوب منہ سے کم ہے تو امر دعائی اور نہی دعائی ہین پھر طالب کی حالت کا الگ لحاظ ہے اگر طالب نے حکم کسی کام کے کرنے کا شدت سے دیا ہے تو وہ طلب امر مین جاکر وجوب کا جامہ پہن لیتی ہے اور نہی مین تحریم کا پھر طالب کے اغراض کو الگ دیکھا جائے گا اگر امر و نہی کے صیغے کسی مصلحت دنیوی کے غرض سے لائے گئے ہین تو وہ امر ارشادی اور نہی ارشادی ہے اگر ڈرانے کے لئے لائے ہین تو امر انذاری اور نہی انذاری ہے اگر ایذان کے لئے یعنی خبر دینے کے لئے لائے ہین تو امر ایذانی اور نہی ایذانی ہے پھر امر و نہی کے صیغون کا الگ لحاظ ہے اگر اون مین کسی امر کی قید لگا دی ہے تو امر مقید اور نہی مقید ہے اگر قید نہین ہے تو امر مطلق اور نہی مطلق ہے پھر مامور بہ اور منہی عنہ کا خیال کرو اگر مامور بہ اور منہی عنہ متعدد ہین تو امر تعددی اور نہی تعددی ہے پھر تعدد مین اگر جمع اور تفریق ہے تو امر جمعی اور نہی جمعی اور امر تفریقی اور نہی تفریقی ہے غرضکہ مختلف اعتبارات سے مختلف اقسام

امر و نہی کے پیدا ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کی تفصیل اور توضیح ہم آیندہ اقسام میں بیان
کریں گے اور ہر ایک کی مثال قرآن سے دیں گے

نہی کا حقیقی معنے

نحویوں اور صرفیوں کی اصطلاح میں نہی مضارع کا وہ صیغہ ہے کہ جس پر لائے جازمہ
لایا جاتا ہے جیسے لَا تَفْعَلْ - لَا تَضْرِبْ - لَا تَقُلْ وغیرہ -

اصولیین اور بیانیین کے اصطلاح میں نہی وہ کلام ہے کہ جس کے ذریعہ سے اعلیٰ
مرتبے کا شخص ادنیٰ کو کسی بات سے روکنے کا حکم دے اب عام اس سے کہ وہ نہی
کا صیغہ ہو یا نہی کا صیغہ ہو امر ہو یا مضارع ہو امر جیسے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ
اور مضارع جیسے وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ
(نحل ۱۳ع) اور اللہ بے حیائی (فسق و فجور اور زنا لواطت وغیرہ) اور برے کام (جو شرع
کے خلاف ہوں) اور ظلم یا بغاوت اور حسد سے منع کرتا ہے لیکن اس کتاب میں
زیادہ تر ہم صیغہ نہی سے بحث کریں گے -

نہی سے مجازی معنے کب لئے جائینگے | ہم تعریف نہی میں بیان کر چکے ہیں کہ اعلیٰ مرتبہ کا شخص
اگر ادنیٰ کو کسی امر سے روک دے تو نہی ہے اور یہی نہی کا حقیقی معنے ہے لیکن اس
امر کی بہت ضرورت ہے کہ ہم یہ بتلا دیں کہ کہاں ہم نہی کا حقیقی معنے مراد لینگے اور کہاں
مجازی معنے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ نہی کا صیغہ جہاں کہیں آئے گا تو وہاں پر دیکھا جائیگا کہ
کوئی قرینہ حقیقی معنے سے پھر جانے کا ہے یا نہیں اگر کوئی قرینہ حقیقی معنے سے پھرنے کا نہیں
ہے تو نہی اپنے حقیقی معنے پر رہیگی اور اگر کوئی قرینہ حقیقی معنے سے مجازی معنے کیطرف

پھیرنے کا سبب تو وہان پر نہی اپنے مجازی معنے مین مستعمل ہوگی حقیقی اور مجازی معنے کی تعریف ہم علم امر مین بیان کر چکے ہین یہان اس کے دہرانے کی ضرورت نہین ہے ہان یہان پر بھی ہم نے نہی جہان جہان حقیقی اور مجازی معنے مین استعمال پائی ہے اوس کے طرف اشارہ کر دیا ہے۔

اقسام نہی

نہی کی تقسیمین مختلف اعتبارات سے ہوتی ہین اس رسالہ مین ہم نے نہی کی تقسیمین پانچ اعتبارات سے کی ہین (۱) تقسیم نہی باعتبار حالت موجودہ کلام (۲) تقسیم نہی باعتبار حالت طالب (۳) تقسیم نہی باعتبار مراتب طالب (۴) تقسیم نہی باعتبار اغراض طالب (۵) تقسیم نہی باعتبار منہی عنہ۔

تقسیم نہی باعتبار حالت موجودہ کلام

نہی انقطاعی جس نہی سے مقصود یہ ہو کہ جو فعل اس وقت ہو رہا ہے وہ نہ ہو نہی انقطاعی ہے جیسے نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے نجات کے لئے ذات باری تعالی سے عرض کرنا اور جناب باری کا فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (ہود ع ۴) سے جواب دینا (ترجمہ) اسے نوح جس امر کی مصلحت تمکو معلوم نہین ہے اوس امر مین ہم سے درخواست مت کرو۔ ف اس آیت مین ہمیشہ سوال کرنے کی اللہ تعالے نے ممانعت نہین کی کیونکہ اوس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے بہت ساری دعائین مانگین بلکہ اوس وقت جو انہون نے اپنے بیٹے کے نجات کی بارے

مین درخواست کی اوس وقت اون کو سوال سے ممانعت کی گئی یعنے تمہارے بیٹے کے عمل جو برے ہین اور تم کو اوس کا علم نہین ہے اور اوس کی مصلحت سے تم واقف نہین ہو اوس کے بارے مین ہم سے پوچھا پاچھی مت کرو۔

نہی انقطاعی کب استمرار کا فائدہ دیگی | نہی انقطاعی مین کلام کے سیاق اور قرینہ حالیہ اور مقالیہ کو دیکھا جائے گا اگر مقصود شارع کا اوس نہی سے اوس فعل کو سردست موقوف کرنا مراد ہے تو وہ نہی انقطاعی رہے گا ورنہ انقطاعی بھی استمراری ہو جائیگی جیسے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (نور ع ۴)

اے ایمان والو اپنے گھرون کے سوا پرائے گھرون مین مت گھسو جب تک کہ اون گھروالون سے اذن نہ لے لو اور باہر رہکر سلام نہ کرلو یعنے پرائے گھرون مین جب جانا چاہو تو پہلے اذن لو اور باہر سے سلام علیک کہو یہ اذن لینا اور سلام علیک کرنا تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو اور نصیحت پذیر ہو عرب مین یہ دستور تھا کہ بلا اذن بلا تکلف دوسرے کے گھرون مین چلے جاتے اللہ تعالے نے بلا اذن گھرون مین داخل ہونے کو منع کردیا اور یہ حکم ہمیشہ رہا یعنے کبھی کسی کے گھر مین بلا اذن نہ جائے ہان البتہ کوئی ایسی خاص ضرورت ہو مثلاً کسی کے گھر مین آگ لگ گئی ہو یا کسی کی جان جاتی ہو تو بلا اذن جا سکتا ہے غرضکہ مجبوری کی حالت جدا ہے

۲ نہی استمراری | جس نہی مین کسی امر کی ممانعت ہمیشہ کے لئے ہو وہ نہی استمراری

نہی استمراری کی مثالین قرآن مین بہت مل سکتی ہین مثلاً لقمان علیہ السلام کا اپنے بیٹے سے کہنا لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان ع ۲)

بیٹا۔ اللہ کے ساتھہ کسی کو شریک مت کر کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ ف یعنے تم شرک کسی وقت کسی حالت مین کبہی نہ کرو کیونکہ شرک ایک ایسی قبیح چیز ہے کہ جو کسی وقت مین کسی حالت مین نہ ہونا چاہیئے۔

تقسیم نہی باعتبار حالت طالب

۱۔ نہی تحریمی | جس صیغۂ نہی سے ممانعت کسی امر کی شدت کے ساتھہ سمجہی جاے اور ثبوت اوس ممانعت کا دلیل قطعی سے ہو۔ اور اوس امر ممنوع کے کرنے پر سزاے دنیوی یا اخروی مرتب ہو تو ایسی نہی نہی تحریمی ہے جیسے وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا۔ (بنی اسرائیل ہ۴ع) زنا کے پاس بہی نہ جاؤ کیونکہ وہ تو ایک (پرلے درجے کی) بیحیائی اور بری روش ہے۔ ف اس لئے کہ طریقہ جائز یعنے نکاح کا عمدہ طریقہ موجود ہوتے ہوے پھر طریقہ ناجائز (یعنے غیر کی عورت یا اوس کی بہن یا اوس کی بیٹی سے تعلق پیدا کرنا) برا طریقہ ہے اس آیت مین لَا تَزْنُوْا نہکر لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا کہا گیا اس مین بلاغت یہ رکہی گئی کہ زنا کرنا تو کجا زنا کے قریب بہی نہ جاؤ یعنے زنا کے اسباب جہان ہو وہان سے بہی بہاگو غرض کہ یہان زنا کی ممانعت نہی تحریمی ہے اور سزاے دنیوی اوس کی اگر محصن ہے تو رجم ہے اور اگر محصن نہین تو اَسّی کوڑے ہین۔

حرمت کن کن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے | یہ ضرور نہین ہے کہ کسی امر کی حرمت نہی کے صیغے سے ہو بلکہ اثبات حرمت علاوہ صیغۂ نہی کے اور چہہ امور سے بہی ہوتی ہے۔

(۱) تحریم اور اوس کے مشتقات سے جیسے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ الخ (سورۂ نسا ہ۴ع) تمہاری مائین تم پر حرام ہین اور الخ

(۲) نفی سے جیسے لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ (حدیث ابوداود و ترمذی) یعنے بغیر طہارت کے نماز مقبول نہین اور مال خیانت کا صدقہ مقبول نہین یعنے بغیر طہارت کے نماز پڑہنا اور چوری اور خیانت کر کے صدقہ دینا دونون ممنوع ہین۔

(۳) لَا یَحِلُّ سے جیسے لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْهًا (سورۂ نسا ۳ع) تمکو حلال نہین ہے کہ عورتون کو میراث سمجھکر زبردستی اون پر قبضہ کرلو۔

(۴) لَا یَاْمُرُ سے جیسے لَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا (آل عمران ۸ع) اور وہ تم کو کبھی حکم نہین کریگا کہ فرشتون اور نبیون کو اپنا رب بناؤ۔

(۵) لَا یُحِبُّ سے جیسے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان ۲ع) اللہ تعالے اترا کر چلنے والے اور فخر کرنے والے کو دوست نہین رکہتا ہے۔

(۶) امر سے جیسے وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ (انعام ۱۴ع) ظاہری گناہ جیسے زنا شراب خواری چوری لواطت خیانت وغیرہ اور باطنی گناہ جیسے خودپسندی ریاکاری کینہ۔ کبر نفاق۔ مکر وغیرہ ان سب کو چھوڑ دو۔

نہی کراہت جس نہی مین کسی امر کا نہ کرنا کرنے سے اولی ٹہیرایا گیا ہو تو ایسی نہی نہی کراہت ہے جیسے وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ (بقرہ ۳۷ع) اللہ کے راہ مین ردی مال دینے کا ارادہ تک مت کرو تم ردی مال کو اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہو حالانکہ وہی چیز اگر تم کو دیجائے تو تم اوس کو کبھی خوشی سے نہ لو مگر یہ کہ دیدہ و دانستہ اوس کے لینے مین چشم پوشی کر دینے ردی مال کا دینا اللہ کے راہ مین برا ہے اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ردی مال کا اللہ کے راہ مین نہ دینا دینے سے بہتر ہے بہتر یہ ہے کہ اللہ کی راہ

مین جومال دیا جاسے وہ مال طیب اور حلال ہو۔

اقسام نہی باعتبار مراتب طالب

باعتبار مراتب طالب کے نہی کی تین قسمین ہین نہی حقیقی نہی التماسی نہی دعائی نہی حقیقی کی دو قسمین یعنی نہی تحریمی اور نہی کراہت ان ہر دو کا ذکر اوپر ہو چکا باقی دو قسمین یہ ہین۔

(۵) نہی التماسی | برابر والا اپنے ہم مرتبہ شخص کو جب کسی بات سے منع کرے تو ایسا روکنا نہی التماسی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے کہنا لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا (کہف ۱ع) موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے کہا کہ ہماری بہول چوک پر ہم سے مواخذہ مت کرو اور ہمارے کام کو مشکل مین نہ ڈالو۔ ف حضرت موسیٰ اور حضرت خضر برابر مرتبے کے تھے یہان پر نہی کا صیغہ اونہون نے ازراہ التماس استعمال کیا۔

۶ نہی دعائی | ادنی مرتبے کا شخص اعلی مرتبے والے شخص سے جب کسی امر سے نہ کرنے کی درخواست کرے تو ایسی نہی نہی دعائی ہے جیسے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ (آل عمران ۱ع) اسے پروردگار ہمکو ہدایت کرنے کے بعد پھر ہمارے دلون کو ہدایت سے نہ پھیر دے (یعنے بعد ہدایت کے پھر ہمارے دلون کو ڈانوان ڈول نہ کر دے) اور اپنی بارگاہ سے ہم کو رحمت کی خلعت عطا فرما کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے۔ ف اس آیت مین بندے جو نہایت ہی کم مرتبہ رکھتے ہین اپنے پروردگار عالی شان اور عالی مرتبت سے درخواست اور عرض کرتے ہین کہ اسے ہمارے مالک۔ ہمارے دلون کو بعد ہدایت کے ڈانوان

ڈول نہ کر دے یعنے ہدایت پر ہم کو ثابت قدم رکھہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہدایت اور
گمراہی سب اوسی کے طرف سے ہے اور خداوند کریم پر کوئی امر واجب نہین ہے جیساکہ
معتزلہ سمجھتے ہین بلکہ جو وہ چاہے کرے اوس کی عنایت اور مہربانی ہے۔

اقسام نہی باعتبار اغراض طالب

۷ نہی ارشادی جس نہی سے مقصود اوس فعل کی قطعاً ممانعت نہ ہو بلکہ اوس فعل کی ممانعت
کسی مصلحت دنیوی کے غرض سے رکی گئی ہو تو ایسی نہی نہی ارشادی ہے جیسے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ (مایدہ ۱۴ع) مسلمانو ایسی باتین مت
پوچھو جو اگر بیان کی جائین تو تم کو بُری لگین ف یعنے بے ضرورت سوال مت کرو کیونکہ
بے ضرورت سوال کرنے سے کچہ فائدہ نہین ہوتا بلکہ اور مشکل پڑ جاتی ہے حدیث شریف
مین ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اللہ نے تم پر حج فرض کیا۔ ایک
شخص نے پوچھا ہر سال۔ آپ خاموش ہو رہے اوس نے تین بار یہی پوچھا۔ آپ نے فرمایا
اگر مین ہان کہدیتا تو ہر سال حج فرض ہوجاتا پہر تم نہ کر سکتے پہلی امتین بہت کچہ پوچھا پاچھی کرنے
سے تباہ ہو گئین حدیث شریف مین ہے کہ اگلے لوگ ایک ایک چیز کو خواہ مخواہ پوچھتے وہ حلال
ہوتی پہر اور زیادہ پوچھا پاچھی کرتے وہ حرام ہوجاتی غرضکہ اس آیت مین مطلق سوال سے
ممانعت نہین ہے بلکہ بے ضرورت سوال سے ممانعت کی گئی ہے دنیوی مصلحت بے
ضرورت سوال کی ممانعت مین یہ ہے کہ وقت ضائع ہوتا ہے دوسرے مجیب کے پاس
سائل کی حماقت معلوم ہوتی ہے کہ اس کا سوال بے موقع اور نامناسب تہا سائل کی
حق مین دقتین بڑہ جاتی ہین بندے کی شان یہ ہے کہ مولا نے جو کچہ فرمایا سن لیا زیادہ

چون وچرا سے کیا فائدہ سبحان اللہ قرآن مجید ہی کیسا ادب آموز قانون ہے سوال کرنے
مین ہی کیا عمدہ ادب سکہلایا کہ سوال بہی ہو تو موقع اور ضرورت سے ہو بے ضرورت اور بے
موقعہ سوال بیہودہ پن ہے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو گائے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تہا کوئی
سی گائے لیکر ذبح کر دیتے چہٹی ہوتی اوس مین لگے موشگافیان کرنے اوس کا رنگ کیسا
ہوگا اوس کی عمر کتنی ہوگی ہم کو گائے مین اشتباہ ہوگیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بہی قیدین
بڑھا دین اوس بے ہودہ سوال کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑی مشکل سے گائے اِس قیمت پر ملی کہ
بعد ذبح اوس گائے کی کہال سونے سے بہر دی جائے غرضکہ بیہودہ سوال کا یہ نتیجہ تہا
جس کا خمیازہ اون کو اوٹہانا پڑا کراہت اور ارشاد مین فرق اسی قدر ہے کہ کراہت مین مصلحت
امر دینی کے متعلق ہے اور ارشاد مین مصلحت امر دنیوی کے متعلق ہے غرض کہ یہان
نہی نہی ارشادی ہے۔

نہی تنزیہی | جس نہی مین کسی فعل کا حکم شدت کے ساتہہ نہ ہو اور اوس فعل کا نہ کرنا کرنے
سے اولیٰ ہو تو ایسی نہی تنزیہی ہے جیسے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ (البقرہ ع)
اور آپس مین ایک دوسرے پر احسان کرنے مین بست چوکو ف یعنے اگر مرد نے عورت
کو قبل خلوت صحیحہ کے طلاق دیدی ہے تو عورت کو نصف مہر کے مطالبہ کا حق ہے اور
مرد پر نصف مہر واجب الادا ہے پہر اگر دونون ایک دوسرے کیساتہہ احسان کرنا
چاہین یعنے عورت نصف حق اپنا چہوڑ دے یا مرد نصف حق پر اکتفا نہ کرکے پورا مہر
عورت کو دیدے تو اختیار ہے اور اچہا ہے جو ایک قسم کا احسان ہے غرض کہ
ایک دوسرے کیساتہہ احسان کرنا اولیٰ اور بہتر ہے اور احسان کو بہول جانا تہذیب
کے خلاف ہے۔

(۹) نہی تعقیبی | جس نہی سے مقصود کسی کام کا انجام کار بتلانا ہو وہ نہی تعقیبی ہے جیسے
وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ
یُرْزَقُوْنَ (آل عمران ۱۷ع) اے پیغمبر جو لوگ اللہ کی راہ مین شہید ہوئے اون کو تم مردہ
نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے مالک کے پاس زندہ ہین اون کو روزی ملتی ہے ف یہ آیت
شہیدون کی فضیلت مین اتری ہے جو اللہ کی راہ مین جان دیتے ہین یعنے اے محمدؐ
تم شہیدون کا انجام کار موت سمجھتے ہو ایسا نہین ہے بلکہ اون کا انجام ابدی زندگی ہے
وہ اپنے مالک کے پاس چین سے زندہ ہین اور اون کو عمدہ نعمتین جنت مین ملتی ہین
اس مین علما کا اختلاف ہے کہ شہیدون کی روحین بعد شہادت کے کہان رہتی ہین۔
بعض کہتے ہین کہ شہیدون کی روحین قبرون مین لوٹا دی جاتی ہین۔ وہ وہان چین سے
رہتے ہین جنت کے میوون کی خوشبو آتی ہے لکن صحیح حدیث مین آیا ہے کہ شہیدون
کی روحین سبز چڑیون کی قالب مین جنت مین رہتی ہین اور عرش کے نیچے جو سونے کی
قندیلین لٹکی ہوئی ہین اون مین بسیرا کرتی ہین اور پروردگار کی تسبیح اور تقدس کرتی رہتی ہین۔
اور کہتی ہین کہ کاش ہمارے بھایون کو بھی ہمارے حال کی خبر ہوتی تو وہ بھی شہادت
کی آرزو کرتے۔

(۱۰) نہی ایاسی | جس صیغۂ نہی سے مقصود متکلم کا مخاطب کو بالکل نا امید کرنا ہو ایسی نہی
نہی ایاسی ہے جیسے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ
مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (تحریم ۲ع) کافرو آج کے دن تم کچھ عذر معذرت (ہمارے دربار مین)
مت پیش کرو تم کو تمہارے اعمال کی ضرور سزا ملنے والی ہے ف قیامت کے دن جب
دوزخ سامنے لائی جائیگی اوس وقت اللہ تعالے کافرون کے امیدون کو قطع کرنے

کے لئے کہے گا کہ اب تم چاہتے ہو کہ عذر و حیلہ کر کے عذاب دوزخ سے بچ جاوگے تم کسی طرح بچنے والے نہین کیونکہ عذر معذرت معافی چاہنے کا وقت جاچکا دنیا مین اگر کفر و شرک سے توبہ کر لیتے تو ہم معاف کر دیتے اب یہان تمہارے عذر و حیلے سب بےکار ہین جاؤ اپنے کیئے کی سزا پاؤ۔

(۱۱) نہی تقلیلی یا تحقیری | جس صیغہ نہی سے مقصود کسی امر کی حقارت یا قلت تبلانا ہو ایسی نہی نہی احتقاری یا تقلیلی ہے ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ (طہ ع) اے پیغمبر ہم نے جو مختلف قسم کے لوگون کو عمدہ عمدہ ساز و سامان دیئے ہین تم اون کے طرف (خواہش کر کے) اپنی نظر نہ دوڑاو اور یعنے ان ساز و سامان کو اپنی نظرون مین حقیر سمجھو یہ ساز و سامان اور یہ تزک و شان اون کو دنیا مین آزمانے کے لئے دیا گیا ہے کہ ان نعمتون کو پاکر ہمارا شکر کرتے ہین یا ہم کو بھول کر کفران نعمت کرتے ہین اور تمہارا مالک جو تم کو آخرت مین دیگا وہ ان نعمتون سے کہین بہتر اور پایدار ہے ف یعنے یہ دنیوی نعمتین اخروی نعمتون کے مقابلہ مین کچھ بھی وقعت نہین رکھتین یہ نہایت ہی حقیر وہ نہایت ہی عظیم یہ نہایت ہی قلیل وہ نہایت ہی کثیر فرق تحقیر اور تقلیل مین یہ ہے کہ تحقیر کیفیت شئے مین ہوتی ہے اور تقلیل مقدار شئے مین غرضکہ دنیوی نعمتین اخروی نعمتون کے مقابلہ مین حقیر بھی ہین اور قلیل بھی۔

(۱۲) نہی انذاری | جس صیغہ نہی سے مخاطب کو آئندہ کسی امر ہولناک سے ڈرانا مقصود ہو تو ایسی نہی نہی انذاری ہے جیسے وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ (ہود ع) اے (نوح) (ان) ظالمون کے بارے مین ہم سے گفتگو نہ کرو یہ ضرور

ڈوبنے والے ہین ف اس آیت مین مطلق گفتگو کرنے سے اللہ تعالے نے نوح کو منع نہین کیا بلکہ آیندہ چلکر اون کے غرق کی خبر دینا مقصود تھی اس وجہ سے اوس وقت اون کے متعلق گفتگو کرنے سے ممانعت کی۔

(۱۳) نہی ایذانی[1] وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (ابراہیم ۶ ع)
اے پیغمبر کہین تم ایسا سمجھو کہ اللہ تعالے ان ظالمین کے اعمال سے غافل ہے بلکہ خوب خبردار ہے یہان پہ نہی اپنی حقیقی معنے پر نہین ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اللہ کو غافل نہین سمجھتے تھے بلکہ اوس کو عالم جانتے تھے پھر نہی جو لائی گئی ہے تو محض اس امر پر آگاہ او خبردار کرنے کے لئے لائی گئی ہے۔ کہ کہین ان کے ڈھیل دینے سے اور اون کو دنیا کا عیش وآرام دینے پر یہ خیال نہ ہو جائے کہ ہم غافل ہو گئے ہین یہ خیال غلط ہے بلکہ ہم اونکے ہر ہر فرد کی کارروائیون پر مطلع ہین اور ہم اون کی بہت جلد خبر لینے والے ہین۔

[1] جس نہی سے کسی امر کی خبر دینا مقصود ہو وہ نہی ایذانی ہے جیسے

(۱۴) نہی تذلیلی | جس صیغۂ نہی کو بغرض تذلیل مخاطبین لائین تو ایسی نہی تذلیلی ہے جیسے اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ (مومنون ۶ رکوع) (جب دوزخی دوزخ مین چلے جائینگے اور وہان کے شدت عذاب سے گھبرائینگے اور چلا کر کہین گے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ اے پروردگار ہمکو دوزخ سے نکال اگر پھر ہم برے اعمال کرین تو ہم گنہگار ہین اللہ تعالے جواب دیگا۔ اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ یعنے اے کتو دور ہو جاؤ مجھہ سے بات مت کرو یعنے تم مثل کتون کے ذلیل وخوار ہو اور لائق ہم سے کلام کرنے کے نہین ہو۔

(۱۵) نہی تشاوری | جس نہی سے مقصود کسی امر مین رای دینا ہو وہ نہی تشاوری ہے جیسے قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ (یوسف ۲ ع) یوسف کے بھائیون مین

سے ایک بھائی نے کہا ہماری تو یہ راے ہے کہ یوسف کو قتل نہین کرو یعنے ہم یہ مشورہ دیتے ہین کہ یوسف کا مارڈالنا مناسب نہین بلکہ اوس کو ایک گہرے کوئین مین ڈال دو تو مناسب ہے۔

(۵) نہی تادیبی | جس نہی سے مقصود ادب مخاطبین ہو وہ نہی تادیبی ہے جیسے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (حجرات ع)

اے ایمانوالو اپنی آوازون کو نبی کی آواز سے اونچی نہ ہونے دو اور پیغمبر سے اسطرح پکار کر بات مت کرو جیسے تم آپس مین ایک دوسرے سے پکار کر باتین کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ (تمہاری اس طرز روش سے) تمہارے نیک اعمال اکارت ہو جائین اور تمکو خبر نہ ہو **ف** یعنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا ادب یہ ہے کہ آوازین تمہاری بلند نہ ہون اور ایک دوسرے کو جیسا کوئی پکارتا ہے ویسا پکارنا نہ ہو بلکہ نہایت ادب سے گفتگو کرو اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی تمیم کا قافلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ قعقاع بن معبد کو اون کا سردار بنائے حضرت عمرؓ نے کہا نہین اقرع بن حابس کو بنائے حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ تم میرا خلاف کرنا چاہتے ہو حضرت عمرؓ نے کہا نہین مین تمہارا اختلاف کرنا نہین چاہتا اسی پر دونون کی آوازین بلند ہوگئین اتنے مین یہ آیت اوتری جب یہ آیت اوتری تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم مین آج سے آپ سے اوسی طرح باتین کرونگا جیسے کوئی سرگوشی کرتا ہے کہتے ہین جس وقت یہ آیت اتری تو ثابت بن قیس صحابی جن کی آواز بہت بلند تھی رنجیدہ ہو کر گھر مین بیٹھ رہے اور کہنے لگے مین ہی آنحضرت

سے پکار پکار کر باتین کیا کرتا تہا میرے سب اعمال اکارت ہو گئے ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا کہ ثابت کہان ہے صحابہ نے کہا ثابت اپنے کو دوزخی سمجہے ہوے بیٹہے ہین آپ نے فرمایا نہین وہ بہشتی ہے پہر یمامہ کے دن شہید ہوئے صحیح حدیث مین ہے کہ آدمی ایک بات منہ سے نکالتا ہے اور اوس کو بڑی نہین سمجہتا لکن اوس کی وجہ سے اوس کا شمار دوزخیون مین ہوجاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات بابرکات مین بہی ادب صحابہ کا یہ تہا کہ جب کہنا ہوتا تو آہستہ باتین کرتے اب بہی حدیث شریف اور قرآن مجید کا بہی ادب ہے کہ کلام الہی جہان پڑہا جائے یا حدیث شریف کا جہان کہین درس ہو وہان غل نہ مچائین اور کلام الہی اور حدیث نبوی سے کسی اور کے قول کا معارضہ نکرین اگر کچہ شبہ ہو تو آہستہ ادب سے پوچہین۔

(۱۶) نہی امری | جس کلام مین نہی کا صیغہ لایا جائے لکن مقصود اوس سے امر ہو تو ایسی نہی امری ہے جیسے وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (حدید ع) اور تم کو کیا ہو گیا ہے جو اللہ تعالے کی راہ مین (اپنا مال خرچ نہین کرتے حالانکہ زمین و آسمان کا وارث اللہ تعالے ہی ہے (جب سب مال اوسی کا ہے تو تم کو دینے مین کیا عذر ہے) یعنے اللہ کی راہ مین اللہ کا مال دو تم اپنا مال سمجہکر روک نہ رکہو ہان مگر ایسا دو کہ جو برمحل اور برموقع ہوئے بے موقع اور بے محل صرف کر کے مسرف نہ ہو کیونکہ اللہ تعالے مسرفون کو دوست نہین رکہتا غرضکہ اس آیت مین لاتنفقوا کہا گیا ہے اور مراد اوس سے انفقوا کہا گیا ہے۔

(۱۷) نہی سببی | جس صیغہ نہی مین اسناد فعل کی سبب منہی عنہ کے طرف کی گئی ہو ایسی

نہی نہی سببی ہے جیسے لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ (اعراف ع) اے آدمیو (خیال رکھو) کہین شیطان تم کو فتنے مین ڈال ندے (یعنے بہکا ندے) کیونکہ وہ تو تمہارا دشمن ہے اس جملہ کی تقدیر لَا تَفْتَتِنُوْا بِفِتْنَةِ الشَّیْطَانِ ہے یعنے تم شیطان کے فتنے اور بہکانے مین نہ آجاؤ چونکہ فتنے کا سبب شیطان ہی اس لئے فتنے کی اسناد شیطان کے طرف کی گئی اور مقصود یہ رکھا گیا کہ تم فتنہ شیطان مین نہ پہنس جاؤ۔ کیونکہ کلام مین کبہی اسناد سبب کے طرف کرنا زیادہ بلیغ ہوتا ہے بہ نسبت مسبب کے طرف اسناد کرنے کے۔ کیونکہ اسباب اشیاء کو دور کرنا زیادہ موثر ہوتا ہے بہ نسبت مسببات کے دور کرنے کے۔

(۸) نہی سببی | جس صیغہ نہی مین اسناد فعل کی کسی امر کے نتیجہ کے طرف ہو تو ایسی نہی نہی سببی ہے جیسا کہ سورۂ نمل مین اللہ تعالٰی نے ایک چیونٹی کا واقعہ بیان کیا ہے جب سلیمان علیہ السلام کا لشکر وادی نمل (جو شام اور طایف کے درمیان ہے) کے قریب پہونچا تو ایک چیونٹی نے اپنے ساتھ کی چیونٹیون سے کہا یَا اَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ (نمل ع) (ترجمہ) اے چیونٹیو اپنے سوراخون مین گہس جاؤ اور (پہر وہان سے نکلو نہین) کہین تم کو سلیمان اور اوس کے لشکر والے بے خبری مین کچل نہ ڈالین یعنے چلنے مین اور ہجوم مین اون کو خیال نہ رہے اور تم پر پاؤن رکہدین اور تم مسل جاؤ۔ چیونٹی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کیساتہہ یہ گمان نہ کیا کہ وہ عمداً اور قصداً کچل دینگے بلکہ یہ کہا کہ بے خبری مین شاید اون سے ایسا نہ ہو جائے اس جملہ کی تقدیر لَا تَخْرُجُوْا مِنْ مَسَاکِنِکُمْ فَیَحْطِمَنَّکُمْ ہے یعنے تم اپنے سوراخون سے نکلو نہین کیونکہ

نہ کہے تو حلال ہے اور اگر عمداً ترک کرے تو حرام (یہ حنفیہ کا مذہب ہے) شافعیہ کہتے ہین کہ ہر حال مین حلال ہے یعنے مسلمان کا ذبیحہ ہر حال مین حلال ہے خواہ اللہ کا نام لیوے یا نہ لیوے وہ اس آیت کا مطلب یہ لیتے ہین کہ اللہ کے سوا دوسرے کسی کا نام کسی جانور پر لیا جاوے تو وہ حرام ہے۔

(۴۴) نہی مقید بقید زمان یا نہی موقت جس صیغہ نہی مین کسی فعل کی ممانعت کسی وقت خاص تک محدود ہو تو ایسی نہی توقیتی یا نہی موقت ہے جیسے لَا تَحْلِقُوا رُؤُسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ (بقرہ ۴۴ ع)

جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہونچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ یعنے احرام کھولنے اور سر نہ منڈوانے کا حکم قربانی اپنے مقام پر پہونچنے تک ہے جب قربانی اپنے مقام پر پہونچ گئی تو سر بھی منڈا لے اور احرام بھی کھول ڈالے اس کی توضیح یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے حج یا عمرے کی نیت کر لی اور راستہ مین دشمن اوس کو روک لین۔ اور اس وجہ سے وہ خانہ کعبہ تک نہ پہونچ سکے تو اوس پر بالاتفاق قربانی کرنی لازم ہے اب رہی یہ بات کہ وہ قربانی کب اور کہان کی جائے اس مین ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی یہ رائے ہے کہ حرم مین کی جاے اسطرح پر کہ وہ شخص قربانی کے جانور کو کسی اور شخص کے ہاتھ خانہ کعبہ کو بھیجدے اور اوس کے قربانی کرنے کا دن حج کا احرام باندھنے کی صورت مین یوم نحر یعنے دسوین ذیحجہ اور عمرے کی صورت مین کوئی خاص دن مقرر کر دے اوس دن یہ شخص اپنی جگہ سر منڈوا کر احرام اتار دے اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ اس قربانی کا حرم مین ہونا ضرور نہین ہے جس جگہ وہ شخص روکا گیا ہے وہی اوس کا محل ہے قربانی وہین کر کے احرام اتار دے جیسا کہ جناب سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے
مکہ تشریف لئے جاتے تھے مدینہ مین کافرون نے آپ کو روک دیا آپ نے وہین قربانی
کرا کے سب کے احرام اتروا دئے۔ دوسری مثال نہی موقت کی وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ
حَتّٰى يَطْهُرْنَ (بقرہ ۸ ۲۰ع) حائضہ عورتون سے مقاربۃ (جماع) نہ کرو جب تک کہ
وہ حیض سے پاک نہ ہولین یعنے مقاربت حائضہ کی ممانعت طہارت کے زمانے
تک ہے بعد طہارت کے مقاربت جائز ہے۔

(۵۲) نہی مقید بمکان یا نہی مکانی | جو نہی کسی مکان کے ساتھہ مختص ہو وہ نہی مکانی ہے
جیسے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ
الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا (توبہ ۴ع) ای ایمان والو مشرک تو یقینی گندے
ہین تو اس سال کے بعد وہ ادب والی مسجد کے نزدیک نہ آئین یعنے مشرکون کو مسجد
حرام مین داخل ہونا بوجہ اونکی نجاست کے حرام ہے اور اونکو ممانعت مسجد حرام مین داخل
ہونے سے کی گئی ہے نہ دوسرے مقامات سے اب اس مین علما کا اختلاف ہے
کہ دوسرے مسجدون مین مشرک کا جانا درست ہے یا نہین اہل مدینہ نے کہا کہ درست
نہین شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین سوائے مسجد حرام کے اور مساجد مین درست ہے کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو مسجد مین باندھا تھا حالانکہ وہ مشرک تھا امام ابوحنیفہ رح
کہتے ہین کہ ذمی کافر اور مشرک مسجدون مین ضرورت سے جا سکتا ہے۔

(۲۶) نہی غیر مشروطی | جس نہی مین کسی امر کی شرط نہ ہو ایسی نہی غیر مشروطی ہے جیسے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ
سَمِيعٌ عَلِيمٌ (حجرات ۱ع) ای ایمان والو اللہ اور اوسکے رسول نے (جو حدین باندھ دی

ہین) اون حدون سے آگے نہ بڑہو اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ سنتا اور جانتا ہے
ف۔ یعنے کسی حالت مین اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف نہ کرو اور اون کے مقررہ
حدود سے آگے قدم نہ رکہو۔

نہی غیر مشروطی اور نہی مطلق مین عام خاص مطلق کی نسبت ہے نہی غیر مشروطی عام ہے
اور نہی مطلق خاص کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہر نہی مطلق غیر مشروطی ہو لکن ہر غیر مشروطی مطلق ہونا
ضرور نہین ہے کیونکہ جو نہی مقید بقید صفت یا بقید زمان یا بقید مکان ہون وہ نہی غیر
مشروطی ہین اس وجہ سے کہ شرط او نمین نہین ہے لکن مطلق نہین ہین اس لئے کہ قید زمان
یا صفت یا مکان کی اون مین ہے۔

(۲۰) نہی جمعی | جس نہی مین دو یا دو سے زیادہ باتون کے جمع کرنے کی ممانعت ہو اور
الگ الگ کرنے کی اجازت ہو ایسی نہی نہی جمعی ہے جیسے وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ
اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا (نساء ع) یتیمون کے مال اپنے مالون
کے ساتہہ گڈمڈ کرکے مت کہاؤ یہ تو بڑا گناہ ہے ف جاہلیت کا یہ قاعدہ تہا کہ یتیم کا
مال اپنے مال مین خورد برد کرنے کی نیت سے ملا دیتے اللہ تعالے نے اس سے منع
فرمایا کہ یتیم کے مال کو اپنے مال کے ساتہہ خرچ مین جمع مت کرو وہ اپنا مال الگ کہائے
تم اپنا مال الگ کہاؤ اوس کا حساب کتاب الگ رکہو اپنا حساب کتاب الگ رکہو لکن اگر
یتیم کے مال کو اوس کے فائدہ کی غرض سے ملالین تو کچہ حرج بہی نہین ہے جیسے سورہ بقر کے
۲۶ رکوع مین ہے وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ یعنے اگر تم یتیمی
اون کے خرچ کو اپنے خرچ کے ساتہہ ملالو یا مال تجارت مین اونکے فائدے کی غرض سے
اون کو شریک کرلو تو اس مین کچہ حرج بہی نہین ہے اگرچہ تفریق مال کی آیت منسوخ ہے اور

ملانے کی اجازت ہے لکن یہان پر ہمکو اس کے نسخ سے بحث نہین ہے کیونکہ یہان ہم کو
نہی جمعی کی مثال لانا مقصود ہے اس وجہ سے اس آیت کو ہم یہان لائے ہین انشاءاللہ
تعالے جب علم النسخ من القران چھپے گا وہان نسخ کی آیتون سے اور اوس کے مصالح
سے عقلی بحث کرین گے ممانعت جمعی کی مثال اور بہی مل سکتی ہے گو اوس مین صیغہ نہی کا
نہین ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ الخ کے تحت مین
جمع بین الاختین کو قید نکاح مین لانے سے منع کیا ہے۔ ہان ایک بہن کے مرجانے کے
بعد دوسرے سے یا ایک کے طلاق دینے کے بعد دوسرے سے نکاح کرسکتا ہے۔

(۲۸) نہی تفریقی یا تفرقی | جس صیغہ نہی مین کئی امور کو یا کسی مہتم بالشان امر کو جدا جدا کرنے کی
ممانعت ہو اور ملکر کرنے کا حکم نکلے تو ایسی نہی نہی تفریقی ہے نہی تفرقی یا تفریقی بعد
امر جمعی کے یا قبل امر جمعی کے آئیگی جیسے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ
وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ‎ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا
تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ
فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا
كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ‎ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ
إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ
وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ‎ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا
الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا
كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ‎ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

تلک آیات اللہ نتلوھا علیک بالحق وما اللہ یرید ظلما للعلمین آل عمران اع ۱

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ حق ڈرنے کا ہے اور مرتے تک اسلام پر قایم
رہو اور سب ملکر اللہ کی رسی (یعنے قران اور دین کو) مضبوط پکڑو اور پھوٹ نکرو اور اللہ
کے اوس احسان کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے
دلون مین الفت پیدا کردی اور تم اس نعمت قرآن کے بدولت ایک دوسرے کے حق
مین مثل بھائی کے ہوگئے۔ تم تو آگ کے گڑھے (یعنے دوزخ) کے کنارے ہی آگئے تھے
اللہ نے تمکو بچالیا۔ تمہارے راہ راست پر آنے کے لئے اللہ اپنے احکام کو کھول
کھول کر بیان کرتا ہی اور تم مین ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہئے کہ جو لوگونکو نیک کام کیطرف بلائے
اور برے کامون سے منع کرے اور آخرت مین ایسے لوگ بامراد ہونگے۔ اور اون جیسے (یعنے مثل
یہود و نصارے) نہ ہنو جو ایک دوسرے سے الگ ہوگئے اور کھلے کھلے احکام پہونچنے کے
بعد آپس مین اختلاف کرلیا (جیسے یہود و نصاری) اور یہی لوگ ہین کہ جن کو بڑا عذاب آخرت
مین ہوگا۔ آخرت کے دن بعض لوگون کے منہ سفید ہونگے اور بعض لوگون کے سیاہ جو لوگ
روسیاہ ہین اون سے کہا جائیگا کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے تھے اب اپنی کفر کی
سزا مین عذاب کے مزے چکھو اور جو لوگ سفید رو ہونگے وہ اللہ کی رحمت یعنے بہشت مین
ہونگے ہمیشہ وہ اوسی مین رہین گے (اے پیغمبر) یہ واقعی اور سچی اللہ کی آیتین ہین جو ہم (جبرئیل
کے معرفت) تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہین اور اللہ جہان کے لوگون پر ذرا بھی ظلم کرنا نہین
چاہتا۔ اف جمع ہو یا تفرق جس جمع اور تفرق سے کسی قسم کا نتیجہ نہ ہو ایسی جمع بے حاصل ایسی تفریق
ناکارہ۔ اصل تو جمع ہے تفرق کسی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہم مسلمانون کی جمع اور تفرق دونون
ناکارہ ہین سب قومین اپنی اجتماعی قوۃ سے سب قسم کے قومی کامون مین فایز المرام ہوتی ہین اور

ترقی کے اعلیٰ منازل طے کرتی جاتی ہین لکن نہ معلوم ہم مسلمانون مین کیون ایسا پہوٹ کا
مرض پیدا ہوگیا ہے۔ کہ ہم کوئی بہی قومی کام اجتماعی قوۃ سے کرنا چاہتے ہین تو اوس کام کا انجام
یہ ہوتا ہے کہ وہ مثل تار عنکبوت یا بمنزلہ عورت حمقا کہ جو دن بہر چرخہ لیکا کاتتی او پہر شام مین
سب دہاگون کو توڑ کر رکہدیتی) چند روز درست ہوکر پہر ٹوٹ جاتا ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي
نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا معلوم یہ ہوتا ہے کہ قران عظیم الشان نے
جو ہم کو تَفَرُّق کی ممانعت کی ہے اوس پر ہمارا عمل ہی نہین ہے اور تفرق کے اسباب پر ہم
واقف ہی نہین ہین اور اگر واقف بہی ہین تو زبانی جمع اور خرچ بہت عمل اس پر کچہ بہی نہین
اسلیئے ہم مختصر بحث اختلاف اور اتفاق کے متعلق کئے دیتے ہین تاکہ عامۂ مسلمین اس مرض
مہلک (پہوٹ) سے بچین اور اپنے اصلاح دینی اور دنیوی کے لیئے اتفاق اور یکجہتی پیدا کرین
اختلاف اور اتفاق آپس مین ایک دوسرے کے ضد ہین۔ لکن باوجود ضد ہونے کے
پہر تعجب ہے کہ جہان اتفاق ہے وہان اختلاف کی بہی جہلک ہے جہان قدرت
خداوندی کی گوناگون نیرنگیان ہین وہان اوسکی قدرت کے یہ بہی کرشمے ہین کہ ہر چیز کو اوس کے
ضد کیساتہہ پیدا کیا ہے ظلمت کے ساتہہ نور کفر کے ساتہہ اسلام اتفاق کے ساتہہ اختلاف
آب و ہوا کا اختلاف صورتون کا اختلاف سیرتون کا اختلاف عقائد کا اختلاف اعمال کا
اختلاف۔ غرضکہ دنیا بہر کے اختلاف لے لو اوس کے ساتہہ ہی اتفاق کا بہی جز لاینفک لگا ہوا ہے
ملکی اتفاق قومی اتفاق مذہبی اتفاق آرائی اتفاق شخصی اتفاق جمہوری اتفاق ہمارے تو سمجہہ
مین نہین آتا کہ کیون لوگ اتفاق کو محمود سمجہتے ہین اور اختلاف کو مذموم حالانکہ جب اتفاق ہوگا
تو حسب اقتضاے طبیعت اختلاف کا پایا جانا لازمی ہے۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ مطلقاً
نہ اتفاق برا ہے نہ اختلاف۔ کلیۃً نہ اتفاق اچہا ہے نہ اختلاف۔ اگر برے ہین تو دونون

اور اچھے ہین تو دونون۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز حد اعتدال پر ہو تو اچھی ہوتی ہے اگر حد اعتدال سے متجاوز ہو تو بری بھی حال اتفاق اور اختلاف کا ہے اگر اختلاف حد اعتدال پر ہے تو اچھا ہے اور اگر حد اعتدال سے بڑھکر ہے یعنے نفسانیت اور گالی گلوج اور کفر کے فتوے تک پہونچ گیا ہے تو برا ہے ایسا ہی اگر اتفاق درجۂ اعتدال پر ہے اور اوس سے ملکی اور قومی اصلاح مقصود ہے تو مستحسن اور اگر حد اعتدال سے بڑھکر تعدی اور عدوان تک پہونچ گیا ہے تو مذموم۔ خلاصہ یہ کہ اختلاف کی دو قسمین ہین ایک محمود دوسری مذموم ایسا ہی اتفاق کی بھی دو قسمین ہین ایک محمود دوسری مذموم۔

اختلاف محمود جو اختلاف بغرض اظہار حق یا بالغرض انکشاف امر واقعی یا حل مطالب یا بالغرض فصل خصومات ہو محمود ہے۔ محمود کیا بلکہ ایک حد تک ضروری ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو مباحثہ اور مناظرہ علما یا اختلاف آراکین مجالس شوریٰ بے کار ہون حالانکہ اس اختلاف سے عمدہ نتائج مرتب ہوتے ہین ہر فریق مخالف کو اپنے حقوق کے اظہار کا موقع ملتا ہے بحث اور مناظرے سے مطالب اور مسائل حل ہوتے ہین تمام مقدمات امور شرعی اور قانونی اور سیاسی کا تصفیہ ہوتا ہے اسی قسم کے اختلاف کے محمود ہونے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اِخْتِلَافُ عُلَمَاءِ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ۔

اختلاف مذموم جو اختلاف از راہ تعصب مذہب و عناد یا بالغرض توہین یا از راہ نفسانیت بدنیتی سے کیا جائے وہ اختلاف مذموم ہے۔ مذموم کیا بلکہ مُہلک قوم اور مخرّب ملک اور ملت ہے فی زمانا بعض مسلمانون مین عموماً اور بعض مشائخین اور علماء مین خصوصاً اسی قسم کا اختلاف ہے کہین تو پرانے خلافت کے جھگڑے چھیڑے جاتے ہین کہین تفضیل صحابہ کی بحث ہے کہین تقلید و غیر تقلید کی موشگافی ہے کہین آمین بالجہر اور رفع یدین مین نزاع ہے

غرضکہ مذہبی جھگڑے ذاتی جھگڑے ملکی جھگڑے ۔ خاندانی جھگڑے خانگی جھگڑے
دنیا بھر کے جھگڑون نے مسلمانون کی مٹی خراب کر رکھی ہے جزئیات مسائل مین اسقدر
اختلاف ہے کہ الامان ہر شخص اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد الگ بنا رہا ہے اگر اس قسم کے مذہبی
جھگڑون کو ہم تھوڑی سی دیر کے لئے اصولی ہی مان لین تو فی الوقت ضروری نہین ایک حکیم کا
مقولہ ہے اِذَا لَحِقَكَ الْمَرَضَانِ نَدَاوِ الْاَخْطَرَ جب تجھے دو مرض لاحق
ہون تو جو مرض خطرناک ہے اوس کا پہلے علاج کر یہ تو دیکھا نہین جاتا کہ اسلام کی بنیادین
کھوکھلی ہو رہی ہین یعنے عقاید اور ضروری اعمال اور اخلاق بگڑ رہے ہین واجبات ترک
ہو رہے ہین اون کو چھوڑ کر اسلام کے جزئی مسائل پر اختلاف کیا جا رہا ہے اس وقت
اس امر کی بہت ضرورت ہے کہ تمام مسلمان اصول اسلام کے پابند رہین اور اون فرعی
مسائل سے پہلوتہی کرین کہ جن کی اشد ضرورت نہین ہے آج کل کا اختلاف ایسا مذموم
اختلاف ہے کہ جس سے شیرازہ اسلام کے اوراق پریشان نظر آرہی ہین سب ہمدردان
قوم اور مصلحان مذہب کا فریضہ ہے کہ روز و شب اس امر مین غور و خوض کرین کہ مسلمانون مین
کن کن وجوہ سے اختلاف مذموم پیدا ہو گیا ہے اور وہ کونسے اسباب ہین کہ جس کے ذریعہ
سے اونمین اتفاق محمود ہو سکتا ہے غرضکہ جہان تک ہو سکے سب ہمدردان قوم تحریراً
و تقریراً اس امر مین سعی بلیغ کرین کہ اختلاف مذموم مسلمانون سے اٹھہ جائے اور اتفاق
محمود پیدا ہو جس کے بارے مین خود خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے کہ لَا تَفَرَّقُوْا اور حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ
اِخْوَانًا (حدیث کنز العمال) آپس مین حسد نہ کرو اور نہ بغض و کینہ رکھو ۔ اور سب ملکر
ایک ہی مالک کے سچے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی ہو جاؤ

اتفاق محمود | وہ امور کو جو عقلاً یا شرعاً یا قانوناً مستحسن ہون اور اوس مین عامۂ خلائق کا عموماً اور مسلمانون کا خصوصاً فائدہ ہو ان سب امور مین مسلمانون کا ایک ہونا اتفاق محمود ہے اور ایسا اتفاق مسلمانون کے لیئے بہت ضروری ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان امور کلیہ اور اصول دین اور اخلاق مین ایک رہین اور ایسے قومی کامون مین جس مین عامۂ خلائق کا فائدہ ہو ایک دوسرے کی اعانت کرین اور ذاتی اغراض اور مذہبی تعصبات کو اوس مین دخل نہ دین مصیبت اور راحت مین اور قومی خدمات مین ہر مسلمان جان اور مال سے ایک دوسرے کا شریک اور معین رہے کیونکہ اس قسم کے اتفاق سے ملک اور اہل ملک کو فائدہ ہوتا ہے تجارت اور زراعت اور صنعت اور حرفت کو ترقی ہوتی ہے قوم کی دینی اور اخلاقی حالت درست ہوتی ہے بشرطیکہ ایسی اعانت لوجہ اللہ ہو اور اوس مین غرض ذاتی شامل نہ ہو۔

اتفاق مذموم | جو امر قانوناً یا شرعاً یا عقلاً ممنوع ہو اوس مین کسی خاص فرقے یا قوم یا اشخاص کا ایک ہونا اتفاق مذموم ہے اور ایسا اتفاق قانون اور شریعت مین دونون طرح ممنوع ہے ایسے اتفاق سے سب مسلمانون کو بچنا چاہیئے اتفاق محمود کے مستحسن ہونے اور اتفاق مذموم کے ممنوع ہونے کے لیئے یہ آیت کافی ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ حسن سلوک اور نیکی اور تقوی مین تم سب آپس مین ایک دوسرے کی اعانت کرو اور گناہ اور تعدی یا بغاوت پر باہم ایک دوسرے کی اعانت نہ کرو (مائدہ اع)

ہمدردان قوم اور مصلحان ملک و ملت مسلمانون کے تنزل پر آٹھ آٹھ آنسو روتی ہین اور دن رات اس بات کی تلاش مین رہتے ہین کہ مسلمانون مین اتفاق کیون نہین ہوتا

لکن یہ دیکھا نہین جاتا کہ یہ ادبار اور پہوٹ کے اسباب کیا ہین ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ خداے جل وشانہ نے ہمکو ایک ایسا موجز اور مختصر دستور العمل دیدیا تہا کہ اگر ہم اوس پر عمل کرتے تو ہمارے سب اخلاق اور اعمال درست ہوجاتے لکن افسوس ہم نے اوس عطیہ عظمیٰ کی کچہ قدر نہین کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس کو ہم آج دیکھہ رہے ہین نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ حکیم امت روحی فداہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ہر روحانی مرض کا علاج اور اوس کے اسباب اور پرہیز کو تلادیا اور اسباب نفاق اور اتفاق کو قرآن وحدیث مین واضح کردیا دقایق غوامض اور مشکلات مسائل فقہیہ جو قرآن وحدیث مین تہے اون کو مفسرین اور محدثین اور ائمہ مجتہدین نے حل کردیا غرضکہ شریعت محمدیہ بالکل کامل اور مکمل واضح اور مبین ہوگئی باوجود اس تکملہ کے اگر ہم اپنی بداعمالیون کو دور نہ کرین اور اپنے امراض روحانیہ کا علاج قرآن وحدیث کے مطابق نہ کرین اور شرک اور کفر اور بدعت کی گندگیون سے پرہیز نہ کرین تو اس مین حکیم کا کیا قصور اور اسلام کیون بدنام محض ہماری غفلت اور بداعمالیون کا ثمرہ ہے کہ جو آج ہم کو مل رہا ہے۔ جو لوگ قرآن وحدیث کو چہوڑکر دوسرے اسباب کو مسلمانون کی ترقی اور اتفاق کا ذریعہ سمجھتے ہین اون کی مثال ایسی ہے۔ شعر

یار درخانۂ من گرد جہان میگردم   آب درکوزۂ من تشنہ دہان میگردم

اسباب نااتفاقی پر غور کیجیے قرآن کریم مین اگر اوسکا علاج نہ ملے تو ہمارا ذمہ نااتفاقی کیون پیدا ہوئی اتلاف حقوق سے۔ پہوٹ کا مرض کیون پہیلا نفسانیت سے توحید اسی لیئے آئی تہی کہ سب ایک دل ہوکر ایک ہی خدا کو پوجین اور سب مل کر اوسی کے آگے

سرخم کریں احکام خداوندی کی تعمیل ایک ہی کتاب (قرآن) کے مطابق کریں اگر وہ سمجھہ مین نہ آئے اور اوس مین وضاحت سے حکم نہ ملے تو حدیث شریف دیکھین جب توحید اور اخلاص اوٹھہ گیا تو شیطان علیہ اللعنہ نے شرک کا جال ڈالا اور سب کو ضلالت مین ڈبودیا سنت کی کسا دبازاری ہونے لگی بدعت کا بازار گرم ہوا پھر مسلمان ذلیل اور خوار اور گرفتار تنزل اور اوبار نہون تو کیا ہو غرضکہ ہم مسلمان زبانی کلمہ گو اور ادعائے مسلمان مین عمل ہمارا بالکل اس کے خلاف ہے جب خدا ایک رسول ایک کتاب ایک پہر اختلاف اور تنازع کیون وَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ہمارے ہمدرد قوم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے جواب شکوہ مین خوب مسلمانون کی حالت کا خاکہ کھینچا ہے۔

نظم

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک ایک ہی سب کا نبی۔ دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی۔ اللہ بھی قرآن بھی ایک کچہ بڑی بات تھی۔ ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہین اور کہین ذاتین ہین
کیا زمانے مین پنپنے کی یہی باتین ہین

کون ہے تارک آئین رسول مختار مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھون مین سمایا ہے شعار اغیار ہو گئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار

قلب مین سوز نہین روح مین احساس نہین
کچہ بھی پیغام محمد کا تمہین پاس نہین

جا کے ہوتے ہین مساجد مین صف آرا تو غریب زحمت روزہ جو کرتے ہین گوارا۔ تو غریب
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا۔ تو غریب پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا۔ تو غریب

اُمرا نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملّتِ بیضا غربا کے دم سے

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی　　برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذان روح بلالی نہ رہی　　فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

مسجدیں مرثیہ خوان ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنے وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

جب ہم کلمہ گو ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین سمجھتے ہیں تو ہمارا فرض یہ ہے کہ جو کچھ پیغام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدائے جل شانہ کے طرف سے لائے ہیں اوس کو سمجھیں اور محض سمجھنے ہی پر اکتفا نہ کریں بلکہ اوس کے مطابق عمل کریں جب ہم مسلمان قرآن عظیم الشان پر بخوبی عمل ہونے لگے گا تو اوسی سے ہمارے دین اور دنیا کی اصلاح ہوگی اور اوسی کی بدولت ہم میں اخوت اور سچی ہمدردی پیدا ہوگی بشرطیکہ ہمارے عملوں میں خلوص ہو نیتوں میں فتور نہ ہو حب دولت وجاہ نہ ہو شرک اور کفر کی گندگیوں سے ہم پاک ہوں خدا اور رسول کی اطاعت میں پورے سرگرم رہیں غرضکہ قرآن عظیم الشان ہی ہمارے لئے ایک ایسا عمدہ دستور العمل ہے جس کی بدولت ہمارے کل منازعات اور اختلافات مٹ سکتے ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارک سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

عَنِ الحَارِثِ الاعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِی الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ یَخُوضُوْنَ فِی الْاَحَادِیْثِ فَدَخَلْتُ عَلٰی عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ اَوَ قَدْ فَعَلُوْھَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّھَا سَتَکُوْنُ

فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ كِتَابُ اللّٰہِ فِیْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ
مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَیْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَیْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهٗ مِنْ جَبَّارٍ
قَصَمَهُ اللّٰہُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِیْ غَیْرِهٖ أَضَلَّهُ اللّٰہُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰہِ الْمَتِیْنُ
وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِیْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ هُوَ الَّذِیْ لَا تَزِیْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ
وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا یَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا یَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ
الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُهٗ هُوَ الَّذِیْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى
قَالُوْا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ - مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ
وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ أُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعٰى إِلَیْهِ هُدِیَ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؏

(حدیث رواہ الترمذی والدارمی) (ترجمہ) حارث اعور کہتے ہین کہ مین ایک دن مسجد چلا گیا اتفاق سے کیا دیکھتا ہون کہ لوگ مسجد مین بیٹھے ہوئے (دنیا کی) باتین کر رہے ہین مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی آپ نے فرمایا کیا واقعی ہی لوگون نے ایسا ہی کیا مین نے کہا ہان آپ نے فرمایا مین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ قریب مین فتنے اور فساد ہون گے (یعنے بہت کچھ اختلاف اور قتل اور فساد ہوگا اور جدے جدے مذاہب نکلینگے) پھر مین حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ اون فتنون سے بچنے کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا اون سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ قرآن (پڑھے جاؤ) وہ اللہ کی ایسی کتاب ہے جس مین اگلونکے بھی قصے ہین اور آیندہ ہونے والے واقعات کی بھی خبر ہے (یعنے اگر تم کو قصے اور کہانیون سے رغبت ہے تو قرآن پاک مین اگلے انبیا کے قصص ہین اور اگر آیندہ کے حالتون سے مطلع ہونا چاہتے ہو آیندہ ہونے والے امور کی پیشین گوئیان بھی ہین یعنے آثار اور

احوال قیامت دوزخ کے عذابات اور جنت کی نعمتون کا اوس مین ذکر ہے) وہ تمہاری قضایا کے فیصل کرنیوالی کتاب ہے (جس مین کفر و ایمان حلال و حرام اور تمام شرایع اسلام اور معاملات درج ہین) وہ ایسی کتاب ہے کہ جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے جس مین کوئی بیکار لفظ نہین جس متکبر نے قرآن کو تکبر کی راہ سے نہ التفات کرکر چھوڑدیا (یعنے نہ اوس کو سمجہا نہ اوس پر عمل کیا) اللہ تعالٰے اوس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیگا (یعنے اوس کو ذلیل و خوار کردیگا اور اپنی رحمت سے اوسکو دور کردیگا) اور جس نے ہدایتِ قرآن کو چہوڑکر دوسری کتابون اور علمون مین اپنی ہدایت تلاش کی وہ گمراہ ہوگیا قرآن اللہ تعالٰے کی رسی ہے (یعنے معرفت اور تقرب الٰہی کا وہی ذریعہ ہے اور قرآن خود تمہارا حکیم ہے (یعنے تمہارے روحانی امراض کا وہی مُعالج ہے جو حکمت کی باتین اور روحانی امراض کا علاج بتلاتا ہے) اور وہی سیدہا راستہ ہے جو سعادتِ ابدی کے طرف تم سب کو لے چلتا ہے) اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جو اوس کی پیروی کرے وہ نہ خواہش نفسانی کا مطیع ہوا اور نہ باطل کے طرف اوس کا میلان ہوا (اس کا مطلب یہ ہے کہ خواہش پرست اوسکو اپنی مرضی کے موافق تغیر اور تبدیل نہین کرسکتے) اور اوس کی عبارت ایسی فصیح اور بلیغ ہے کہ دوسرے کسی زبانون مین نہین ملتی اوس کے مطالب نکالنے سے علما سیر نہین ہوتے (یعنے گوناگون مسائل اور مطالب اوس سے نکلتے چلے جاتے ہین) (ف۔ سبحان اللہ ابتک قرآن مجید کے کسقدر تفاسیر اور تراجم ہوئے اور ہر شخص نے اپنے علم سے کس کس قسم کے مطالب قرآن سے نکالے ہین ہم نے بہی سلسلہ علوم قرآن کا قایم کیا ہے اللہ تعالٰے ہی سے اسکی اجرا و تکمیل مین ہم مدد چاہتے ہین اَللّٰھُمَّ اشرح صُدُوْرَنَا بِالْقُرْاٰنِ) بار بار پڑہنے سے وہ پُرانا نہین ہوتا (یعنے ہر دفعہ پڑہنے سے جدی جدی لذت ملتی ہے

قرآن کے عجائبات کی انتہا نہین ہے انتہا اوس سے مطالب نکلے چلے جاتے ہین
جنون نے بہی جب قرآن سنا تو اوس کی عجیب و غریب عبارت پر فریفتہ ہوکر کہنے لگے
اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ یعنے قرآن عجیب و غریب کلام ہے
کہ جو ہم کو ہدایت کا راستہ بتلاتا ہے قرآن سے جس نے گفتگو کی اوس نے سچ کہا جس
نے قرآن پر عمل کیا اوس کو اجر ملا جس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا وہ عادل کہلایا
جس نے قرآن کیطرف لوگون کو بلایا وہ سیدہے راستے پر لوگون کو لے چلا اَللّٰهُمَّ
اَکْرِمْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ
وَاَحْیِ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَلَامِکَ الْقَدِیْمِ وَصَلِّ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَوْضَحَ دِیْنَکَ الْقَوِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِیْنَ سَلَکُوْا طَرِیْقَکَ الْمُسْتَقِیْمَ
دوسری مثال نہی تفریقی کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد لَا یَمْشِیَنَّ اَحَدُکُمْ
فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدٍ لِیَنْعَلْهُمَا جَمِیْعًا اَوْ لِیَخْلَعْهُمَا جَمِیْعًا تم مین سے کوئی شخص ایک جوتی
پہن کر نہ چلے پہنے تو دونون جوتیان پہنے اوتارے تو دونون اتارے (صحیحین کی یہ حدیث ہے)
ہم تلازم امر و نہی مین بیان کر چکے ہین کہ امر کو اگر ایک پہلو سے دیکہو تو نہی ہے اور نہی کو
ایک پہلو سے دیکہو تو امر ہے نہی تفریقی اور جمعی کی بہی یہی حالت ہے نہی تفریقی کے
مفہوم مخالف کو لو تو امر جمعی ہے جیسے لَا تَفَرَّقُوْا اوس کا مفہوم مخالف اِجْمَعُوْا اور وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا ہین اس کی مفہوم مخالف نہی کو لو تو لَا تَتْرُکُوا الْاِعْتِصَامَ بِحَبْلِ اللّٰهِ
نہی تفریقی ہے ناظرین کو بہت تعجب ہوگا کہ یہان لفظ تفرق سے نہی کی قسم ایک الگ نکالی
گئی ہے اگر محض الفاظ سے نہیون کے اقسام کو لیا جائے تو پہر صدہا قسمین نہی کی نکلین
گی لیکن اگر غور اور تامل سے قرآن کے مناہی پر نظر ڈوڑاؤ تو جن جن مناہی سے خدا ئے

جل شانہ نے ہمکو منع کیا ہے اون سب مناہی مین نہی تفریقی مضمر ہے کیونکہ قانون الٰہی کبھی تو مسببات سے
منع کرتا ہے کبھی اسباب سے شرک سے اللہ نے کیون منع کیا کیونکہ یہ شرک ہی کم بخت باعث تفرقہ
سے حقوق یتامی حقوق مساکین حقوق جوار حقوق اقربا ان سب کی حفاظت کا اللہ تعالی کیون حکم کیا
اور ان کے اتلاف سے اللہ نے کیون منع کیا کیونکہ ان حقوق کا اتلاف باعث تفرقہ فیما بین ہے
غیبت - زنا - چوری - مسخرگی - بدگمانی - ان سب سے کیون منع کیا کیونکہ یہی اسباب تفرق مسلمانان
سے ہے قرآن کی یہ بلاغت ہے کہ کہین اللہ تعالے اسباب سے منع کرتا ہے اور کہین اثرات سے
اگر ہم اس امر کے اثبات کے لئے بیٹھ جائین کہ سب مناہی مین نہی تفرقی کس طرح ہے تو یہ رسالہ
ہمارا جو مختصر ہے ایک بہت بڑا اطول طویل رسالہ ہو جائیگا اس لیے ہم نے نہی تفرقی پر اس قدر
بحث کی اور مسلمانون کو اس امر پر آگاہ کر دیا کہ تفرق مسلمانون کے لئے قطعاً حرام ہے اور
اجتماع مسلمانون کے لئے واجب اور فرض ہے۔

۲۹ نہی تفریقی جمعی | جس صیغہ نہی مین منہی عنہ کو الگ الگ کرنے کی بھی ممانعت ہو اور ملا کر کرنے کی بھی
ممانعت ہو تو ایسی نہی نہی تفریقی جمعی ہے جیسے وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا اے محمد تم
کسی گنہگار کی اطاعت کرو اور نہ کسی کافر کی یعنے اطاعت مین نہ دونون کو جمع کرو نہ ایک کو۔

۳۰ نہی تعددی یا انہاء متعددہ | جس جملہ مین کئی نہیان حرف عطف سے جمع ہو گئی ہون وہ نہی تعددی ہے اس کا
نام چاہے انہاء متعددہ رکھو چاہے نہی تعددی کہو ایسے متعدد نہیون کو جمع کرنے سے متکلم کا
مقصد یہ ہوتا ہے کہ مخاطب ان سب امور سے بچین جیسے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا
بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا
اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ

لَمْ یَتُبْ فَاُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ - یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۝

(حجرات ۲ع) مسلمان آپس مین ایک دوسرے کے بہائی ہین - اگر بہائیون مین کسی قسم کا رنج ہوجائے تو اونکی آپس مین میل جول کرادو اور ڈرو امر سے تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اے ایمان والو تم مین جو مرد ہون وہ دوسرے مردون پر نہ ہنسین شاید وہ لوگ جن کی ہنسی اڑائی گئی ہے وہ اللہ کے پاس اچہے ہون اور تم مین جو عورتین ہین وہ دوسری عورتون پر نہ ہنسین شاید کہ وہ عورتین جن کا ٹھٹھا اڑ ایا گیا ہے وہ اللہ کے پاس اچہے ہون اور نہ ایک دوسرے پر اشارۃً یا زبان سے طعنہ زنی کرے اور کسی ایسے برے نام یا لقب سے جس سے وہ چڑتا ہے نہ پکارو ایمان لانے کے بعد ایسی بدزبانی کی باتین کسی کے حق مین کرنا سب سے بڑی بدنامی کی بات ہے اور جو لوگ ایسی حرکتون سے توبہ نکرین وہ بڑے شریر ہین (طعنہ زنی بدزبانی مثلاً کسی مسلمان کو کہنا او فاسق یا او منافق یا او بے وقوف یا او گدہے یا اے یہودی - یا اے نصرانی یا اور اس قسم کی باتین جس سے کسی مسلمان کا دل دکہے۔

اے ایمان والو (اپنے بہائی مسلمان کے ساتہہ) بہت گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعضا گمان گناہ ہے اور کہوج نہ کیا کرو (یعنے کسی کے عیبون کی تلاش نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم مین سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردے بہائی کا گوشت کہائے (یعنے مسلمان بہائی کی عزت بمنزلہ گوشت کے ہے جب غیبت کر کے اوس کی عزت مین کوئی شخص خرابی ڈالے تو گویا اوس نے اوس کا گوشت کہایا تم ضرور ایسی باتون سے گہن کروگے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے (دیکہئے

اس آیت مین بہی امر جمعی اور نہی تفریقی کے جلوے نظر آرہے ہین اصلاح ذات البین امر جمعی ہے
تضحیک مسلمانان۔ بدزبانی۔ طعنہ زنی۔ بدگمانی غیبت۔ پڑانا ان سب مین نہی تفرقی پوشیدہ
ہے گویا یہ اسباب باعث تفرقات ہین۔ اللہ تعالےٰ نے یہان اسباب کو بیان کیا اور مراد
اوس سے سبب رکہا کیونکہ ان مناہی کا بعد امر جمعی کے آنا اس امر کو بخوبی واضح کر رہا ہے کہ یہ
امور قبیحہ باعث افساد اور نفاق اور تفرق ہین اللہ تعالےٰ سب مسلمانون کو ان بلاؤن سے بچائے

۳۱ نہی تعمیمی | جس نہی کا مورد عام ہو وہ نہی تعمیمی ہے یعنے جس نہی مین عام مسلمان شریک ہون اور
وہ حکم سب کے لئے ہو وہ نہی تعمیمی ہے جیسے وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا (البقرہ ۴ع ۲ع)
یعنے اے مسلمانون تم سب کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ کی آیتون کو ٹہٹا نہ بناؤ یعنے اوسکی
آیتون کی تعظیم کرو اور اوس کے احکام پر چلو۔

۳۲ نہی تخصیصی | جس نہی کا مورد خاص ہو وہ نہی تخصیصی ہے یعنے جو نہی کسی خاص قوم یا شخص
کے ساتہہ مختص ہو تو ایسی نہی کو نہی تخصیصی کہتے ہین جیسے وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ
اور ہم نے اون یہود سے یہ بہی کہا تہا کہ تم ہفتہ کے دن شکار ست کرو یعنے ہفتہ کے دن
شکار کی ممانعت قوم یہود کے ساتہہ خاص تہی شخص کی مثال جیسے لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ
قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (اے پیغمبر) جب تک تم پر
قرآن کا اترنا پورا نہو (یعنی وحی ختم نہو لے) اوس کے پڑہنے مین جلدی ست کرو اور خدا سے
دعا مانگو کہ اے مالک تو مجہے اور زیادہ علم دے ف۔ جب جبرئیل علیہ السلام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی آتین لاکر سناتے تو آپ اونکی قرات ختم ہونے سے پہلے اوسکو
پڑہنے لگتے شوق سے یا اس خیال سے کہ مین کہین بہول نہ جاؤن اوس وقت یہ آیت

انہی نہی تخصیصی میں بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ مورد خاص ہوتا ہے اور حکم اوسکا
عام ہوتا ہے قرآن میں بہت ساری مثالیں ایسی ہیں کہ جہاں پر مخاطب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیا گیا ہے۔ اور مراد اوس سے عام مسلمان رکھے گئے چنانچہ علم الخطابۃ من القرآن میں
اس کی تفصیل آئیگی یہاں پر بھی یہی صورت ہے کہ قرآن مجید کو جلدی جلدی نہ پڑہیں بلکہ سوچ
اور سمجھکر پڑہیں کبھی نہی تخصیصی میں مورد خاص ہی رہتا ہے عام نہیں ہوتا جیسے اوسکی مثال لا
تعد دنی النسبت گذر چکی۔

نہی کے معنوں میں علماء کا اختلاف

اس امر میں علما کا اختلاف ہے کہ کونسا معنے نہی کا حقیقی ہے اور کونسا معنی مجازی جمہور کا مذہب یہ ہے
کہ تحریم نہی کا حقیقی معنے ہے اور باقی معانی (یعنے کراہت۔ دعا۔ ارشاد۔ تنبیہ۔ تقلیل۔ ایاس
تسویہ۔ تعقیب۔ التماس۔ تذلیل۔ انذار۔ ایذان) مجازی ہیں بعض کا مذہب یہ ہے کہ
کراہت نہی کا حقیقی معنے اور باقی مجازی۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ نہی تحریم۔ کراہت۔ ارشاد
میں مشترک ہے حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر نہی کا صیغہ دلیل قطعی سے آیا ہے تو نہی تحریم
کے لئے ہے۔ اور اگر دلیل ظنی سے آیا ہے تو نہی کراہت کے لیئے ہے اب رہے نہی کے باقی اقسام
مثلاً نہی مشروطی یا غیر مشروطی نہی مقیدہ نہی مطلق نہی تخصیصی نہی تعمیمی نہی تعددی نہی تفریقی۔ نہی
جمعی نہی استمراری نہی انقطاعی سو یہ قسمیں جیسے نہی کے حقیقی معنوں میں پائی جاتی ہیں ویسا ہی نہی کے
مجازی معنوں میں بھی ہوسکتی ہیں ان میں سے ہر اک کی تفصیل ہم نے بخوف طوالت چہوڑدی ہے

احکام نہی یعنے اثرات نہی

احکام حکم کی جمع ہے یہاں پر مراد حکم سے یہ ہے کہ صیغہ نہی سے اثر کیا مرتب ہوتا ہے اور با وجود

ممانعت فعل کی اگر کوئی شخص امر منہی عنہ کا مرتکب ہو جاے تو آیا وہ فعل اوسکا بالکل باطل و ناکارہ ہی یا فاسد ہی یا صحیح ہے
اوپر ہم بیان کر چکے ہین کہ نہی کی دو صورتین ہین ایک نہی مطلق دوسری نہی مقید یہ قسمین نہی کی باعتبار کلام
نہی کی ہین یعنی اگر کلام مین شرط یا زمان یا مکان کی قید ہو تو وہ نہی مقید ہے ورنہ نہی مطلق لیکن اصولیین کی اصطلاح مین
نہی مطلق اور نہی مقید اور ہی اونکی اصطلاح مین اگر شارع نے اوسکا منہی عنہ کی فاسد ہونیکی صراحت نہین کی ہی تو ایسی نہی
نہی مطلق ہی اور اگر صراحت کر دی ہے تو نہی مقید ہے یہان نہی مطلق اور مقید سے یہی مراد ہے۔
مطلق نہی عام اس سے کہ وہ تحریمی نہی ہو یا تنزیہی اگر عبادات مین وارد ہو تو اوس سے بطلان فعل لازم آئیگا یعنی اوسکا
فعل ناکارہ ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص وقت کراہت مین نفل نماز پڑہے یا ایام ممنوعہ مین روزہ رکہے تو اوسکی نماز اور اوسکے
روزے باطل۔
مطلق نہی اگر معاملات مین ہو تو تین حال سے خالی نہین یا تو وہ نہی کسی امر کے فی نفسہ معیوب ہونیکی وجہ سے
وارد ہوئی ہے یا کسی امر داخلی کے وجہ سے یا کسی امر خارجی کی وجہ سے۔
اگر مطلق نہی کسی امر کے فی نفسہ قبیح ہونیکی وجہ سے یا کسی امر داخلی کی وجہ سے وارد ہوئی ہو تو ایسا فعل قبیح اور
ایسا معاملہ کالعدم ہی امر داخلی کی وجہ سے کوئی معاملہ ممنوع ہو اوسکی مثال جیسے آزاد شخص کی بیع ممنوع ہے اور اگر کوئی
شخص کسی آزاد شخص کو پکڑ کر فروخت کر دے تو ایسی بیع کالعدم ہے کیونکہ حر مال نہین اور بیع کیلئے دونو طرف سے مال شرط ہے
مطلق نہی اگر کسی سبب خارجی کی وجہ سے وارد ہوئی ہو تو اس صورت مین اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ وہ فعل منہی عنہا گر کر دیا جاوے
تو وہ عمل فاسد نہ ہوگا مثلاً غیر کی ملک کا پانی لیکر وضو کرنا جائز نہین کیونکہ اتلاف مال غیر ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسا
کرے تو وضو اوس کا ہو جائیگا یا مثلاً اذان جمعہ کے وقت خرید و فروخت ممنوع ہی لیکن اگر کوئی شخص باوجود ممانعت
کے فروخت کرے تو اوسکی بیع نافذ ہو جائیگی۔
امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ فرماتی ہین کہ مطلق نہی فساد فعل کو لازم نہین کرتی بلکہ بعض مناہی بطلان فعل کو لازم کرینگے۔
اور بعض فساد فعل کو یعنے اگر فعل منہی عنہ باوجود ممانعت کے صادر ہو جائے تو وہ فعل اوسکا ناکارہ نہوگا۔ اونکے پاس
مناہی کی دو قسمین ہین ایک وہ مناہی جو قبیح لنفسہ ہین جیسے زنا۔ شرک۔ کفر۔ شرب خمر وغیرہ ایسے افعال ہین کہ
انکی نہی بطلان فعل کو لازم کرتی ہے یعنی ایسے افعال باوجود ممانعت کے کئے جاوین تو وہ صحیح نہین باطل اور

ناکارہ ہین اور ایسی افعال کی نہی بمنزلہ نفی کے ہے یعنی گو کلام مین نہی کا صیغہ ہے لکن مراد اوس سے نفی ہے۔

اگر نہی ایسے مناہی پر وارد ہو جو قبیح لغیرہ ہین (یعنی فی نفسہ وہ افعال برے نہین ہین لکن امر خارجی کی وجہ سے اون مین قباحت آگئی ہے) ایسے افعال کا حکم یہ ہے کہ اون کا کرنا جائز نہین اگر باوجود ممانعت کے وہ سرزد ہوگئے تو وہ افعال ناکارہ اور باطل نہونگے اس قاعدہ کے رو سے اگر کوئی شخص ایام تشریق مین روزہ کی نذر مان لے اور روزہ رکھہ لے تو اوس کا روزہ صحیح ہوجائیگا اگر کوئی شخص اوقات مکروہہ مین نماز پڑھ لے تو نماز اوس کی صحیح ہوجائیگی لکن اوس کو ایسا کرنا نہ چاہیئے امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ نہی کسی فعل کی اوس فعل کے امکان وجود کو چاہتی ہے کیونکہ نہی اسی واسطے آئی ہے کہ جو کام انسان کرسکتا ہے اوس سے اوس کو منع کیا جائے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو تکلیف بالایطاق لازم آجائیگی اور نہی کا لانا لغو ہوگا کیونکہ منع ہم اوسی شخص کو کرینگے کہ جسکو اوس فعل کے چھوڑ دینے کی طاقت ہو اور جو فعل کر ترک کی طاقت ہی نہین رکھتا اوس کو منع کرنا ایسا ہے جیسے اندھے سے کہنا کہ تو مت دیکھہ پس قبیح لغیرہ مین اگر بعد نہی کے وہ فعل واقع ہوجائے تو اوس سے اوس فعل کا بطلان نہین لازم آتا۔ غایۃ ما فی الباب فاسد ہوگا اور فساد فعل مستلزم عدم وقوع فعل کو نہین کیونکہ سری سے اوسکی فعل کا وجود ہی نہو

امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مطلق نہی عام اس سے کہ وہ کسی امر داخلی کی وجہ سے ہو یا امر خارجی کی وجہ سے ہر صورت مین بطلان فعل کو لازم کریگی اس صورت مین امام احمد رحمہ اللہ کے پاس نہ وقت اذان کے بیع ناجائز نہی نہ غیر کے ملک سے وضو کرنا صحیح ہے لکن ایک صورت مین امام رحمہ اللہ فرماتی ہین مطلق نہی مین اگر فعل منہی عنہ مکلف سے واقع ہوجائے اور اوس منہی عنہ کی فاسد نہ ہونے پر دلیل آئی ہو تو وہ فعل فاسد نہ ہوگا مثلاً حائضہ عورت کو حالت حیض مین طلاق دینا طلاق بدعی ہے جو ممنوع ہے پھر باوجود اس ممانعت کے اگر کوئی شخص طلاق دے اور رجوع کرے تو اوسکی رجعت صحیح ہوجائیگی کیونکہ ایسی صورت مین رجوع کرنیکا حکم آگیا ہے۔

نہی اگر مقید ہے یعنی جس نہی مین منہی عنہ کی فاسد ہونیکی خود شارع علیہ السلام نے صراحت کردی ہے تو ایسی نہی پر سب علما کا اتفاق ہے کہ اگر وہ فعل منہی عنہ کیا جائے تو فاسد و باطل ہے ۔ تمت بالخیر بحمد اللہ و عونہ

وقال ربکم ادعونی أستجب لکم

دل پر درد را دوا قرآن — جان مجروح را شفا قرآن
ہر چہ جوئی ز نقش قرآن جو — کہ بود گنج علمہا قرآن

سلسلۂ علوم قرآن نمبر ۴

متعلقہ فصاحت و بلاغت

عِلمُ الدُّعاءِ مِنَ القُرآنِ

اس رسالہ میں ضرورت اور آداب اور شروط دعا سے بحث ہے اور قرآن مجید میں جو دعائیں آئی ہیں اُن کی فصاحت و بلاغت بھی بتلائی گئی ہے۔

مُؤلفہ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب (مولوی فاضل) خادم علوم کتاب و سنت

۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۳ ہجری

قد طبع فی مطبع دکن اخبار صانہا اللہ عن الشر والفتن

فہرست کتاب علم الدعا من القرآن

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ

دل پرور درا دوا قرآن — جان مجروح را شفا قرآن
ہر چہ جوئی زنص قرآن جو — کہ بود گنج علمہا قرآن

سلسلہ علوم قرآن نمبر (۴)

متعلقہ فصاحت وبلاغت

عِلْمُ الدُّعَاءِ مِنَ الْقُرْآنِ

اس رسالہ مین ضرورت اور آداب اور شروط دعا سے بحث ہی اور قرآن مجید مین
جو دعائین آئی ہین اونکی فصاحت وبلاغت بھی بتلائی گئی ہے

مُؤلفہ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب (مولوی فاضل) خادم علوم کتاب وسنت

۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۳ ہجری

قد طبع فی مطبع اختر دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن

قیمت ۱۱ / — نمبر ۱۵۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ وَھُوَ شِفَآءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ وَجَعَلَ الدُّعَاءَ مُخَّ الْعِبَادَۃِ وَھُوَ دَافِعٌ لِکُلِّ بَلَاءٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْاَصْفِیَاءِ

رسالۂ علم الدعا من القرآن سلسلۂ علوم قران کا چوتھا نمبر ہے جیسا کہ استفہام وامر ونہی انشا کی شاخین ہین ویسا ہی دعا اور ندا بھی انشا کی قسمین ہین دعا اور ندا کے لغوی معنے پکارنے کے ہین فرق دعا اور ندا مین اسی قدر ہے کہ دعا سے جو مقصود ہے وہ دعا کے ساتھ ملکر آتا ہی ندا مین یہ ضرور نہین بلکہ ندا مین حرف ندا منادے پر لاکر منادی کو اپنے طرف متوجہ کرتے ہین پھر اوس سے مطلب بیان کیا جاتا ہے غرض کہ دعا مین اور ندا مین عام وخاص من وجہ کی نسبت ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ دعا ہی ہے اور ندا بھی یا قَوْمِ مَالِیْ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْ اِلَی النَّارِ ندا ہے دعا نہین رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ دعا ہے ندا نہین دوسرا فرق دعا اور ندا مین یہ ہے کہ دعا ہمیشہ کم رتبے کا آدمی اعلی مرتبہ کے شخص سے کرتا ہے ندا مین یہ ضرور نہین تیسرا فرق یہ ہے کہ دعا قریب کے لیئے ہوتی ہے اور ندا بعید کے لئے۔ باعتبار لغوی معنے کے دعا کے مقام مین ندا اور ندا کے مقام مین دعا کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً یعنے ان کافرون کی مثال مثل چوپائے جانورون کے ہے کہ جو محض آواز ہی آواز کو سنتے ہین سمجھتے خاک بھی نہین لغت مین علاوہ پکارنے کے دعا کے اور بھی معنے ہین منجملہ اون کے ایک معنے تسمیہ ہی یعنے نام رکھنا جیسے۔ دَعَوْتُ اِبْنِیْ زَیْدًا یعنے مین نے اپنے بیٹے کا نام زید رکھا یا نام لیکر پکارنا۔ جیسے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا یعنی رسول اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اس امر کی مقتضی ہے کہ تم جیسے ایک دوسرے کا نام لیکر پکارتے ہو ویسا مت پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکر پکارو دوسرے معنے دعا کے سوال کے بھی ہین جیسے قَالُوا ادْعُ لَنَا (ای سل لنا) یعنے بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسی ہمارے لیئے

اپنے پروردگار سے پوچھو۔ کہ اوس گائے کا رنگ کیسا ہے۔

تعریف دعا ادنے مرتبے کا شخص اعلی مرتبے والے شخص سے بصیغۂ امر یا نہی جس بات کی درخواست عاجزانہ طور پر کرے دعا ہے۔

داعی جو شخص دعا کرتا ہے وہ داعی کہلاتا ہے۔

مدعا جس شخص سے بذریعۂ دعا کسی امر کی درخواست کیجاتی ہے وہ مدعو ہے۔

مدعو بہ یا مدعا دعا سے جو امر کہ مطلوب ہے وہ مدعا یا امر مطلوب یا مقصد یا مدعو بہ کہلاتا

پہلے تو ہمارا خیال تھا کہ دعا اور ندا کو ایک ہی جگہ کردین کیونکہ یہ دونون ایک دوسرے کے ہمزاد بھائی ہین لکن جب دیکھا کہ دعا اور ندا کے الگ الگ مسائل ہین اس لئے دعا کو ندا سے الگ کردیا انشاء اللہ تعالے اس کے بعد علم الندا طبع کرایا جائیگا رَبَّنَا تَقَبَّلْ دُعَاءِ۔

ضرورت دعا

ضرورت دعا دعا کے مانگنے اور نہ مانگنے مین علما کا بڑا اختلاف ہے اس بحث کو امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ہم اس کو یہان مختصر بیان کرینگے اور اوس کی ضرورت سے بھی ایک گونہ بحث کیجائیگی۔

شبہ اول بعض جہلا کہتے ہین کہ دعا سے کچھ فائدہ ہی نہین اور دعا کے مفید نہ ہونے پر یہ اولہ پیش کرتے ہین (۱) پہلی دلیل منکرین دعا کی یہ ہے کہ دعا سے جو مقصود ہے وہ اللہ تعالی کے علم مین واقع ہونے والا ہے یا نہین اگر واقع ہونے والا ہے تو وہ ضرور واقع ہوگا پھر دعا کی ضرورت نہین اگر نہین واقع ہونے والا ہے تو ضرور واقع نہ ہوگا پھر دعا مانگنا بیکار ہی

جواب شبہ اس شبہ کے دو جواب ہین پہلا جواب اس کا معارضہ بالمثل کے طریق سے ہے یعنے جس دلیل سے معترض نے اعتراض کیا ہے اوسی دلیل سے ہم اوس کا جواب دیتے ہین یعنے جیسا کہ تم مطلوب دعا کے متعلق کہتے ہو کہ آیا وہ وقوع پذیر ہے یا نہین اسیطرح ہم دعا کے مانگنے مین کلام کرینگے یعنے بندے کا دعا کے لئے اقدام کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالے کی

علم مین ہے یا نہین اگر یہ کہو کہ اللہ تعالےٰ کے علم مین ہے کہ بندہ دعا مانگے گا اور ہم اوس کی
دعا کو قبول کرینگے تو پھر بندہ ضرور دعا مانگے گا پھر ابطال دعا کو جو تم کہتے ہو غلط ہوا اور اگر
تم کہو کہ اللہ تعالےٰ کے علم مین ہے کہ بندہ دعا نہین مانگے گا تو پھر انکار دعا کی ضرورت
ہی نہین۔

دوسرا جواب | اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی کیفیت کسی کو معلوم نہین
اور عقول انسانی اوس کے علم کے احاطہ سے عاجز ہین ہوسکتا ہے کہ ہم جس مطلوب کے غیر واقع
خیال کرین وہ اللہ تعالیٰ کے علم مین دعا کی وجہ سے واقع ہونے والا ہے یا جس مطلوب کو واقع
ہونے والا قرار دین۔ وہ اللہ تعالیٰ کے علم مین عدم دعا کی وجہ سے غیر واقع ہونے والا ہو پس علم
کے ساتھ تو شبہ جب ہو سکتا کہ انسان کا علم ذات باری تعالیٰ کے علم کو محیط ہوتا اور جب انسان
کا علم ذات باری تعالیٰ کے علم کو احاطہ نہین کرسکتا تو پھر اپنے طرف سے اٹکل پچو خیال باطل
مطلوب کے وقوع اور عدم وقوع مین پکانا غلط ہوا۔

دوسرا شبہ | دوسرا شبہ مانعین دعا کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امر کو مقدر کر دیا ہے جَفَّ الْقَلَمُ
بِمَا هُوَ كَائِنٌ۔ اور جو امر مقدر ہے وہ ٹلتا نہین ضرور ہو کر رہے گا پھر دعا مانگنے سے کچھ
فائدہ نہین جیسا کہ دوسری حدیث مین آیا ہے اَرْبَعٌ قَدْ فُرِغَ الْعُمُرُ وَالرِّزْقُ وَالْخَلْقُ وَالْخُلُقُ
یعنے چار چیزون سے اللہ تعالیٰ نے فراغت حاصل کرلی ہے عمر سے رزق سے پیدایش
سے خصلت سے۔

جواب شبہ | اس شبہ کی بھی دو جواب ہین پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ شبہ جبریون کا ہے جو تعطیل اسباب
کے قائل ہین یعنے اسباب الٰہی کو بیکار سمجھتے ہین ہم اون سے سوال کرتے ہین کہ انسان
کے حق مین اللہ تعالیٰ نے سیری سیرابی۔ اولاد کو لکھہ دیا ہے وہ ضرور واقع ہوگی خواہ انسان
کھانا کھائے یا نہ کھائے پانی پیئے یا نہ پیئے نکاح کرے یا نہ کرے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ
انسان سیراب جب ہی ہوتا ہے جب پانی پیئے سیری جب ہی ہوتی ہے کہ کھانا کھائے

اولاد جب ہی ہوتی ہے جب نکاح کرے، جیسا کہ ان سب امور کے لئے اسباب مقرر کر دئے ہین ویسا ہی دفع احتیاج کے لئے اسباب مقرر کر دئے ہین مثلاً جب آدمی محتاج ہوتا ہے تو کسب معشیت پر مجبور ہوتا ہے علم سیکھتا ہے کسی فن مین کمال پیدا کرتا ہے۔ اپنے پیٹ پالنے کے لئے نوکری یا کوئی سا پیشہ اختیار کرتا ہے پس جیسے دفع حاجات کے لئے یہ امور اسباب ٹھہرے ہوئے ہین ویسا ہی ایک سبب عظیم دعا ہی ہے کہ بندہ اپنے احتیاج کو مالک حقیقی کے دربار مین پیش کرتا ہے اور یہی دعا ہے اللہ تعالےٰ اوس کے لئے اسباب مہیا کر دیتا ہے یہی قبولیت دعا ہے غرض کہ دعا کا انکار کرنا گویا اسباب سے انکار کرنا ہے اور یہ صریح البطلان ہے۔

دوسرا جواب دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے حکمت الٰہی اس امر کو چاہتی ہے کہ بندہ رجا اور خوف کے درمیان رہے کیونکہ مقام عبودیت کا یہی کمال ہے اگر باب دعا کو مسدود کر دیا جائے تو رجا اور خوف جو عبدیت کا اقتضا ہے وہ پایا نہین جاتا اگرچہ ہم اس امر کا اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو تمام چیزون کا علم ہے اور اوس کی قضا اور تقدیر سب امور پر جاری ہے باوجود ان سب باتون کے پھر ہم تکالیف شرعیہ کے مکلف ہین۔ جیسا کہ ہم باوجود تقدیر پر ایمان لانے کے اوس کے احکام کے مکلف ہین ویسا ہی ہم دعا مانگنے کے بھی مکلف ہین چنانچہ آیت اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ سے یہ حکم مترشح ہوتا ہے اسی اشکال کو صحابہ نے حضرت سے پوچھا تھا کہ جو کام کر رہے ہین آیا یہ ہماری تقدیر مین پہلے سے لکھ لئے گئے ہین اور اللہ تعالیٰ نے اون سے فراغت حاصل کر لی ہے یا بالکل نئے ہین کہ لکھے ہوئے نہین ہین آپ نے فرمایا نہین بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر فعل ہر چیز کو پہلے سے لکھ لیا ہے اور اوسی کے مطابق تم کر رہے ہو پھر صحابہ نے عرض کیا پھر ہم کس لئے کام کرین آپ نے فرمایا نہین باوجود تقدیر کا یقین رکھنے کے عمل بھی کرو کیونکہ جس عمل کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے وہی کام اوسکے لئے آسان کیا گیا ہے غرضکہ جب تقدیر کے ساتھ تدبیر اعمال کا حکم دیا گیا ہے ویسا ہی

تقدیر کے ساتھ تدبیر دعا کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

تیسرا شبہ | جبکہ اللہ تعالیٰ خود حکیم ہے اور بندون کی مصلحت سے واقف ہے پھر بندے کا دعا مانگنا بے کار ہے کیونکہ اگر اجراے مطلوب مین مصلحت خداوندی ہوگی تو حسب اقتضاے حکیم جاری ہوکر رہیگی خواہ دعا مانگی جائے یا نہ مانگی جاے اور اگر مصلحت نہ ہوگی نہ جاری ہوگی۔

جواب شبہ | یہ اعتراض بھی کچھ نہین ہوسکتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت دعا کے ساتھ مرتبط ہو یعنے اللہ تعالیٰ نے مصلحت کو دعا کے ساتھ معلق کردیا ہو کہ بندہ جب دعا مانگے گا ہم اوس کی دعا کو قبول کرینگے اگر اوس مین مصلحت سمجھینگے تو نافذ کرینگے نہین تو نہین۔

چوتھا شبہ | عقل سے اور احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ صدیقین کا مرتبہ بوجہ رضا بالقضاے آلہی اعلیٰ درجہ کا مرتبہ ہے کیونکہ اوس مین بندے کا الدہی کی مرضی پر رہنا ہے برخلاف دعا کے اسمین بندہ اپنے مقصد کے موافق کسی امر کو چاہتا ہے خواہ وہ رضاے آلہی کے موافق ہو یا نہ ہو اس لئے دعا کی ضرورت نہین۔

جواب شبہ | ہم مانتے ہین کہ رضا بالقضاے آلہی اعلیٰ درجہ کا مقام ہے لکن دعا کا مانگنا رضا بالقضاے آلہی کے منافی نہین ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی دعا کے ساتھ ہو دوسرے یہ کہ دعا مین اپنی مذلت اور مسکنت کا اظہار ہے جو کمال عبدیت کا اقتضا ہے اور عدم دعا مین ایک طرح کا استکبار ہے جو عبدیت کے منافی ہے لہذا اگر اظہار مذلت کے بعد رضا بالقضاے آلہی کا مقام حاصل ہو وہ بدرجہ اولیٰ اتم اور اکمل ہے کہ جسمین صرف رضا ہی رضا ہو کیونکہ دعا مین مقام عبدیت اور مقام رضا دونون حاصل ہونگے۔

قبولیت دعا کے متعلق مختصر بحث اور اوس کا جواب

قبولیت دعا اور عدم قبولیت دعا سے پہلے اس امر کو جاننا چاہیئے کہ اجابت دعا کیا چیز ہے اللہ تعالےٰ کا وہ سچا وعدہ جس مین خلاف نہ ہو اجابت دعا ہے اب رہا قضاے حاجت یعنی مقصد کا پورا ہونا سو یہ امر دیگر ہے بندے کا کام اپنے مالک سے دعا مانگنا

یعنے عرض مطلب کرنا خدائے تعالی اوسکا کام اجابت دعا ہے یعنے اوسکے مطلب کو سن لینا غرض کہ ہر دعا کے ساتھہ اجابت دعا ہے لکن ہر دعا کے ساتھہ قضاے حاجت ضروری نہین چونکہ انسان کے مزاج مین جلدی ہے (خلق الانسان عجولاً) اس لئے دعا کے بعد جب کام نہو تو جہٹ کہہ بیٹھتا ہے کہ دعا قبول نہین ہوی حالانکہ دعا قبول ہوگئی لکن مقصد براری نہین ہوئی غرضکہ قضائے حاجت سر دست نہونے کے کئی اسباب ہوتے ہین یا تو یہ کہ اللہ تعالی داعی کو اوس مطلب کا اہل نہین سمجہتا یا یہ کہ اوس دعا کے خلاف مدعا مین مصلحت ہوتی ہے یا یہ کہ اوس حاجت کا وقت نہین آتا یا وہ دعا آخرت کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا اللہ تعالے کو خود بندے کی الحاح اور زاری اور التجا پسند آتی ہے اس لئے اوس کی حاجت کے نفاذ مین دیری ہوتی ہے نقل ہے کہ ایک دن بغداد مین قحط ہوا خلیفہ نے مسلمانون کو حکم کیا کہ شہر سے باہر نکلکر پانی کے لئے دعا مانگین سب مسلمان باہر نکلکر دعا مانگے پانی نہین پڑا یہود کو حکم ہوا کہ وہ نکلکر دعا مانگین سب یہود نے ملکر دعا مانگی پانی برسا خلیفہ سخت متحیر ہوا سب علما سے اس کا جواب مانگا گیا کسی نے کچھ جواب نہین دیا سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم مسلمانون کی جماعت کو اللہ تعالی نے دین اسلام کی وجہ سے پسند کرلیا ہے اور اسی محبت کیوجہ سے ہمکو اپنے دروازے سے الگ نہین کیا چونکہ اللہ تعالے کو ہمارا گڑگڑانا اور مانگنا پسند آتا ہے اس وجہ سے ہماری حاجت کو پورا نہ کیا اور یہود بے بہبود چونکہ مبغوض ہین اس واسطے اللہ تعالی جلدی اونکی حاجت کو پورا کرکے اونکو اپنے دروازے سے الگ کردیا بہلا اوس شخص کا مرتبہ افضل ہوسکتا ہے جو باب شاہی پر کھڑا ہوا ہے یا اوس شخص کا جو کچھہ دے کر ہنکا دیا گیا ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا قیام چار امور پر ہے ایک علما کے علم پر دوسرے امرا کے عدل پر تیسرے امرا کے سخاوت پر چوتھے فقرا کی دعا پر۔

اشکال آیت اُدْعُونِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور آیت اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ سے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کو قبول کرتا ہے حالانکہ بسا اوقات داعی دعا مانگتا ہے لیکن اوس کا کام نہین ہوتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مقبول نہین ہوئی پس دعا کا مقبول نہونا آیت کے خلاف ہوا۔

جواب اشکال | پہلا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ آیت اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ گو مطلق ہے لیکن مراد اوس سے مُقَیَّد ہے یعنے اجابت دعا مقید بمشیت ہے جیسے آیت بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَاءَ سے معلوم ہوتا ہے یعنے مصیبت کے وقت تم اوسی سے دعا مانگتے ہو اگر اللہ چاہے تو جس مصیبت کے دور کرنے کے لئے تم دعا کرتے ہو اللہ اوس مصیبت کو دور کر دے آیت اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا مطلب بھی یہی ہے یعنے تم دعا مانگو اگر ہم چاہینگے اور مصلحت سمجھینگے تو قبول کر کے حاجت کو پورا کرینگے اگر مصلحت نہین سمجھینگے تو حاجت کا نفاذ نہوگا۔

دوسرا جواب | اس اشکال کا دوسرا جواب قبولیت کے معنے پر موقوف ہے یعنے اگر قبولیت کے معنے سننے کے ہین تو بیشک اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا سنتا ہے اگر قبولیت کے معنے اوس دعا کا معاوضہ دینا ہے تو اس اعتبار سے اللہ تعالےٰ ہر دعا کا معاوضہ دیتا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے دَعْوَۃُ الْمُسْلِمِ لَا تُرَدُّ اِلَّا لِاَحَدٰی ثَلٰثٍ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَۃِ رَحِمٍ یعنے مسلمان کی دعا کبھی رد نہین ہوتی بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے یا تو اوسی وقت اوس کو دنیا مین اوسکا معاوضہ ملجاتا ہے یا اوس کا کام ہو جاتا ہے یا آخرت مین ذخیرہ ہوکر رہتی ہے یا کم از کم اوس دعا کی برکت سے کوئی بُرائی دور ہو جاتی ہے۔

تیسرا جواب | دعا اور اجابت دعا کی توضیح معنے کے ساتھ یہ اشکال حل ہو سکتا ہے۔ دعا کے معنے توحید اور ثنائے باری تعالیٰ کے بھی ہین جیسے بندے کا یہ کہنا یا اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اور حمد و ثنا کو دعا اس وجہ سے کہتے ہین کہ دعا مین بھی بندہ اللہ سے التجا کرتا ہے اور ثنا مین بندہ اللہ کو پکارتا ہے اب رہا دعا سے اصطلاحی اسمین عرض مطلب ہوتی

اور دعا کا لغوی معنے محض پکارنا ہے عرض مطلب ہو یا نہ ہو غرضکہ تحمید و ثنا بھی ایک طرح کی دعا ہے
اور ایسی دعا جس مین ثنا ہو اوس کے قبول کرنے کو اجابت دعا کہتے ہین کلام مین کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک لفظ کے دو معنے ہوتے ہین اور ہر ایک معنے دوسرے
کے لازم اور ملزوم ہوتے ہین تو ایک معنے کہکر دوسرا معنے مراد لے سکتے ہین یہان
پر بھی اجابت کے دو معنے ہین ایک معنی سُن لینا دوسرا حاجت کو پورا کرنا کبھی کلام مین
اجابت کا لفظ کہا جاتا ہے اور مراد اوس سے سماع رکھتے ہین آیت اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ
سے یہی مراد ہے یعنے تم ہماری تحمید اور ثنا کرو اور ہمکو پکارو یا ہم سے مانگو ہم تمہاری
تحمید اور ثنا اور التجا کو سنتے ہین اور کبھی سماع کا لفظ کہا جاتا ہے اور مراد اوس سے
قبول ہوتا ہے جیسا کہ نماز مین نمازی کا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اس کا مطلب یہ ہے
کہ نمازی نے جو تحمید اور ثنا قیام مین کہی اللہ تعالی نے اوس کی تحمید کو قبول کر لیا غرضکہ دعا
اور اجابت دعا کے اگر یہ معنے لئے جاوین تو اشکال بالکل حل ہو جاتا ہے -

چوتھا جواب چوتھا جواب اس اشکال کا یہ بھی ہے جیسا کہ دعا کے آداب ہین ویسا ہی
داعی کے بھی آداب ہین منجملہ آداب داعی کے ایک ادب داعی کا یہ بھی ہے کہ اپنے مالک
حقیقی کو جس سے دعا مانگتا ہے یہ بھی جانے کہ وہ کئی اوصاف سے موصوف ہے منجملہ
اوصاف الہی کے یہ بھی وصف اوس کا ہے کہ وہ اوس فعل کو کرتا ہے کہ جو قضا و قدر
اور اوس کے حکمت کے موافق ہو اور اوس فعل کو نہین کرتا جو قضا اور تقدیر کے موافق
نہ ہو جب داعی یہ سمجھکر دعا کریگا تو اوس کو اجابت دعا کا یقین ہو جائیگا کیونکہ اگر اوس کا مدعا
حاصل ہو گیا تو وہ سمجھہ لیگا کہ یہ مطلب میرا جناب باری کے مصلحت کے موافق تھا
اس لئے نافذ ہو گیا اور اگر مطلب حاصل نہ ہوا تو سمجھہ جائے گا کہ اللہ تعالے کے تقدیر
اور مصلحت کے موافق نہین تھا اس لئے نہین ہوا -

پانچوان جواب اس اشکال کا یہ بھی جواب ہوسکتا ہے کہ دعا کے معنے عبادت کے لئے جاوین

یعنے اُدْعُونِی کے معنے اُعْبُدُونِی کے ہین یعنے تم میری عبادت کرو اور اَسْتَجِبْ لَکُمْ کے معنے اوس عبادت کا ثواب دینا اور اوس پر اجر جمیل عطا فرمانا سو ذات باری تعالےٰ ہر اطاعت گزار بندون کو اجر و ثواب دیتا ہے جیسے کہ دوسری آیت سے اس کی توضیح ہوتی ہے وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ یعنے اللہ تعالیٰ ایماندارون اور نیکوکارون کو اون کے ایمان اور نیکی کا اجر دیتا ہے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا فرماتا ہے۔

دعا کے نہ قبول ہونے کے وجوہ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ ابراہیم بن ادہمؒ سے کسی نے پوچھا کہ ہم دعا مانگتے ہین ہماری دعا قبول کیون نہین ہوتی حالانکہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اونہون نے کہا کہ دعا زندہ دلون کی قبول ہوتی ہے اور تمہارے دل مردہ ہین مردہ دلون کی دعا کیون قبول ہو پھر اون سے پوچھا گیا کہ دلون کے مردہ ہونے کے اسباب کیا ہین اونہون نے کہا کہ تمہارے دل پانچ وجہون سے مردہ ہو گئے ہین اوّل تو یہ کہ تم اللہ پر ایمان لائے اور اوس کو پہچانا لیکن اوس پر جیسا کہ چاہیئے ویسا بھروسہ نہین کیا۔ دوسرے یہ کہ تم قرآن پڑھتے ہو لکن اوس کے حدود کی حفاظت نہین کرتے یعنے اوس کے احکام پر نہین چلتے۔ تیسرے یہ کہ تم اس امر کے مدعی ہو کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہین لکن تم نے نبی کریم کی سنت کو چھوڑ دیا ہے چوتھے یہ کہ تم کہتے ہو کہ شیطان ہمارا دشمن ہے لکن تم دشمن کی موافقت کرتے ہو پھر تم یہ کہتے ہو کہ ہم کو دوزخ کا خوف ہے پھر باوجود خوف کے تم اپنے کو دوزخ کا کندہ بناتے ہو پھر تم یہ بھی کہتے ہو کہ ہم جنت کو چاہتے ہین لکن تم جنتیون کے سے کام نہین کرتے پھر تمہاری یہ حالت ہے کہ جب تم اپنی مجلسون سے اوٹھتے ہو تو اپنے عیبون کو بالائے طاق رکھتے ہو اور لوگون کے عیبون کو بیان کرتے ہو یہ سب تمہاری بدکاریون نے خدا کو

غضبناک کر دیا ہے باوجود ایسے افعال کے تمہاری دعا اللہ تعالیٰ کیسے قبول کرے۔

دعا کے شروط

اس بیان مین جہان تک ہوسکا ہم نے دعا کے شروط اور آداب قرآن سے لئے ہین اور جو شروط اور آداب قرآن سے ہمکو نہین ملے وہان پر ہم نے احادیث سے آداب دعا کو مستنبط کیا کیونکہ سلسلہ علوم قرآن حتی الامکان قرآن سے احکام کو مستنبط کرے گا لکن اگر کوئی مسئلہ قرآن سے ہم کو بین نہین ملے گا تو حسب آیت وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا پر عمل پیرا ہو کر حدیث سی استنباط کرینگے دعا کے سات شروط ہین

(۱) پہلی شرط دعا کی یہ ہے کہ انسان کا کھانا پینا لباس حلال کمائی سے ہو کیونکہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص مسافر پریشان حال غبار آلودہ اپنے ہاتھون کو آسمان کے طرف اٹھاتا ہے اور یا رَبِّ یا رَبِّ کہتا ہے حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اوس کا کھانا اور کمائی حرام غذا سے ہے پھر بھلا ایسے شخص کی دعا کیسے قبول ہو اکل حلال کے لئے اللہ تعالےٰ خود قرآن پاک مین ارشاد فرماتا ہے کُلُوا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ یعنے ہم نے جو چیزین تم کو دین ہین اوس مین سے اچھی پاکیزہ چیزین کھاؤ اور ظاہر ہے کہ حرام طیب نہین ہے اور حلال طیب ہے لَا یَسْتَوِی الْخَبِیثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَکَ کَثْرَةُ الْخَبِیثِ (مایدہ ۱۳ع) پاکیزہ اور غیر پاکیزہ دونون برابر نہین ہو سکتے گو پلید کتنا ہی بہت ہو پلید ہی پلید ہے وہ اچھا نہین ہوسکتا۔

(۲) دوسری شرط دعا کی طہارت کاملہ ہے یعنے ظاہری طہارت بھی ہو (یعنے جنبی اور بے وضو نہ ہو اور باطنی طہارت بھی ہو) یعنے دل مین کینہ اور نفاق اور حسد اور ریا نہ ہو طہارت کا ثبوت قرآن سے ہے إِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِینَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِینَ (بقرہ ع) اللہ توبہ کرنے والون کو اور پاک رہنے والون کو دوست رکھتا ہے حدیث شریف سے

ثبوت طہارت کا ابو درداکی روایت سے ملتا ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے پھر دو رکعتین پڑہے اور اپنے پرور دگار سے دعا مانگے اللہ تعالٰے اوس کی دعا کو یا تو اوسی وقت قبول کرکے اوس کا مقصد جاری کرتا ہے یا اوس کی نفاذ مین تاخیر کرتا ہے جب مصلحت سمجھتا ہے جب پورا کرتا ہے۔

(۳) تیسری شرط دعا کی یہ ہے کہ اپنے گناہون کی معافی چاہے اور اپنے قصورون کا اعتراف کرے اور اگر کسی کا مظلمہ اوس کے ذمہ ہو تو اوس کو چکا لے کیونکہ اللہ تعالٰے سورۂ نوح مین ارشاد فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (سورہ نوح) نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تم اپنے گناہون کی معافی چاہو کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا ہے اگر تم اپنے گناہون کی مغفرت مانگتے رہوگے تو اللہ برکت سے اور اپنی عطیات سے آسمان کے دہانے تم پر کہول دیگا اور مال اور بیٹون سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ تیار کرے گا اور نہرین عطا فرمائے گا اور سورۂ آل عمران مین ہے وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (آل عمران ۱۴ع) بہشت اون لوگون کے لئے تیار کی گئی ہے کہ جن سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہون کی بخشش چاہتے ہین (یعنے گناہ پر شرمندہ ہوتے ہین) اور اللہ کے سوا کون ہے جو اونکے گناہون کو بخشے اور اپنے برے کامون پر جان بوجھ کر ہٹ دہرمی نہین کرتے اور سورۂ تحریم مین ہے تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اللہ کی جناب مین توبہ نصوح کرو یعنے اخلاص کے ساتھ توبہ کرو۔

(۴) چوتھی شرط دعا کی اخلاص ہے یعنے دعا جو مانگے وہ خلوص دل سے بلا شائبہ ریا اور شرک کے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ۔ اللہ سے دعا مانگو اخلاص کے ساتھ

(۵) پانچوین شرط دعا کی یہ ہے کہ حضور قلب سے دعا مانگے اور اجابت دعا کا دلین یقین رکھے کیونکہ امام احمد نے عمدہ سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی آدم کے دل مثل ظروف کے ہین بعض دل زیادہ مخلص اور احفظ ہوتے ہین بہ نسبت بعض کے اے لوگو جب تم اللہ سے کوئی چیز مانگو تو اجابت دعا کا یقین رکھ کے مانگو کیونکہ اللہ تعالی ایسے شخص کی دعا نہین قبول کرتا جو قلب غافل سے دعا مانگے اور آیت وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ بھی اسی کیطرف اشارہ کر رہی ہے۔

(۶) چھٹی شرط دعا کی ادب اور اظہار مذلت اور خشوع اور خضوع ہے یعنے خدا کا خوف کر کے عاجزی اور فروتنی سے دعا مانگے کیونکہ اللہ تعالی اگلے انبیاؤن کی فضیلت مین بیان فرمایا ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ یعنے وہ لوگ نیک کامون مین جلدی کرتے تھے اور ہم سے چو مانگتے خواہش کر کے اور ڈر کر مانگتے تھے اور ہمارے آگے فروتنی سے دبے ہوے رہتے تھے۔ (انبیاء ع)

(۷) ساتوین شرط دعا کی عزیمت ہے یعنے قطعی طور پر یہ کہہ کر مانگے کہ اے اللہ تو میرے اس کام کو کر دے یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے۔ فَلْيَجْزِمِ الْمَسْئَلَةَ اي يجدفيها وَيَقْطَعْهَا یعنے مانگنے مین کوشش کرو اور قطعی طور پر مانگو۔

دعا کے آداب

(۱) دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیکی کا کام کرنا کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے عمل صالح وسیلہ ہوتا ہے اجابت دعا کا جیسا کہ بخاری شریف مین عبد اللہ بن عمر سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے تین شخص راستے سے جارہے تھے اتنے مین بارش زور کی آئی تینون پہاڑ کے ایک درے مین گھس گئے اتفاقاً پہاڑ کی ایک چٹان غار کے منہ پر آگری غار کا منہ بند ہو گیا اب آپس مین ایک دوسرے سے صلاح کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے تینون کی یہ رائے ٹھیری کہ جو کوئی نیکی کا کام اخلاص

کی راہ سے کیا ہے اوسی کو وسیلہ گردان کر جناب باری مین دعا کرو شاید کہ اللہ تعالیٰ اس بلا سے
نجات دے ایک نے اون مین سے کہا کہ اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے کہ میرے ماں باپ بوڑہے
ضعیف تھے اور میرے چہوٹے بچے بھی تھے مین اون کی پرورش کے لئے جانورون کو
چراتا جب شام کو آتا تو مین دودہ اون جانورون کا دُہتا اپنے بچون سے پہلے اپنے ماں باپ کو
پلاتا ایک دن ایسا ہوا کہ میرے جانور دُور دُور کہین چرنے کے لئے چلے گئے مین بہت
رات گئے آیا دیکھا تو میرے ماں باپ سو گئے ہین اونکو جگانا مناسب نہین سمجھا اور اپنے
بچون کو دودہ پلادون اور ماں باپ بہوکے رہین یہ بھی مناسب نہین خیال کیا وہ رات بھر
میرے پاؤن پر لوٹتے اور دودہ مانگتے رہے مین صبح تک اوسی حالت سے رہا جب صبح
ہوئی تو پہلے ماں باپ کو پلایا بعدہ بچون کو دیا اے اللہ اگر مین اس عمل کو خالصاً لوجہ اللہ کیا
ہون تو تو اس مصیبت کو دور کر دے خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ تھوڑا سا حصہ اوس چٹان کا
غار سے ہٹ گیا دوسرے شخص نے یہ دعا کی کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میری ایک
چچیری بہن تھی مین اوس پر فریفتہ ہوگیا یہان تک کہ مین نے اوس سے وصال کی خواہش
کی اوس نے سو اشرفیان مجھہ سے مانگین مین محنت مزدوری کر کے سو اشرفیان جمع کین اور اوسکو
دینے کے لئے لے گیا جب مین اوس سے صحبت کرنیکا ارادہ کیا تو اوس نے کہا اے بندے
تو اللہ سے ڈر اور خلاف شرع مجھہ سے زنا مت کر مین جھٹ اوٹھہ کھڑا ہوا اے اللہ
اگر مین اس فعل کو خالصاً لوجہ اللہ کیا ہون تو اس مصیبت کو ہم سے دور کر دے چنانچہ اس
کہنے سے چٹان اور ہٹ گئی تیسرے شخص نے کہا اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے مین نے
ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا جب وہ اپنی مزدوری سے فارغ ہوا تو کہنے لگا میری مزدوری
دلاؤ مین جو کچھہ غلہ اوس کی مزدوری مین ٹھیرا تھا اوسے دینے لگا اوس نے لینے سے انکار کیا
اور چلا گیا مین اوس غلہ کو زراعت مین لگایا چنانچہ اوس غلہ سے بہت کچھ نفع ہوا یہان تک
کہ مین نے اوس سے گائے بیل اور چرواہے خریدے پھر ایک زمانہ کے بعد وہی مزدور آیا

اور کہا میری مزدوری دلا دیجئے اور میرا حق مت مارے مین نے کہا کہ یہ سب گائے اور
چرواہے اور غلہ لے لے یہ سب تیرے غلہ سے ہوئے ہین اوس نے کہا اللہ سے ڈر
اور میرے ساتھ دلگی مت کر مین نے کہا نہین یہ سب تمہارے ہین مین ٹھٹے سے نہین کہتا
چنانچہ سب مین نے اوس کو دیدیئے اے اللہ اگر مین نے یہ کام خالصاً للہ کیا ہون تو تو
اس مصیبت کو دور کر دے چنانچہ وہ چٹان پوری ہٹ گئی غار کا منہ کہل گیا تینون خیر وعافیت
سے نکل آئے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے کوئی عمل صالح کرنا چاہئے
(۲) دعا مانگنے کے وقت بھوکا ہو کیونکہ سیری عقل کو بگاڑتی ہے اور دلون کو مردہ کرتی ہے
حدیث شریف مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے دلون کو بہت کہانے
اور بہت پینے سے مت مارو کیونکہ دل کی مثال مثل کہیتی کے ہے اگر اوس مین پانی مناسب
پڑا تو کہیتی اچھی رہتی ہے اگر پانی زیادہ ہوا تو کہیتی بگڑ جاتی ہے۔
(۳) دعا مانگنے کے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھنا کیونکہ نماز مین قبلہ کی طرف متوجہ ہونا واجب ہے
اور خارج از نماز قبلہ کیطرف منہ کر کے دعا مانگنا مستحب ہے غرضکہ استقبال قبلہ کا حکم قرآن سے
مستنبط ہوتا ہے قولہ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ (بقرہ ع)
اے محمد تم اپنا منہ مسجد حرام کیطرف کرو اور اے مسلمانو تم جہان کہین ہو نماز مین اپنا منہ
مسجد حرام کیطرف پہیرو (بقرہ ۱۷ع)
(۴) دوزانو ہو کر بیٹھنا کیونکہ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین دوزانو ہو کر
بیٹھتے تھے تو خدائے تعالے کے دربار مین بھی دوزانو ہو کر بیٹھے اور قرآن کی آیت سے
دوزانو ہو کر بیٹھنے کا ثبوت اشارۃً ملتا ہے وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً اور قیامت کے دن
اے محمد تم ہر امت کو دیکھوگے کہ دوزانو مودب بیٹھے ہوے ہوگی اور ہر ایک امت
اپنے نامہ اعمال دیکھنے کے لئے بلائی جائیگی۔
(۵) دعا سے پہلے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہنا چنانچہ قرآن کی آیت سے

اس کا حکم نکلتا ہے وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (نحل ۳ ع)
جب اے محمد تم قران پڑہو تو شیطان رجیم سے پناہ مانگو یعنے یہ کہو کہ اے اللہ ہمکو شیطان رجیم
کے وسوسون سے بچالے جب مطلق قرآن کے لئے تعوذ شرط ہے تو ادعیہ قرانیہ کے لئے
تعوذ کیون نہ ہو۔

(۶) تعوذ کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے اس کا ثبوت بھی متعدد آیات قرآنی سے
ملتا ہے جیسے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (علق ۱ ع) اے محمد تم اپنے پروردگار خالق
کا نام لیکر پڑہو اور دوسری آیت وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا (مزمل ۱ ع) اور
اپنے پروردگار کے نام کو یاد کرا اور سب چیزون سے قطع کرکے اوسی کے طرف اپنا دل لگا
اور حدیث مین بھی آیا ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَءْ بِاسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ یعنی جو مہتم بالشان
کام اللہ کی نام سے نہ شروع کیا جائے وہ ناقص اور مقطوع ہے اب دعا سے بڑہ کر کون
مہتم بالشان امر ہوگا۔

(۷) تحمید ذات باری تعالیٰ یعنے دعا سے پہلے یا تو سورۂ فاتحہ پڑہنا یا مطلقاً حمد و ثنائے
ذات باری تعالیٰ کرنا جبکہ قرآن مجید سورۂ فاتحہ سے شروع ہوا ہے تو ادعیہ قرانیہ کیون تحمید
سے نہ ہو چنانچہ دوسری روایت کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَءْ بِحَمْدِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ بھی آئی ہے۔

(۸) بعد تحمید کے تسبیح کہے یعنے یا تو مختصر سبحان اللہ پر اکتفا کرے یا جیسے نماز مین
سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ پڑہتے ہین ویسا پڑہے یا دعا سے
پہلے تسبیح و تقدس ذات باری تعالیٰ بجالائے اور اس کا ثبوت بھی متعدد آیات سے ملتا ہے
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ یعنے اپنے پروردگار کی تسبیح اور تقدس کرو۔

(۹) اول و آخر دعا کے درود شریف پڑہنا جیسا کہ مطلقاً درود شریف منجر الی الثواب ہے تو
ویسا ہی دعا کیوقت درود شریف پڑہنا موجب استجابۃ دعا ہے چنانچہ ایک حدیث مین آیا ہے
کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص درود شریف بھیجتا ہے تو مین بھی اوسکے لئے

دعا کرتا ہون وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ درود شریف کا حکم نص قرآنی سے ہے یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اے ایمان والو تم اپنے نبی پر درود وسلام بہیجو۔

(۱۰) دونون ہاتھون کو مثل فقیرون کے جناب باری مین پہیلا کر عرض حاجت کرنا کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے مالک بن یسار سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اللہ سے دعا مانگو تو ہتیلیون کو پہیلا کر دعا مانگو اور جب فارغ ہو تو اپنے ہتیلیون کو منہ پر مل لو۔ رواہ احمد وابوداؤد۔ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

(۱۰) دعا مین تکرار ہو یعنے بار بار مانگی جائے کیونکہ ابن عدی نے کتاب کامل مین ابن مسعود سے روایت کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی اون لوگون کو دوست رکہتا ہے جو دعا مین الحاح کرتے ہین اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت جب دعا مانگتے تو تین مرتبہ مانگتے۔

(۱۱) دعا مین سوال ایسا نہ ہو جو باعث گناہ یا قطع رحم ہو مثلاً یہ کہے کہ میرا سودی روپیہ مل جائے یا فلان شخص اپنے بہائی یا قرابت دار سے جدا ہو جائے کیونکہ حدیث مین ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دعا بندے کی قبول ہوتی ہے بشرطیکہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ مانگی ہو۔

(۱۲) دعا مین سجع اور قافیہ بندی سے پرہیز کرے (یعنے قصداً مسجع اور مقفی عبارت بنا کر دعا نہ مانگے۔

(۱۳) ایسی دعاؤن کو جو قرآن و حدیث مین آئی ہین (یعنے دعائے ماثورہ) پڑہے۔

(۱۴) دعائین ایسی مانگے جو جامع ہون قرآن و حدیث کی دعاؤن مین اگر غور کروگے تو اکثر دعائین جامع ملینگین۔

(۱۵) ضروری فرایض کو چہوڑ کر دعا نہ مانگے۔

(۱۶) اگر امام ہو تو دعا مین اپنی تخصیص نکرے مثلاً یہ نہ کہے کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ بلکہ کہے اللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا غرضکہ جمع کا صیغہ دعا مین لائے کیونکہ ایک اعرابی آیا اور اوس نے اپنی دعا مین کہا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو خدا کی رحمت کو جو وسیع تھی تنگ کر دیا اور روکدیا بلکہ یون کہہ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنَا۔

قبولیت دعا

(۱۷) قبولیت دعا سے پہلے اسباب قبولیت دعا کو فراہم کرنا یعنے خدا کے اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے باز رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی اوسی کی بات مانتا ہے جو اوس کی بات مانے اور اس کا ثبوت آیت اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (بقرہ ۲۳ع) سے ہے جب دعا کرنیوالا مجھکو پکارتا ہے تو مین اوسکی دعا کو قبول کرتا ہون بندون کو چاہیئے کہ اجابت دعا کو مجھ سے چاہین اور میرے پر ایمان لائین یعنے مجھ ہی پر بھروسہ کرین تاکہ اونکو ہدایت ملے۔ یعنے جب مین نے اون کو ایمان اور اطاعت کے طرف بلایا ہے تو اونکو بھی چاہیئے میرے اوامر کی اطاعت کرین اور نواہی سے باز رہین جب وہ میری سنینگے تو مین بھی اونکی سنون گا۔ جب وہ میری نہین سنتے تو مین کیون اون کی سنون۔

(۱۸) اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اوس کے صفات کو وسیلہ ٹھیراکر دعا مانگنا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہین اونکو وسیلہ ٹھیراکر دعا مانگو (اعراف ۲۲ع)

(۱۹) انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ ٹھیراکر دعا مانگنا کیونکہ ترمذی مین عثمان بن حنیف سے روایت ہے۔ کہ ایک اندھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مبارک مین آیا اور کہا یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا کرو مجھے بینائی آجائے آپ نے فرمایا تو جا اور وضو کر پھر دو رکعت پڑھکر یہ دعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اَنْ تَقْضِیْ حَاجَتِیْ) چنانچہ اوس نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ

فضل سے اوس کی بینائی آگئی

(۲۰) اولیاء اللہ اور صالح بندون کے وسیلہ سے دعا مانگنا کیونکہ ایک دفعہ مدینہ مین قحط ہوا حضرت عمرؓ نے دعا مانگی اللھم انا نتوسل بعم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خوب بارش ہوی۔

(۲۱) توسل باعمال صالحہ چنانچہ اس کے متعلق حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

(۲۲) اوقات اجابت دعا مین دعا مانگنا چنانچہ اس کی تفصیل آگے آتی ہے

(۲۳) دعا سے فارغ ہونے کے بعد دونون ہاتھون کو منہ پر مل لے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فاذا فرغتم فامسحوا بہا وجوھکم یعنے جب تم دعا سے فارغ ہو تو اپنے ہاتھون کو منہ پر مل لو یہ اشارہ ہے ایک تفاؤل نیک پر یعنے بندے کے ہاتھ برکات آسمانی اور فیوضات ربانی سے مملو ہین گویا اوس کو اپنے مالک سے استجابت دعا کی قوی امید ہوگئی ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ مین نے اپنے مالک حقیقی سے جو کچھ کہ مانگا اوس کو مالک نے دیدیا اوسکو مین تبرکاً اپنے آنکھون پر رکھتا ہون اور منہ سے چومتا ہون اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ بادشاہان مجازی کے پاس سے کوئی عطیہ ملتا ہے تو سر اور آنکھون پر رکھا جاتا ہے ویسا ہی ہاتھون کا منہ پر رکھنا ہے۔

(۲۴) قبولیت دعا مین جلدی نہ مچائے یعنے یہ نہ کہے کہ مین نے دعا مانگی اور ابھی تک میرا کام نہوا کیونکہ صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بندہ بہتری مین رہے گا بشرطیکہ استجابتہ دعا مین جلدی نہ کرے صحابہ نے کہا یا نبی اللہ جلدی کرنے کے کیا معنے ہین آپ نے فرمایا یہ نہ کہے کہ مینے دعا کی تھی قبول نہین ہوئی کیونکہ اللہ تعالے دعا سب کی قبول کرتا ہے لکن اوس کام کے نفاذ مین بوجہ مصلحت کے دیری ہوتی ہے یا تو ذات باری تعالی اوس بندے کو اوس کا اہل نہین سمجھتا یا اوس کام کو ایک وقت پر اظہار کرتا ہے یا آخرت مین اوس کو اوس کا

ثمرہ ملتا ہے۔

اوقات اجابت دعا

جیسا کہ دعا مانگنے کے آداب و شروط ہین ویسا ہی قبولیت دعا کے اوقات بھی ہین مندرجہ ذیل اوقات مین دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱) رمضان کے مہینے مین کیونکہ رمضان ایسا مبارک مہینا ہے کہ اوسی مہینے مین قرآن ایکدم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا اور پھر وہان سے یوماً فیوماً بقدر ضرورت نازل ہوتا رہا جیسا کہ آیت قرآنی سے معلوم ہوتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (بقرہ ۲۳ع) اور دوسری حدیث مین ہے مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ یعنے جو شخص رمضان کے مہینے مین ایمان اور بطلب ثواب قیام لیل کیا تو اللہ تعالیٰ اوس کے اگلے گناہ بخشدیتا ہے اب رہا اجابۃ تو اوس کے بعد ہی کی آیت سے مستنبط ہوتا ہے أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ جب مجھہ سے مانگنے والا مانگتا ہے تو مین اوس کے دعا کو قبول کرتا ہون جب کہ مطلق داعی کی دعا کو قبولیت ہے تو رمضان مین بدرجہ اولیٰ قبولیت دعا کو دخل ہوگا۔

(۲) شب قدر مین جیسا کہ آیت إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ آتارا ہم نے قرآن کو شب قدر مین اے محمد تم کیا جانتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے شب قدر وہ رات ہے جو ہزار مہینون سے بہتر ہے اجب قرآن شب قدر مین نازل ہوا تو ادعیہ قرآن بھی شب قدر مین پڑہی جاوین تو انسب للاجابۃ ہوگین لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر اسی وجہ سے کہتے ہین کہ دوسری راتون سے ہزار درجہ مرتبہ مین بڑہی ہوئی ہے یا اس وجہ سے اوسکو لیلۃ القدر کہتے ہین کہ اوس مین موت اور اجل اور رزق کا اندازہ کیا جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ اوس رات مین طاعات اور عبادات کو بہ نسبت اور ایام کی زیادہ فضیلت ہے اور قبولیت کو بھی اس رات مین زیادہ دخل ہے

(۳) عرفہ کے دن کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے خیر الدعاء دعاء یوم عرفہ بہتر دعا وہ ہے جو عرفات مین مانگی جائے۔

(۴) جمعہ کی رات مین کیونکہ ایک روایت مین آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضؓ سے فرمایا جمعہ کی رات مین ایک ساعت ہے اگر اوس ساعت مین دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔

(۵) جمعہ کے دن مین کیونکہ ایک روایت مین آیا ہے اچھا دن جسمین آفتاب طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔

(۶) آدہی رات مین کیونکہ ابی امامہ سے مروی ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کونسی دعا سنی جاتی ہے آپ نے فرمایا آدہی رات کی اور فرض نمازون کے بعد جو دعا مانگی جائے۔

(۷) پچھلی رات مین کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اللہ تعالیٰ ہر رات مین آسمان دنیا کے طرف نزول فرماتا ہے جب پچھلی رات کا تہائی حصہ باقی رہجاتا ہے تو کہتا ہے کون شخص دعا مانگتا ہے تاکہ مین اوس کی دعا کو قبول کرون کون شخص مجھ سے مغفرت چاہتا ہے مین اوس کی مغفرت کرون۔

(۸) جمعہ کے دن ایک ساعت ہے جسمین دعا قبول ہوتی ہے اب اوس کے تعین مین علما کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے ختم نماز جمعہ تک بعضون نے کہا نہین جمعہ کی نماز شروع ہونے سے ختم نماز جمعہ تک بعضون نے کہا نہین جمعہ کی نماز شروع ہونے سے سلام تک بعض کہتے ہین جمعہ کے دن مین عصر سے لیکر غروب آفتاب تک بعض روایت مین جمعہ کے دن طلوع فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک۔

دعا کن حالتون مین قبول ہوتی ہے

(۱) اذان کے وقت کیونکہ حدیث مین سہل بن سعد سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو وقت کی دعا کبھی رد نہین ایک اذان کے وقت ایک قتال کفار

کے وقت

(۲) اذان اور اقامت کے درمیان اس لئے کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور اقامت کے درمیان کبھی دعا
رد نہین ہوتی صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ اوس وقت ہم کونسی دعا مانگین آپ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگو۔

(۳) اگر مصیبت زدہ شخص بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ وَحَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے دعا مانگے کیونکہ
حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ جب موذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے
کہل جاتے ہین اور دعا قبول کی جاتی ہے جب کسی کو مصیبت درپیش آسے یا کسی قسم
کی تکلیف ہو تو موذن کی اذان کا انتظار کرے جب موذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تو یہ بھی اللہ اکبر
کہے جب وہ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے تو یہ بھی کہے جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح
کہے تو یہ بھی کہے جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو یہ بھی کہے بعد ختم اذان کے یہ دعا مانگے
اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ الصَّادِقَۃِ الْمُسْتَجَابِ بِہَا دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَکَلِمَۃُ
التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْہَا وَاَمِتْنَا عَلَیْہَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خَیْرِ اَھْلِہَا اَحْیَاءً وَّاَمْوَاتًا
پھر اوس کے بعد اپنی حاجت مانگے

(۴) اقامت کے وقت کیونکہ ایک حدیث مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اقامت کی تکبیر کہی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے
قبولیت کے لئے کہل جاتے ہین۔

(۵) جب صفین قتال فی سبیل اللہ کے لئے قایم ہون کیونکہ اس کا ثبوت سورہ صف سے
ملتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ
مَّرْصُوْصٌ (صف ع ۱)

(۶) سجدے کی حالت مین کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ بندہ سجدے کی حالت مین اپنے مالک سے بہت قریب ہوتا ہے پس سجدے کی حالت مین کثرت سے دعا مانگو (مسلم)۔

(۷) قرآن کریم کی تلاوت کے بعد کیونکہ ترمذی مین عمران بن حصین سے مروی ہے وہ ایک قاری قرآن پر گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا اور لوگون سے مانگ رہا تھا اونہون نے اوس کی راہ سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ کہا پھر کہنے لگے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جو شخص قرآن پڑھے وہ قرآن پڑھکر اللہ ہی سے مانگے کیونکہ قریب مین ایسی قوم آئیگی جو قرآن پڑھے گی اور لوگون سے مانگی گی

(۸) جب امام وَلَا الضَّآلِّیۡن کہے تو مقتدی آمین کہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اوس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہین پس جسکا آمین کہنا ملائکہ کے آمین کے ساتھ ملجاتا ہے تو اوسکی اگلے گناہ بخشدئے جاتے ہین موطا مین ایک روایت آئی ہے کہ حضرت وَلَا الضَّآلِّیۡن کے بعد اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ (اٰمِیۡن) فرماتے۔

(۹) زمزم شریف کا پانی پینے کے وقت کیونکہ ابن عباس سے روایت آئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زمزم شریف کا پانی جس نیت سے پیتا ہے اللہ تعالیٰ اوس نیت کو پورا کرتا ہے اگر کوئی بیمار بہ نیت شفا پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس کی بیماری کو دور کر دیتا ہے اگر کوئی بھوکا سیری کی نیت سے پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس کو سیر کر دیتا ہے اگر کوئی شخص پیاس بجھنے کی نیت سے پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوس کو سیراب کر دیتا ہے زمزم شریف کے کوئین کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ وہ حضرت ہاجرہ اور اسمعیل کے پانی پینے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ٹھوکر سے پھوٹ نکلا تھا حاکم نے اپنی روایت مین اس قدر اور زیادہ کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ سے اوس وقت وساوس شیطانی سے پناہ چاہکر پیا جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اوس کو وسوسون سے بچا لیتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ جب پیتے تو

یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ

(۱۰) مرغ جس وقت بانگ دیتا ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے فضل اور رحمت کے امیدوار ہو کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھہ کر بانگ دیتا ہے اور جب گدہے کی آواز سنو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھہ کر چلاتا ہے۔

(۱۱) جب مسلمانوں کا اجتماع کسی ذکر یا نصیحت یا وعظ کے لئے ہو کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتوں سے وہ محفل بھر جاتی ہے اور رحمت الٰہی اونکو ڈہانک لیتی ہے۔

(۱۲) جب میت کی آنکھین آسمان کو لگ جائین اور اوس کے آنکھین بند کرنے کے بعد اگر دعا مانگے تو اوس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ صحیح مین ام سلمہ کی حدیث سے روایت ہے جب ابو سلمہ کی وفات ہوئی تو حضرت تشریف لائے آنکھین پہٹ کر آسمان کو لگ گئی تھین آپ نے اونکی آنکھین مینچ دین اور آپ نے فرمایا جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو اوس کے پیچھے آنکھین لگ جاتی ہین اون کے اہل وعیال نے رونا شروع کیا آپ نے فرمایا تم ایسے وقت مین اونکے لئے اور اپنے لئے دعائے خیر مانگو کیونکہ جو کچھہ تم اس وقت کہو گے فرشتے آمین کہتے جائینگے پھر آپ نے ابو سلمہ کے لئے یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ ایسی دعا پر کیون نہ رشک کیا جائے کاش یہ کاتب الحروف ابو سلمہ کی جگہ پر ہوتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عاصی کے لئے دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔

(۱۳) جب میت کو سکرات ہونے لگے کیونکہ نسائی مین ابوہریرہؓ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت مرنے کی قریب ہوتا ہے تو فرشتے آتے ہین

ایسے وقت مین دعا بھی قبول ہوتی ہے

(۱۴) بارش کے وقت چنانچہ امام شافعی نے کتاب الاُم مین ذکر کیا ہے کہ دعا پانی پڑنے کے وقت مقبول ہوتی ہے اور حصن حصین مین بھی ذکر آیا ہے۔

(۱۵) خانہ کعبہ کے دیکھنے کے وقت چنانچہ طبرانی نے روایت کیا ہے ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ مسلمان کی دعا خانہ کعبہ کے دیکھنے کے وقت مقبول ہوتی ہے۔

(۱۶) سورہ انعام کی پڑھنے کی حالت مین جلالتین کے درمیان اس سورہ پاک مین اللہ تعالےٰ کا اسم مبارک دو مرتبہ آیا ہے اور وہ آیت یہ ہے وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔

(۱۷) فرض نمازون کے بعد کیونکہ ابن السنی اور ابو الشیخ اور ابن نجار نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو بندہ مومن ہر نماز کے پیچھے اپنے ہاتھون کو پھیلا کر یہ کہتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِلٰهِىْ وَاِلٰهَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَاِلٰهَ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ اَسْئَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِىْ فَاِنِّىْ مُضْطَرٌّ وَاَنْ تَعْصِمَنِىْ فِىْ دِيْنِىْ فَاِنِّىْ مُبْتَلًى وَاَنْ تَنَالَنِىْ بِرَحْمَتِكَ فَاِنِّىْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِىْ عَنِّى الْفَقْرَ فَاِنِّىْ مُسْكِيْنٌ اللہ تعالیٰ اوسکو کبھی نامراد نہین کرتا۔ آج کل اس مسئلہ مین بعض لوگون نے بڑا غلو کیا ہے وہ کہتے ہین کہ فرض نمازون کے بعد ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہین ملتا اس لئے اس کی کچھ ضرورت نہین لکن اگر سب احادیث کو دیکھا جائے اور حضرت کے ادعیہ کو تلاش کیا جائے تو اکثر ہاتھ اوٹھا کر دعا آپ نے مانگی ہے اور جب خود حضرت ارشاد فرماتے ہین اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ چنانچہ یہ حدیث کنز العمال مین بھی ہے یعنے جب تم اللہ سے مانگو تو ہتیلیون کو پھیلا کر دعا مانگو اور اذا لتعمیم کے لئے ہے تو اوس سے صاف حکم مستنبط ہوتا ہے کہ خارج از نماز مین جب دعا مانگی جائے تو ہاتون کو اوٹھا کر دعا مانگی جائے دوسرے جب اللہ تعالےٰ قرآن مین فرماتا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِىُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

اللہ کی ذات غنی ہے اور تم سب محتاج ہو تو ہم کو بھی چاہیے اپنے عرض مطلب کے لئے اپنے
مالک حقیقی کے سامنے مثل فقیرون اور محتاجون کے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگین اور نماز پڑھکر اپنے
عرض حاجت کے لئے ہاتھ نہ پھیلانا ایک طرح کا استکبار ہے جو بندون کے خلاف شان ہے

اماکن الاجابۃ یعنے دعا کہان کہان مقبول ہوتی ہے

(۱) مَطاف مین یعنے خانہ کعبہ کے طواف کے مقام مین وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ــــ
(س ع ج) اور طواف کرین اوس قدیم گھر کا اور ظاہر ہے کہ طواف مین تسبیح اور تکبیر اور تہلیل
کی جاتی ہے اور دعا مانگی جاتی ہے۔
(۲) مقام مُلْتَزَم مین یعنے دروازہ خانہ کعبہ اور حجر اسود کے درمیان جو مقام ہے کیونکہ حبیب
بن صہبان سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین عمر بن خطاب کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے
اور خانہ کعبہ اور رکن کے درمیان یا مقام ابراہیم اور دروازۂ خانہ کعبہ کے درمیان یہ دعا
مانگتے ہوئے دیکھا رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
(کنز العمال) اور طبرانی مین ابن عباس سے روایت آئی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے ملتزم ہے جو کوئی آفت زدہ دعا مانگتا ہے
اللہ تعالیٰ اوس کو آفت سے نجات دیتا ہے۔
(۳) میزاب رحمت کے نیچے یعنے حطیم کے اندر کیونکہ بقول صحیح حطیم بھی مطاف مین داخل ہے
(۴) زمزم شریف کے کوئین کے پاس چنانچہ اس کے متعلق اوپر ذکر آچکا ہے۔
(۵) خانہ کعبہ کے اندر کیونکہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے
تو آپ نے اوس کے سب جوانب مین دعا مانگی (صحیح مسلم)
(۶) صفا اور مروہ پہاڑ پر جیسا کہ آیت سے مستنبط ہوتا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ
(۷) صفا اور مروہ پہاڑ کے درمیان سعی کی حالت مین کیونکہ جب صفا اور مروہ پہاڑون
کے درمیان دوڑتے ہین تو تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کہتے ہین اور یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور اون کے علاوہ اور دعائین بھی مانگ سکتا ہے۔

(۸) مقام ابراہیم کے پیچھے اس کا ثبوت بھی قرآن سے ملتا ہے وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى تعیین مقام ابراہیم مین بہت سارے احادیث آے ہین لکن احادیث صحیحہ سے یہ پتا چلتا ہے کہ مقام ابراہیم اوس پتھر کا نام ہے کہ جس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کہڑے ہوکر خانہ کعبہ کی دیوارین اٹھارہے تھے جیسا کہ بخاری شریف مین ابن عباس سے مروی ہے کہ مقام ابراہیمؑ وہ پتھر تھا جو دیوار خانہ کعبہ سے ملی تھا سب سے پہلے اوس پتھر کو عمر بن الخطاب نے نقل کرا کے دوسرے مقام پر وہین رکھا دیا چنانچہ اس روایت کو عبد الرزاق نے اور بیہقی نے بسند صحیح نقل کیا ہے اب اس مین علما کا اختلاف ہے کہ مُصَلًّی سے کیا مطلب ہے بعض کہتے ہین کہ مشاعر اور مشاہد حج ہین بعضون نے کہا کہ مُصَلًّی سے مدعا ہے یعنے دعا کا مقام یعنے دعا وہان پر مانگو بعضون نے کہا کہ مصلی سے مراد قبلہ ہے یعنے اوس مقام کو کہ جس مقام پر کہڑے ہوکر ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بنا رہے تھے اوس مقام کو اپنا قبلہ قرار دو۔

(۹) عرفات مین وَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ طبرانی نے اپنی کتاب اوسط اور کبیر مین بسند صحیح ذکر کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا کے لئے سات مقام پر ہاتھ اٹھائے جائین (۱) جب نماز شروع ہو (۲) جب مسجد حرام مین داخل ہو (۳) جب خانہ کعبہ کو دیکھو (۴) جب صفا یا مروہ پہاڑ پر کہڑے ہو (۵) جب لوگ عرفات کے میدان مین جمع ہون (۶) مزدلفہ مین (۷) جمرۂ ثلثہ کے مقام مین یعنے جہان پر شیطان کو کنکریان مارتے ہین۔

(۱۰) صاحب نزول الابرار اور مصنف حصن حصین کہتے ہین کہ یہ امر کئی دفعہ آزمایا گیا ہے کہ ان کے علاوہ اور مقامات مین بھی دعا مقبول ہوتی ہے مسجد نبوی مین مسجد حرام مین مسجد

بیت المقدس مین جلالتین کے درمیان۔ طواف مین ملتزم کے پاس۔ قبور انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس اور خاصکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف کے پاس اور اس کا بھی تجربہ ہے کہ قبور اولیاء اللہ اور قبور صالحین کے پاس بھی دعا قبول ہوتی ہے۔

دعا کن کن لوگون کی قبول ہوتی ہے

(۱) انبیا علیہم الصلوٰۃ کی دعا اپنی امت کے لئے اس کے ثبوت مین متعدد آیات آئے ہین
(۲) مضطر مصیبت زدہ کی دعا چنانچہ اس کا ثبوت آیت قرانی سے ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (سورہ نمل ع) جب مصیبت زدہ دعا مانگتا ہے تو سوائے خدا کے کون شخص اوسکی دعا کو سنتا ہے اور اوس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔
(۳) امام عادل کی دعا (۴) مسافر کی دعا (۵) والدین کی دعا اپنے اولاد کے لئے چنانچہ ان تینون شخصون کی دعا کے قبول ہونے کا ثبوت حدیث شریف سے آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصون کی دعا قبول ہونے مین کسی طرح کا شک نہین ایک مظلوم کی دعا دوسرے مسافر کی دعا تیسرے امام عادل کی دعا ایک روایت مین والدین کی دعا کا بھی ذکر آیا۔
(۶) جب کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے لئے غائبانہ دعا کرے اور اس پر یہ آیت دلیل ہے وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ اور نبی کریم کو ارشاد ہوتا ہے۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور نوح علیہ السلام نے دعا مانگی تھی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔
(۷) توبہ کرنے والے کی دعا اس کا ثبوت اس آیت سے ہے وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ جو شخص توبہ کرے اللہ تعالیٰ اوس کے طرف متوجہ ہوتا ہے اور حدیث شریف

مین آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن اور رات مین اللہ تعالی کے بندے
آزاد ہوتے ہین اور ہر بندے کی دعا مستجاب ہوتی اور خاصکر وہ شخص جو اپنے گناہون سے
توبہ کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا
اوس نے گناہ کیا ہی نہین

(۷) جو شخص رات کو جاگتا ہے اور تہجد کی نماز گذارتا ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے
جو شخص رات کو جاگے اور وضو کرکے یہ کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ تو اللہ تعالے اوس کے گناہون کو
بخشدیتا ہے اور جو کچھ دعا مانگے اللہ تعالی اوس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو نماز پڑہی
جاوے وہ نماز اوس کی مقبول ہوتی ہے۔

(۸) روزہ دار کی دعا جس وقت روزہ افطار کرے (ترمذی ابن ماجہ)

(۹) حاجی جب حج سے واپس ہو۔ جامع ابی منصور

(۱۰) مستجاب الدعوات شخص (یعنی وہ شخص کہ جس کی دعا قبول ہوتی ہے)

اللہ تبارک وتعالی کا اسم اعظم

اللہ تعالی کے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے بارے مین بہت سارے احادیث
آئے ہین چنانچہ احادیث متعددہ سے یہ امر ثابت ہوا ہے کہ جو شخص اللہ تعالے کا نام
(جو اسم اعظم ہے) پڑہکر دعا مانگے تو اللہ تعالی اوس کی دعا قبول فرماتا ہے لکن اب اوسکی
تعین مین علما کا اختلاف ہے حاکم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالے
کا اسم اعظم لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ہے اور مصنف
ابن ابی شیبہ مین یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ
اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور ایک

روایت میں ابن حبان کی یہ آئی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اور ایک روایت میں وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَکَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اور ایک روایت میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہے اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم اعظم ان آیتوں میں ہے وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ قاسم کہتے ہیں کہ میرے پاس وہ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہیں یہ کہتا ہوں کہ ہر مسلمان کو جب کوئی سخت مشکل پیش آئے تو وضو کرے اور دو رکعت نفل پڑھے پھر (۷) مرتبہ درود شریف پڑھے بعد اس کے رو بقبلہ ہو کر بیٹھے پھر بعد اوس کے اس دعا کے وسیلہ سے اپنے مطلب کو اللہ تعالیٰ سے مانگے پھر بعد ختم کے (۷) بار درود شریف پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ اوس کی مقصد کو پورا کرے گا مگر احتیاط رکھے کہ بغیر ضرورت شدید کے ایسا نہ کرے اور گناہ کے کام اور حقیر کاموں کے لئے اور کسی مسلمان کو ضرر پہنچانے کیلئے یہ دعا نہ کرے اور نہ انتظام عالم میں دخل دے مثلاً سلطنت یا ملک یا بادشاہ کے بدلنے یا تباہ ہونے کے لئے نہ پڑھے ورنہ نفع کے بدلے نقصان کا اندیشہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الٓمّٓ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ تُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ

الحیَّ مِنَ المیّتِ وَ تُخرِجُ المیّتَ مِنَ الحیِّ وَ تَرزُقُ مَن تَشَآءُ بِغَیرِ حِسابٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ سُبحانَکَ اِنّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسْاَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الحَمدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ الحَنّانُ المَنّانُ بَدِیعُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ یَا ذَا الجَلالِ وَالاِکرَامِ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسْاَلُکَ بِاَنّی اَشھَدُ اِنَّکَ اَنتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ الاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِی لَم یَلِد وَلَم یُولَد وَلَم یَکُن لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسْاَلُکَ بِاِسمِکَ الطّاھِرِ الطَّیِّبِ المُبَارَکِ الاَحَبِّ اِلَیکَ الَّذِی اِذَا دُعِیتَ بِہٖ اَجَبتَ وَاِذَا سُئِلتَ بِہٖ اَعطَیتَ وَاِذَا استُرحِمتَ بِہٖ رَحِمتَ وَاِذَا استُفرِجتَ بِہٖ فَرَّجتَ اَللّٰھُمَّ اِنّی اَدعُوکَ وَاَدعُوکَ الرَّحمٰنَ وَاَدعُوکَ البَرَّ الرَّحِیمَ وَاَدعُوکَ بِاَسمَآئِکَ الحُسنٰی کُلِّھَا مَا عَلِمتُ مِنھَا وَمَا لَم اَعلَم یَا رَبِّ یَا رَبِّ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ العَرشِ العَظِیمِ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ المَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوحِ۔

اس کے بعد اپنی حاجت کہے۔ اب یہاں سے ہم قرآن کے ادعیہ کو شروع کرتے ہیں اور ہر ایک دعا کی فصاحت و بلاغت بھی بیان کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی دعائیں

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ مٰلِکِ یَومِ الدِّینِ اِیَّاکَ نَعبُدُ وَاِیَّاکَ نَستَعِینُ اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم غَیرِ المَغضُوبِ عَلَیھِم وَلَا الضَّآلِّینَ۔ اٰمین۔ ترجمہ۔ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود کے شر اور وسوسوں سے میں اس سورہ کو شروع کرتا ہوں اللہ کا نام لیکر جو بڑا مہربان اور نہایت رحیم ہے انصاف کے دن کا مالک وہی ہے ہم تیرے ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھہی سے مدد چاہتے ہیں ہم کو اون لوگوں کی سیدھے راستہ پر چلا جن پر

دعاء صبح

فضل نازل ہوا۔ اون لوگون کے راستہ پر جن پر تیرا عتاب اور غصہ نازل ہوا۔ نہ اون لوگون کا راستہ جو راہ حق سے بہک گئے یعنے ہم کو یہود اور نصارے کے راستہ پر مت لیچل اس سورت مین دعا تو صرف (اہدنا الصراط المستقیم ہے) لکن اس سورت مین چند آداب دعا کا استنباط نکلتا ہے اس لئے ہم نے اس کو پورا لکھا کہ انسان دعا مانگنے سے پہلے تعوذ پڑہے پھر تحمید ذات باری تعالیٰ کرے پھر عرض مطلب بیان کرے (ابلاغت) اس دعا مین شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب بندے نے خدا کی تحمید کی اور اپنی عبودیت کا جملہ ایاکَ) سے اعتراف کیا تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بندہ ہدایت پر ہے پھر (اہدنا سے دعا مانگنا تحصیل حاصل ہے جواب شبہ یہان پر حاصل الگ ہے اور مطلوب الگ۔ ہدایت اگرچہ حاصل ہے لکن جملہ اہدنا مین قائل نے محض ہدایت مراد نہین رکھی ہے بلکہ مزید ہدایت مراد رکھی ہے یا ہدایت پر ثابت قدم رہنا مراد رکھا ہے کیونکہ ہدایت کا صلہ لام سے ہوتا ہے یا الیٰ سے تو اوسکی معنے ہوتے ہین صرف راستہ بتانے کے جیسے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور جہان پر ہدایت کا کوئی صلہ نہ ہو اور وہ بنفسہ متعدی ہو تو وہان ہدایت کے معنے ایصال الی المطلوب کے ہوتے ہین یعنے اے مالک ہمارا مطلوب یہ ہے کہ ہم منزل مقصود تک پہونچ جائین اور تیرے نبی کے ہدایت پر قایم رہین یہ ہم تجھی سے مانگتے ہین تو ہی ہم کو ہمارے منزل مقصود تک پہونچا یعنے اپنی معرفت اور محبت عطا کر۔

صراط کی اصل سراط ہے جس کے اصل معنے نگلنے کے ہین چونکہ راستہ مسافرون کو اپنی منہ مین لیتا ہے یا یہ کہ مسافر راستہ کو طی کرتا ہے تو گویا اوس کو نگلتا ہے اس مناسبت سے صراط کو صراط کہتے ہین مُسْتَقِیْم کے معنے سیدہا جسمین کسی قسم کی کجی نہ ہو اور وہ افراط اور تفریط سے بالکل خالی ہو جابر کہتے ہین کہ اس سے مراد دین اسلام ہے عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہین قرآن ہے بعضون نے کہا اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے ابوالعالیہ کہتے ہین

کہ جس طریقہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہین فضیل بن عیاض
کہتے ہین حج کا راستہ بعضون نے کہا کہ وہ راستہ جس سے خلقت ملے ابن عباس اللہ تعالیٰ کی تفسیر
بیان کرتے ہین (اے اللہ جو تیرا دین حق ہے اوسکو ہمارے دل مین ڈال اور ہمکو اوس راہ سے
سے بچالے) مین کہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے خود اوسکی تفسیر بیان کردی ہے یعنے جو منعم علیہم صدیقین
اور شہدا اور صالحین ہین اون کے راستہ کی ہمکو توفیق دے یہود جو مغضوب علیہم ہین
اور نصاری جو بہٹکے ہوئے ہین اون کے راستے سے ہمکو بچالے۔

(۲) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا - قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۔ (۸ ع بقرہ)

جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اللہ تم کو ایک گائے ذبح کرنیکا حکم
دیتا ہے اون کی قوم نے کہا کیا تم ہمکو بناتے ہو یعنے ہمارے ساتھ دلگی کرتے ہو (موسیٰ علیہ السلام
نے کہا) خدا کی پناہ اس سے کہ مین نادان ہون یعنے زمرہ جہلا مین ہونے سے مین پناہ چاہتا
ہون (شان نزول) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیون مین ایک خون ہو گیا تھا
اوس کے قاتل کا پتہ نہین چلتا تھا اوس کے وارث ہر کسی پر دعویٰ کرتے حضرت موسیٰ سے اسکا
استغاثہ کیا حضرت موسیٰ نے دعا کی حکم ہوا کہ ایک گائے کو ذبح کرکے اوس کی کوئی بھی ہڈی
مردے کو چھوا دو وہ زندہ ہو کر خود اپنے قاتل کو بتادے گا اس پر موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے
سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام ہم سے دلگی کرتے ہین حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ مین جہالت سے
پناہ چاہتا ہون جو کچھ حکم ربی ہوا ہے مین اوسکو سناتا ہون اس قصہ سے مقصود یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ جس طرح سے اوس مردہ کو زندہ کر دیا اوسی طرح اور مردون کو زندہ کرے گا چنانچہ
یہ قصہ اثبات قیامت کے لئے لایا گیا ہے خیر یہان پر ہمکو اس کی تفصیلی بحث سے مطلب
نہین ہے جہان پر معجزات سے عقلی بحث کرینگے وہان اسکی باریکیان کو بھی بتادینگے ہمکو تو صرف
یہان دعائے اعوذ باللہ کی بلاغت بیان کرنا مقصود ہے جو ہمارا اصل موضوع ہے

چونکہ یہ آیت دعاء یہ قصد طلب تھی اس لئے اوپر سے لکھی گئی ہے (بلاغت) یہ جملہ تعوذ جو ایک طرح سے قوم کے سوال کا جواب بھی ہے اور تعوذ بھی موسیٰ علیہ السلام نے جب کہا جبکہ انکی قوم نے اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا کہا یعنے ایسے موسیٰ جو تم گائے کے ذبح کرنے کے لئے کہتے ہو ہمارے ساتھ دلگی کر رہے ہو اور ہمکو بنا رہے ہو موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہین بلکہ مین تو دلگی سے پناہ مانگتا ہون اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کو اوس کے جواب مین یہ کہنا چاہیئے تھا لا اَسْتَهْزِءُ بِكُمْ یا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ یہان اس کو نہ کہہ کر اعوذ باللہ من الجاہلین کہا اس مین بلاغت یہ رکھی کہ ہنسی یا دلگی مین آدمی جو مشغول ہوتا ہے وہ بسبب جہالت کے مشغول ہوتا ہے کیونکہ سبب مسخرگی کا جہالت ہے اور منصب نبوت اس امر کا مقتضی نہین ہے کہ دلگی پر اقدام کیا جائے کیونکہ ٹھٹا یا دلگی کرنا انبیا کی شان سے بعید ہے یعنے ٹھٹا کرنا تو کجا جو دلگی کا سبب جہالت ہے اوس سے بھی مین پناہ مانگتا ہون جیسے کہتے ہین کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَدَمِ الْعَقْلِ وَغَلَبَةِ الْهَوٰى غرضکہ اس دعا مین مُسبّب (استہزا) کو چھوڑ کر سبب (جہل) کو بیان کیا تاکہ کمال مبالغہ عدم استہزا مین ثابت ہو کیونکہ سبب کے نفی ہونے سے مسبب کی بھی نفی ہو جائیگی اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کے لیے جہالت اور دلگی دونون بُرے ہین۔ اچھا تو اب دوسرا شبہ ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام صرف اس قدر کہدے ہوتے اعوذ باللہ من الجہل اتنا طول جملہ کیون بیان کیا اس کا جواب یہ ہے کہ مین کیا ٹھٹا کرون مین تو ٹھٹے کرنے والون کے زمرہ مین شمار ہونے سے بھی پناہ مانگتا ہون جیسے کہتے ہین کہ خدا ایسی صحبت سے بچائے۔

دوسری بلاغت اس مین یہ رکھی گئی ہے کہ جب مین اس امر کو جانتا ہون کہ دین مین ٹھٹا کرنا ایک بہت بڑی وعید اور عذاب کا موجب ہے پھر مین بھلا تم سے کیون ٹھٹا کرنے لگا بعضون نے کہا کہ نہین جہل بمعنے ٹھٹے کے بھی آیا ہے کیونکہ بعض اہل لغۃ نے کہا ہے جیسا کہ جہل علم کا ضد ہے ویسا ہی حلم کا بھی ضد ہے غرضکہ موسیٰ علیہ السلام نے اس قول

مین دعا بھی مانگی اور جواب بھی دیا اور اس امر کو بتلا دیا کہ ہٹنا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۔ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

(۱۵-ع بقرہ)

اور (اے محمد بنی اسرائیل کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب ابراہیم اور (انکے ساتھ) اسمٰعیل (دونوں) خانہ کعبہ کی بنیادیں اوٹھا رہے تھے (اور یہ دعائیں مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ خدمت) قبول کر بیشک تو ہی (دعا کا) سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے اور اے ہمارے پروردگار ہمکو اپنا (بندہ) فرمان بردار بنا اور ہماری نسل مین ایک گروہ پیدا کر جو تیرا مطیع اور فرمانبردار ہو اور ہمکو اپنے گھر کے عبادت کے طریقے بتا اور ہمارے قصوروں سے در گزر کر بیشک تو ہی بڑا در گزر کرنے والا مہربان ہے اور اے ہمارے پروردگار (ان کے والوں مین) ان ہی مین سے ایک رسول بھیج جو تیری آیتین پڑھ کر سنائے اور اونکو کتاب آسمانی اور حکمت کی باتین سکھلائے اور اونکو (عیوب نفسانی سے) پاک اور ستھرا کرے بیشک تو ہی با اختیار اور صاحب تدبیر ہے۔

(بلاغت) یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے جب مانگی جبکہ خانہ کعبہ بن چکا تھا کیونکہ امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ آیت (اذ یرفع الی آخرہٖ) اگرچہ تلاوت مین موخر ہے لیکن معنے کے اعتبار سے مقدم ہے اس دعا سے ابراہیم علیہ السلام کی غرض یہ تھی کہ شہر مکہ ایک ایسا شہر تھا جہان نہ کچھ کھیتی ہوتی تھی اور نہ وہان کوئی درخت اوگتا تھا اگر امن نہ ہوتا تو اطراف و اکناف سے غلہ وغیرہ کیونکر آتا لوگون کی زندگی دشوار ہوجاتی اس لئے پہلے امن کی دعا مانگی اب اس مین مفسرین کا اختلاف ہے کہ امن کے کیا معنے ہین بعضون نے کہا اس سے مراد خوف سے بچاو ہے بعضون نے کہا امن قحط سے ہے قاضی ابوبکر رازی کہتے ہین کہ یہان مراد امن سے قتل سے بچنا ہے کیونکہ اگر امن من القحط مراد ہوتا تو وارزق اھلہ من الثمرات سے دعا مانگنے کی ضرورت ہی کیا ہوتی - اب رہا یہ امر کہ امن کی اضافت بلد کے طرف کیون کی گئی یہان پر مجاز کیا گیا یعنے ظرف کہا اور اوس سے مراد مظروف رکھا جیسے کہتے ہین عیشۃ راضیۃ حالانکہ عیش مرضیہ ہوتی ہے یعنے اے اللہ یہان کے رہنے والونکو سب بلاؤن اور آفتون سے بچالے - چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول کرلیا اور اپنے فضل و کرم سے شہر مکہ کو باعث امن کردیا جو کوئی وہان جاکر ٹھہرجاتا ہے وہ امن اور چین سے رہتا ہے کوئی اوسکو قتل نہین کرسکتا نہ اوس کو مار سکتا ہے دوسری دعا (وارزق الخ) بھی قبول ہوگئی جب اونہون نے یہ دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے زمین طائف کو فلسطین سے لاکر یہان پر رکھا چنانچہ مکہ معظمہ مین جو کچھہ میوہ وغیرہ آتا ہے وہ طایف سے آتا ہے اب ابراہیم علیہ السلام نے من امن منھم باللہ والیوم الآخر کی تخصیص اس وجہ سے کی کہ جب اونہون نے اپنی منصب نبوت اور امامت کے لئے یہ دعا کی کہ اپنے اولاد مین رہے تو اللہ تعالیٰ نے کہا لا ینال عھدی الظّٰلمین - یعنے منصب نبوت اور امامت ایک ایسا منصب ہے جو گنہگارون اور ظالمون کو نہین ملسکتا ہے اس سے ابراہیم علیہ السلام سمجھہ گئے کہ رزق بھی اللہ جو دیگا تو مومنین ہی کو دیگا اس لئے اونہون نے رزق کے دینے کیلئے

مومنین کو خاص کیا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رزق ایک ایسی چیز ہے جسکی رحمت کافر اور مومن سب کو ہونا چاہیے اس لئے جو کافر ہین اونکو بھی ہم رزق دینگے پھر عذاب دوزخ کیطرف لیجائینگے غرضکہ اس دعا مین اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اس امر پر واقف کیا کہ اللہ کی رحمت کو تم مختص مومنین کے ساتھہ مت کرو بلکہ رزق تو ہم تہوڑے دنون کافرون کو بھی دینگے۔

یَرْفَعُ مین یہ بلاغت ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو امر پہلے گزر چکا ہوتا ہے اوس کو بصیغہ مضارع اس غرض سے بیان کرتے ہین کہ اوس صورت ماضیہ کی تصویر سامنے بخوبی کہیچ جائے یعنے اے محمد تم دیکہو تو معلوم ہوگا کہ ابراہیم اور اسمعیل علیہ السلام اب گہر کو بنا رہے ہین اور پائے رکہنے کے لئے گارے لا رہے ہین اور یہ دعا مانگتے جا رہے ہین۔ یہان رفع قواعد سے مراد ہے کہ اونکی دیوارین اوٹہا رہے ہین۔ اصل تو یہان قواعد البیت کہنا چاہیے تہا لکن ایسا نہ کہکر پہلے قواعد مین ابہام کیا اور پھر اوس کے بعد من البیت سے بیان کیا تا کہ شان اور عظمت خانۂ کعبہ کی معلوم ہو کیونکہ ابہام کے بعد بیان کسی امر کا اوسکی عظمت اور شان کو ظاہر کرتا ہے۔

تَقَبَّلْ مِنَّا کی تفسیر مین مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے متکلمین نے کہا ہے کہ عمل کی دو قسمین ہین ایک عمل مقبول دوسرا عمل مردود جس عمل سے خدائے تعالیٰ راضی ہوتا ہی اور اُس پر ثواب دیتا ہے وہ مقبول ہے اور جس سے راضی نہین اور اوس پر ثواب نہین وہ مردود ہے غرضکہ رضا اور قبول آپس مین لازم اور ملزوم ہین۔ یہان پر تقبل کا لفظ مجازاً لایا گیا ہے اور وہ مُتَلازمَین سے ایک لازم مراد رکہا ہے یعنے تقبل کہا گیا ہے اور مراد اوس سے رضامندی رکہی گئی ہے غرضکہ اس دعا مین ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فعل کو تشبیہ دی ہے رضا کے ساتھہ جیسا کہ بادشاہ ہدیہ کو قبول کرتا ہے تو اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ راضی ہے اسی طرح اے مالک یہ خانہ کعبہ کو ہم بنا کر تیرے پاس پیش کر رہے ہین تو اوسکو قبول کر لے یعنے ہمارے اس کام سے جو حسبۃً للّٰہ کیا گیا ہے تو اوس سے راضی ہو۔

عارفین مضامین قرآنی قبول اور تقبل مین فرق کرتے ہین جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین عَلَیْکُمْ بِقُبُوْلِ الْعَمَلِ اَشَدَّ اِهْتِمَامًا مِنَ الْعَمَلِ فَاَنَّکَیْفَ یَتَقَبَّلُ عَمَلُ یعنے عمل کرنے سے پہلے قبول عمل کا اہتمام شدت سے کرو کیونکہ وہ عمل کیونکر قبول کیا جائیگا جس عمل مین تکلف ہو کیونکہ تقبل کہتے ہین تکلف سے کسی بات کے قبول کرنے کو اور یہ جب ہوتا ہے کہ عمل ناقص ہو اور وہ قابل قبول نہ ہو پس ہر دو حضرات علیہم السلام نے اپنی دعا مین تقبل کا لفظ لائے اس امر کے اظہار کے لئے کہ اے پروردگار ہم عاجزی اور انکساری سے کہتے ہین کہ ہمارا یہ فعل ایسا عمدہ نہین ہے کہ قابل قبول ہو کیونکہ تیری شان کے لایق نہین لیکن ہمکو تیری درگاہ سے اُمید ہے کہ اسکو قبول کرلے غرضکہ تقبل مین وہ بلاغت ہے جو اقبل مین نہین ہے اور اس مین نکتہ یہ بھی رکہا گیا کہ ہم خادمان درگاہ آلٰہی ہین ہمکو مقصود اس عمل سے ثواب حاصل کرنا نہین ہے یہ تیرا اختیاری فعل ہے چاہے تو اس پر ثواب دے یا نہ دے لیکن تیرے طرف سے ہمارے اس فعل کا قبول ہونا ہی ہمارے لئے سب سے عمدہ اور بہتر ثواب ہے دوسری بلاغت اس مین یہ رکہی ہے کہ اے مالک ہم اس عمل کو تیرے پاس مخلصانہ لیکر آئے ہین اب ہم اس لئے گڑگڑا رہے ہین کہ آپ اسکو قبول کرلیجئے اور اس پر ثواب دیجئے چنانچہ متکلمین کا یہی مذہب ہے اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے کیونکہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اعمال پر ثواب دینا خدا پر واجب اور لازم ہے اگر عمل پر ثواب لازم ہوتا تو اس تضرع اور زاری کی ضرورت ہی کیا تھی اس واسطے کہ یہ تحصیل حاصل ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہم آگ کے بارے مین کہین کہ گرم ہوجا یا اولے کے بارے مین کہین کہ سرد ہوجا اس لئے کہ یہ عمل حاصل ہے جبکہ آگ خود گرم اور اُولہ خود سرد ہے کیونکہ متکلمین کے پاس تقلیب ماہیت خدا کی قدرت سے بعید نہین ہوسکتا ہے کہ آگ ویسا ہی روشن رہے اور سرد ہوجائے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہوگی قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُولا اور برف آگ ہوجائے اگر معتزلہ کے اس قول کو مان لیا جائے کہ اللہ

پر ثواب دینا لازم ہے تو اس قسم کی دعا اور تضرع پر ثواب مرتب نہ ہوا اور یہ دعا بالکل ناکارہ ہو جائے غرضکہ اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین اللہ کو ثواب دینا واجب اور لازم ہے ہم یہ کہتے ہین کہ خدا پر کچھ واجب نہین اوسکو اختیار ہے چاہے دے چاہے نہ دے بادشاہ ہے یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید بعد اس دعا کے إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کہا گیا اسمین یہ نکتہ ہے کہ اے اللہ ہماری اس عاجزی اور انکساری کا سننے والا تو ہی ہے اور علیم اس لئے کہا کہ اے اللہ تو ہی ہمارے نیتون کا جاننے والا ہے کہ اس مین ہم نے کس خلوص سے کام لیا ہے۔

شبہ جبکہ وہ دونون مسلمان تھے تو پھر اس امر کی دعا کہ اے اللہ تو ہمکو مسلمان کر اس کے کیا معنے ہون گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہان مراد اونکی اسلام پر ثابت قدم رہنا ہے اللہ تو ہمکو ایسا مضبوط کر کہ ہم اسلام پر ثابت قدم رہین اور مِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ کے معنے یہ ہین کہ ہماری اولاد مین سے یا تو بعض کو یا سب کو اپنا اطاعت گزار کر مِن اگر تبعیضیہ لینگے تو اوس سے مراد یہ ہوگا کہ ہماری ذریۃ مین سے ایک ذریۃ کو اپنا اطاعت گزار کر رکھہ چنانچہ اسیطرف ابن جریر بھی گئے ہین اور کہتے ہین کہ ذریۃ سے مراد عرب ہے یعنے ہماری اولاد مین سے قوم عرب کو اپنا مطیع اور منقاد کر رکھہ یا عام مراد رکھی ہے کہ جو ہماری اولاد تجھہ پر ایمان لائے اونکو اپنی اطاعت گزار جماعۃ کر رکھہ اب امت کے معنے مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ امت سے مراد جماعت ہے بعض کہتے ہین کہ اُمت کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ كَانَ إِبْرَاهِيمَ أُمَّةً قَانِتًا اُمت کا اطلاق دین پر بھی ہوتا ہے زمانہ پر بھی اطلاق امت کا ہوتا ہی جیسا کہ وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ ای بَعْدَ زَمَانٍ بعضون نے کہا کہ امت سے مراد اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جیسا کہ آیت وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا سے معلوم ہوتا ہے۔

مَنَاسِكَنَا سے مراد آداب حج ہین یعنے اے اللہ تو ہمکو آداب حج سکھلا چنانچہ اللہ تعالے نے دعا قبول کی اور جبرئیل علیہ السلام آکر ابراہیم اور اسمٰعیل کو آداب حج سکھلائے۔

وَ تُبْ عَلَیْنَا سے مراد یہ ہے کہ ہمکو موت کے وقت دین پر ثابت قدم رکھہ کیونکہ اگر توبہ سے مراد ہماری گناہون سے تجاوز کرنا ہو تو انبیا تو معصوم ہین یا توبہ سے یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ ہم مین سے جس نے ظلم کیا اون کے ظلم سے درگذر کر کیونکہ تو ہی تو توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

حل مسئلہ توبہ انبیا | انبیا سے گناہون کے صادر ہونے مین دو فریق ہین ایک فریق تو یہ کہتا ہے کہ انبیا ون سے گناہ صادر ہوتے ہین چنانچہ اونہون نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کیونکہ اگر انبیا سے گناہ صادر نہ ہوتے تو توبہ کیون کرتے اس کا جواب معتزلہ یہ دیتے ہین کہ انبیا ون سے کبیرہ گناہ صادر نہین ہوتے صغیرہ گناہ صادر ہوتے ہین چنانچہ اس آیت مین اونہون نے صغیرہ گناہون سے معافی چاہی ہے لکن یہ جواب کچھہ ٹھیک نہین ہے کیونکہ جب توبہ صغیرہ گناہون کی کفارہ ہوتی ہے تو کبیرہ گناہون کی بھی ہوسکتی ہے تو پھر توبہ کو صغیرہ کے ساتھہ مختص کرنا تخصیص بلا مخصص ہے دوسرے یہ کہ توبہ ازالۂ معصیت کا نام ہے عام اس سے کہ وہ معصیت چھوٹی ہو یا بڑی جب سرے سے معصیت ہی نہین تو ازالۂ معصیت کیا۔

عمدہ جواب | عمدہ جواب اس کا یہ ہے کہ یہان اگرچہ توبہ کا لفظ کہا گیا ہے لکن یہان پر انتہا درجے کا تحرز عن المعصیۃ مراد رکھا گیا ہے یعنے اپنے کو گناہون سے شدت کے ساتھہ بچانا کیونکہ جو شخص باوجود شدت کے ساتھہ گناہون سے بچنے کے پھر توبہ کرے اور پھر اپنی صورت مثل پشیمان اور قصوروار کے ظاہر کرے تو وہ دوسرے کے لئے زیادہ تر باعث ہوگا ترک گناہ پر یعنے اے اللہ باوجودیکہ ہم گناہون سے بچے رہنے کے ہی پھر ایسے پشیمان اور قصوروار ہین کہ ہماری حالت مثل گنہگارون کی ہے جو کہ توبہ کرتے ہین۔

دوسرا جواب | اس شبہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جو بندہ اپنے مالک کی اطاعت مین زیادہ سرگرم اور کوشان رہتا ہے وہ اس امر سے بھی بہت ڈرتا رہتا ہے کہ کچھہ قصور اطاعت مین

سہواً ہو جائے یا کوئی کام غفلت سے ایسا ہو جائے جس کو نہ کرنا بہتر تھا کر دیا گیا ہو انکو مقربین کو زیادہ حیرانی رہتی ہے اور اولوالعزم لوگون کے شان سے تھوڑا سا قصور بھی بڑا گناہ گنا جاتا ہے اسی لئے تُبْ عَلَيْنَا مین اس امر کو ظاہر کیا کہ اے مالک اگرچہ ہم تیری اطاعت کرتے ہین لیکن پھر بھی ہم سے اگر کسی قسم کا قصور سہواً ہو گیا ہو یا کسی بہتر کام مین ہم سے فروگذاشت ہو گئی ہو تو اسکو معاف کر دے کیونکہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

تیسرا جواب اس شبہ کا تیسرا جواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ اونکی اولاد مین کوئی نہ کوئی ظالم اور عاصی بھی ہونگے اس لئے اونہون نے اس امر کی دعا کی کہ اے مالک ہماری اولاد مین کچھ گنہگار ہو جاوین تو تو اونکو توبہ کی توفیق دے تُبْ عَلَيْنَا کے معنے مین اى تُبْ عَلَى الْمُذْنِبِيْنَ مِنْ ذُرِّيَّاتِنَا ہے یعنے اے اللہ ہماری اولاد مین جو گناہ کا کام کرے اور توبہ کرے تو تو اونکی توبہ قبول کر کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ جب بیٹا کوئی قصور کرتا ہے تو باپ شفقت کی راہ سے اوس کی طرف سے معذرت کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ آپ اس کا قصور معاف کیجئے اسکا قصور گویا میرا قصور ہے کیونکہ اولاد بھی بمنزلہ اوس کے ہوتی ہے اور یہ معنی پر کئی دلیلین ہین ایک تو آیت وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور دوسری دلیل ایک قرأت وتب علیہم بھی آئی ہے۔

تیسرا جواب اس آیت مین معتزلہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین کہ افعال کا خالق خدا نہین ہے بلکہ بندہ خود اپنے افعال کا خالق ہے اون پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ توبہ بھی بندہ کی مخلوق ہو تو اللہ سے طلب کرنا اوس کا محال ہوگا کیونکہ طلب تو اوس کی کیجاتی ہے جو اوس کے پاس نہ ہو اور جو چیز کہ اوس کے پاس ہو اوس کے طلب کرنے کے کیا معنے۔ اس کا جواب معتزلہ یہ دیتے ہین کہ ہم توبہ کو اس واسطے طلب کرتے ہین کہ اللہ نے خود طلب توبہ کا حکم دیا ہے اور کہا ہے تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اگر توبہ اللہ کا فعل ہوتا تو بندے سے اوسکا طلب محال ہوتا غرضکہ جس بات سے ہم دلیل لیتے ہین وہی دلیل اولٹی وہم پہ وارد کرتے ہین اس کا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ یہان ہم توبہ کی معنے رجوع کے لیتے ہی نہین بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ اے اللہ توبکو توفیق توبہ کی دے یا بندے جو تیری طرف رجوع کرتے ہین تو اونکی توبہ قبول کرلے اور ظاہر ہے کہ یہ فعل خدا کا ہے بندونکا نہین غرضکہ توبہ بھی خداہی کا فعل ہوا بندہ کو کچھ دخل نہین اور اس ہمارے قول کی تائید مین کئی وجوہات ہین پہلی وجہ یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالی کوئی سبب جو موجب توبہ ہو نہ پیدا کرے توبہ کا حصول محال ہے اور ظاہر ہے کہ سب اسباب کا پیدا کرنے والا خدائے تعالی ہی ہے جب یہ مسلم ہے تو توبہ بھی اللہ تعالی ہی کے طرف سے ہے - دوسرا جواب اس کا یہ ہے جسکو امام غزالی رحمۃ اللہ نے بیان کیا ہے - وہ یہ کہتے ہین کہ توبہ کے تین مراتب ہین پہلا علم توبہ کا مرتبہ ہے دوسرا حالت توبہ کا مرتبہ ہے تیسرا عمل توبہ کا مرتبہ ہے -

علم توبہ کا مرتبہ یہ ہے کہ انسان گناہ کے ضرر کو پہچانے کہ گناہ سے کیا کیا ضرر ہوتے ہین اس پہچاننے سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب تائب کو معلوم ہو جائیگا کہ اس گناہ سے مجھے اس قسم کا ضرر حاصل ہوا ہے اور یہ منفعت مجھہ سے فوت ہوئی ہے تو یہ علم حاصل ہوتی ہے جھٹ پٹ اس ندامت سے ایک کیفیت دل مین پیدا ہوتی ہے جس کا نام ارادہ ہے اور اس ارادہ کو زمانہ حال اور زمانۂ ماضی اور زمانۂ استقبال سب سے تعلق ہے اوس ارادہ کو زمانہ حال سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ آئندہ کو جو گناہ اوس سے صادر ہونے والا ہوگا اوس کو وہ فوراً چھوڑ دینا چاہیگا اور اوس ارادہ کو زمانہ آئندہ سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ آئندہ کو عزم بالجزم کریگا کہ مین آخر عمر تک اس فعل کو نہین کرونگا کیونکہ اوس کے کرنے مین مضرت حاصل ہوتی ہے اور منفعت فوت ہوجاتی ہے اور ارادی کو زمانہ ماضی سے تعلق اس طرح پر ہوگا کہ اگلے گناہونکو یاد کرکے اوس کو پشیمانی ہوگی اور وہ پشیمانی جبر نقصان ہوگی اگلے گناہون کی غرضکہ علم توبہ کا مرتبہ منبع ہے نیکیون کا یہان مراد ہماری علم توبہ سے ایمان اور یقین ہے کیونکہ اس وقت

اس امر کی تصدیق ہو جائیگی کہ گناہ ایک مہلک چیز ہے اور یقین کے معنے یہ ہین کہ گناہ وسی جو ضرر دنیوی اور اخروی ملنے والا ہے اوس کا یقین ہو اور شک نہو کیونکہ جس مضرت اور منفعت مین شک ہوگا اوس گناہ سے اجتناب بھی مشکل ہوگا اور جب کیفیت یقین کی دل پر چھا جاتی ہے تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہے اور اوس سے دل بالکل الم زدہ ہو جاتا ہے کیونکہ نور ایمان سے اسی دیکھنا ہے کہ مین گناہ کی وجہ سے مین اپنے محبوب شی سے دور ہوگیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص اندھیرے مین چلا جا رہا ہو۔ اور وہ معرض ہلاکت مین ہو یکایک آفتاب نکل آے اور وہ فوراً اپنی مرغوب چیز کو معرض ہلاکت مین دیکھلے اس کے دیکھتے ہی فوراً محبت کی آگ اوس کے دل مین بھڑک اوٹھتی ہے اور فوراً ہی اوس کا تدارک کرتا ہے جب ان تین مراتب کو سمجھ لئے تو اب ہم اس مسئلہ کی توضیح کرتے ہین کہ ہمیشہ افعال جو ہوتے ہین وہ ارادے پر مرتب ہوتے ہین یعنے پہلے کسی کام کا ارادہ ہوتا ہے پھر وہ کام کیا جاتا ہے کیونکہ جو ارادہ بالجزم معارضۂ شک و وہم سے خالی ہو اوس پر ضرور فعل مرتب ہوتا ہے اور ارادے کا مترتب ہونا دل کی آرزدگی پر ہے کیونکہ جس شخص کا دل امر مکروہ کے مشاہدہ سے الم زدہ ہوا ہو ضرور ہے کہ اوس کے دل مین اوس مکروہ امر کے دفع کرنے کا بھی ارادہ ہو اور ایسے ارادہ کا ہونا موقوف ہے امر مکروہ کے جانتے پر کہ فلان شئے یعنے گناہ ایک ایسی بُری چیز ہے جو ضرر لانے والی ہے اور منفعتوں کو دور کرنے والی ہے پس توبہ مین یہ سب مراتب ضروری ہوے اور ظاہر ہے کہ یہ سب مراتب اختیار اور تکلیف کے تحت مین نہین جب اختیار کے تحت مین نہین تو منجانب اللہ ہوے اور یہی ہمارا مقصود تھا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ الخ اس مین فیہم کی ضمیر امت کی طرف پھرتی ہے۔ اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو بھی قبول کر لیا کہ عرب جو اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین تھے اونہین مین سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا چنانچہ سب مفسرین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے

کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کہ مین مانگی تھی حالانکہ کہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی
نبی مبعوث نہین ہوا چنانچہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین ابراہیم کی دعا
ہون یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِکَ سے مراد قرآن کی آیتین ہین حکمت سے مراد صحیح قول جس مین
غلطی نہ ہو اور ہر چیز کو اوس کے موقع اور محل پر رکہنا۔ بعضون نے حکمت سے مراد دین کی سمجھ
اور مطالب آیات قرآنی اور شریعت کی سمجھہ اور تعلیم کتاب سے بھی یہی مراد ہے کہ معانی قرآن
یعنے توحید اور نبوت اور احکام شرعیہ کے دلائل۔ قتادہ کہتے ہین کہ حکمت سے مراد
سنت ہے بعضون نے کہا حکمت سے مراد حق اور باطل کا فیصلہ ابن قتیبہ کہتے ہین کہ حکمت
سے مراد علم و عمل ہے بعضون نے کہا مراد آیات سے ظاہر آیات مین یعنے الفاظ اور کتاب
سے مراد معانی کتاب اور حکمت سے مراد اوس کے مطابق حکم کرنا جو اللہ تعالی کی اصل مراد ہے
یُزَکِّیْہِمْ سے مراد یہ ہے کہ اونکو شرک اور گناہون کی گندگیون سے پاک کرے اِنَّکَ
اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنے تو ایسا غالب ہے کہ تجھکو کوئی چیز عاجز نہین کر سکتی اور تیری دانائی
کے مقابلہ مین کسی کی دانائی نہین چلتی یعنے تو بڑا حکیم ہے۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۵ ع بقرہ)

لوگون مین سے بعض لوگ تو یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار (جو کچھہ) ہم کو دنیا ہی
دنیا ہی مین دے (چنانچہ اون کے کہے پر اللہ تعالی اونکو دنیا دیتا ہے) اور آخرت مین اونکا
کچھہ حصہ نہین اور بعض لوگ ایسے ہین جو یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو
دنیا مین خیر و برکت دے اور آخرت مین بھی خیر و برکت دے اور ہمکو دوزخ کے عذاب
سے بچائے (تفسیر) اللہ تعالی نے اس دعا مین دو قسم کے داعیون کا ذکر کیا ہے
ایک تو وہ داعی ہین جن کی ہمت دنیا ہی کیطرف جھکی ہوئی ہے اور آخرت سے اون کو کچھہ

سروکار نہین ہے ایسون کے حق مین اللہ تعالی نے یہ کہا کہ اونکو آخرت مین کچھہ حصہ نہین گویا
اس جملۂ خبریہ مین تنبیہ اور ممانعت ہے اس امر کی کہ اپنے طلب کو دنیا ہی مین مت منحصر کرو
اور مذمت کی اللہ تعالی نے اوس شخص کی جو اپنی ہمت کو دنیا ہی کیطرف لگا دیتا ہے حدیث
مین ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہوا دینار
و درہم اور پیٹ کا بندہ اگر ملگیا تو راضی ہوگیا اور نہین ملا تو غصہ ہوا اور لگا خدا کی شکایت کرنے
غرضکہ اس آیت مین مَن اول سے کنایہ مشرکین اور کافرین کا ہے کہ جو خدا سے اگر مانگتے
ہین تو دنیا ہی دنیا کو ایسے لوگ نہ خدا سے توبہ کرتے ہین اور نہ آخرت کی نعمتون کو مانگتے ہین
کیونکہ وہ تو سرے سے قیامت ہی کے منکر ہے دوسری قسم کے داعی وہ ہین جو اللہ سے
دنیا اور آخرت دونون کی بہتری چاہتے ہین مفسرین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ دنیا کی
بہتری سے کیا مراد ہے بعضون نے کہا کہ دنیا کی خوبی سے صحت اور امن اور رزق
بقدر قوت لایموت اور اولاد صالح اور نیک بخت بیوی اور دشمنون پر پورا غلبہ کیونکہ
اللہ تعالی نے سبزی اور زرق اور جو امور اوس کے مشابہ ہون اوس کو حسنہ کہا ہے
جیسا کہ دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اور آخرت
کی خوبی سے مراد حصول ثواب و نجات من العذاب ہے خلاصہ یہ کہ یہ مختصر دعا تمام
مطالب دنیا اور آخرت کی جامع ہے حماد بن سلمہ ثابت سے روایت کرتے ہین کہ انسؓ
سے لوگون نے کہا کہ تم ہمارے لئے دعا کرو اونہون نے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا
فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ لوگون نے کہا اور دعا کرو اونہون
نے پھر بھی دعا پڑھی پھر پوچھا تم کیا چاہتے ہو جو تم چاہتے ہو وہ سب اس دعا مین داخل ہے
کیونکہ بندے کے لئے دو ہی گھر ہین دنیا اور آخرت جب دنیا اور آخرت کی بھلائی لفظ
فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً مین آگئی تو اب کیا باقی رہا
(دوسری وجہ) بعضون نے کہا خوبی دنیا سے مراد علم نافع ہے یعنی ایمان اور اطاعت

اور آخرت کی خوبی سے مراد ہمیشگی کی لذت اور نعمت اخروی اور ذکر الٰہی و اوسکی محبت اور روبت دیدار الٰہی سے لذت اور سرور کا ملنا۔

ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی خوبی سے مراد کتاب اللہ کی سمجھ یعنے قران کی اور آخرت کی خوبی سے مراد جنت ہے۔

رَبَّنَا آتِنَا اس آیت مین لفظ حسنہ نکرہ اس وجہ سے لایا تاکہ حسنہ سے وہی حسنہ مراد ہے جو قضا اور تقدیر اور حکمت الٰہی کے موافق ہو کیونکہ یہ کہنا کہ اللھم اعطنی کذا وکذا سوء ادبی ہے اور اللھم ان کان کذا مصلحۃ لی و موافقا لقضائک فاعطنی کذا اس مین بے ادبی نہین ہے پس اگر دعا معرفہ کے ساتھ ہوتی یعنے اللھم اعطنی الحسنۃ فی الدنیا والآخرۃ تو وہ دعا جزم کے ساتھ ہوتی اور جزم کے ساتھ کلام کرنا ادب کے خلاف ہے اس لئے نکرہ کا لفظ لایا گیا۔

(عبداللہ بن سایب سے روایت ہے کہ حضرت نے اس دعا کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مانگی ہے۔

قیاس تو چاہتا تھا کہ اللہ تعالی تین فرق کا ذکر کرتا ایک تو وہ جو محض دنیا کے طالب ہین دوسرے یہ کہ جو محض عقبی کے طالب ہین تیسرے وہ جو دنیا اور عقبی دونون کے طالب ہین اللہ تعالی نے پہلے اور تیسرے کا ذکر کیا اور اون کا ذکر نہین کیا جو محض عقبی کے طالب ہون اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان ضعیف البنیان دنیا کے آلام اور آخرت کی مشقتون کو اوٹھا نہین سکتا اس لئے اگر محض طلب عقبی ہی ہوتے اور دنیا کی خوبی سے پہلوتہی کیا جاتا تو دنیا کے آرام اور عافیت سے کنارہ کشی کی جاتی اور اوس کی آلام پر مستعدی سمجھی جاتی حالانکہ ایسا نہین چاہیئے اس لئے دنیا اور آخرت ہر دو کی خوبی چاہی گئی اور تیسرے کا ذکر نہین کیا گیا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ایک شخص کی عیادت کو گئے دیکھا تو مرض نے اوسکو بہت ضعیف اور ناتوان کر دیا تھا آپ نے فرمایا تو نے اس سے پہلے

کسی قسم کی دعا مانگی تھی۔ اونہون نے کہا ہان مین نے یہ کہا تھا اللّٰھم ان کنت تعاقبنی فی الاخرۃ فعجل بہ فی الدنیا آپ نے فرمایا سبحان اللہ تو اسکی طاقت نہین رکھہ سکتا تو یہ دعا مانگا ہوتا ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پھر حضرت نے اون صحابی کے لئے دعا مانگی اللہ نے اونکو شفا دی۔

حصول سعادت کا نکتہ اس امر کو سمجھنا چاہیے سعادت کے تین مراتب ہین۔ سعادت روحانی سعادت بدنی۔ سعادت خارجی۔ سعادت روحانی کی پھر دو قسمین ہین۔ علم سے قوہ نظریہ کی تکمیل اور عمدہ اخلاق سے قوت عملیہ کی تہذیب اور پھر سعادت بدنی کی بھی دو قسمین ہین صحت اور تندرستی اور ظاہر زینت اور سعادت خارجی مال اور عزت اور جاہ پس لفظ آتنا فی الدنیا حسنہ ہر قسم کی خوبیون کو شامل ہے کیونکہ اگر علم سے دنیا کی نیت اور اپنے اقران سے ترفع اور بلندی حاصل کرنا مقصود ہے تو یہ بھی دنیا کی خوبی ہے اور اگر اخلاقی خوبیان دنیامین ریاست اور اوس کے مصالح منضبط کرنے کی غرض سے ہے تو یہ بھی دنیا کی سعادت ہے

جو شخص آخرت پر ایمان نہین لاتا پھر باوجود اس کے وہ اگر روحانی اور جسمانی فضیلت کا خواہان ہوتا ہے تو محض دنیا کی غرض سے تو اللہ تعالےٰ نے ایسے شخص کے لئے فرمایا ہے مالہٗ فی الاخرۃ من خلاق یعنے آخرت مین ایسے شخص کو کچھ حصہ نہین۔ اب اس مین علما کا اختلاف ہے کہ طالب الدنیا مستجاب الدعوہ ہے یا نہین بعضون نے کہا ایسا شخص مستجاب الدعوہ نہین کیونکہ مستجاب الدعوۃ ہونیکے لئے ولایت شرط ہے اور ایسا شخص مستحق کرامت نہین لکن اب یہ سوال ہے کہ ایسے اشخاص کہلاتا کیون ہے اوسکا جواب یہ ہے کہ وہ مکلف ہے اور ایک جاندار شئے ہے جیسا کہ اور جاندارون کی روزی کا خدا مالک ہے ویسا ہی اوسکو بھی دیتا ہے

ادیم زمین سفرہ عام اوست — برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

دوسرا یہ کہ ایسے لوگون پر جو انعامات ہوتے ہین وہ محض اللہ تعالیٰ کے طرف سے استدراج ہے

یعنے ایک مدت تک اونکو مہلت دیتا ہے پھر دنیا کی وہ نعمتین جب آخرت کی نعمتون
کے مقابل کچھ بھی وقعت نہین رکہتے تو اب گو کافر اور منافق اوس کے نافرمان بردار
بندے ہی سہی لکن اب کیا اس سے بھی گئے گذرے کہ اونکو کچھ بھی نہین دیا جاے لہذا
تھوڑی سی مدت کیلئے اونکو بھی دیا گیا ہے۔ وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا
أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (بقرہ ۲۳ ع) طالوت کا لشکر
جب جالوت کے مقابلہ مین آیا تب اوس وقت طالوت نے یہ دعا کی) اے
ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پکہالین اونڈیل دے اور معرکہ جنگ مین ہمارے
پاون کو جمار کہہ اور کافرون کی جماعت پر ہم کو فتح دے ف فتح اور نصرت اور شکست
و ہزیمت یہ سب منی نب اللہ ہے جب لشکر طالوت نے دیکہا کہ جالوت کا لشکر بہت ہے
تو اونہون نے اللہ سے مدد چاہی اور یہ دعا مانگی اور جناب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بھی ایسا ہی کرتے تھے جب دشمن کے لشکر سے مٹ بھیڑ ہوتی تو آپ یہ دعا مانگتے اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَاَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ اور کبھی آپ یہ دعا
مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ۔

بلاغت افراغ کے معنے یہ ہین کہ جو برتن مین ہو اوسکو سب ڈالدے افراغ کی اصل فراغ
سے ہے جس کے معنے برتن خالی ہو جانے کے ہین یہ محاورہ عرب کا ہے کہتے ہین اَفْرَغْتُ
الْاِنَاءَ اِذَا اَصْبَبْتُ مَا فِیْهِ یعنے مین برتن کو بالکل خالی کردیا اب اوسمین کچھ باقی نہین ہے
خلاصہ یہ کہ یہان آتنا صبرًا نہکر اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا کہا تاکہ کمال مبالغہ طلب صبر مین
ہو اوسکی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ جب ایک چیز دوسری چیز مین ڈالدی جاتی ہے تو
وہ یہ زیادہ ثابت اور برقرار رہتی ہے دوسرا یہ کہ جب پہلا برتن بالکل خالی ہوجاتا ہے
اور کچھ اوس مین باقی نہین رہتا تو کنایہ ہے دوسرے طرف کے مملو یعنے بھر جانے کا ہوتا ہے

پس اس لفظ مین دو باتون کی بلاغت ہوئی ایک تو یہ کہ صبر کو مستقر کر دے دوسرے پوری طرح صبر سے ہمارے دلون کو مملو کر دے اس دعا مین طالوت نے تین باتون کو اختیار کیا۔ ایک تو طلب صبر کامل دوسرے ثبات قدم تیسرے دشمنون پر فتح کیونکہ لڑائی مین انہین تینون باتون کی ضرورت ہوتی ہے پہلے تو یہ کہ انسان جب خوفناک اور امور وحشت زدہ کو دیکھتا ہے تو اوسکو اور لڑنے والون کو صبر کی ضرورت ہوتی ہے جو ایک جنگ کا رکن رکین ہے اگر بے صبر اور بزدل ہے تو اوس سے یہ مقصود حاصل نہین ہوتا دوسرے یہ کہ جب آلات حربیہ اور اتفاقات لشکریہ کو دیکھتا ہے تو اوس پر لازم ہے کہ ٹھیرا رہے اور موقعہ بھاگنے کا نہ ڈھونڈے تیسرے یہ کہ لڑائی مین اس امر کی خواہش ہوتی ہے کہ ہماری قوۃ دشمن کی قوۃ سے بڑی ہوئی رہے تاکہ دشمن مغلوب ہو پس جملا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا پہلے امر کے طرف اشارہ ہی اور ثبت اقدامنا دوسرے امر کے طرف وانصرنا علی القوم الکافرین تیسرے امر کے طرف۔ اہل سنت نے اس آیت سے مذہب معتزلہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے اہل سنت کہتے ہین کہ تمام افعال بندونکے اللہ ہی کے مخلوق ہین بندے کو اس مین دخل نہین اگر مذہب معتزلہ کی رو سے کہا جائے کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے تو افرغ علینا صبراً کے کیا معنے ہونگے کیونکہ صبر کے تو یہ معنے ہین کہ انسان ثابت رہنے کا قصد کرے اور ثبت اقدامنا کے معنے یہ ہین کہ دلون کو سکون اور استقرار ہو جب سکون اور صبر بندے ہی کے فعل ہوے تو اللہ سے طلب کرنے کے کیا معنے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ صبر اور صبر پر ثبات اور سکون یہ سب منجانب اللہ ہین اور یہ صاف صریح حکم ہے اس امر پر کہ ارادہ تو بندے کا فعل ہے لیکن اوس ارادے کا پیدا کرنا اور اوس پر ثابت قدم رہنا منجانب اللہ ہے اس پر بھی قاضی معتزلی نے اعتراض کئے ہین اور امام فخر الدین رازی نے اس کے جواب دے ہین جس کو تفصیلی بحث دیکھنا ہو وہ تفسیر کبیر ملاحظہ فرمائے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورہ بقر ۴۰)

پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اوس کتاب کو مانتے ہین جو اون کے پروردگار کے طرف سے اون پر نازل ہوئی ہے اور سب ایمان دار بھی اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوسکی کتابون کا یقین رکھتے ہین اور (یہ کہتے ہین) کہ ہم خدا کے پیغمبرون سے کسی ایک کو بھی جدا نہین سمجھتے یعنے سب کو مانتے ہین اور (صدق دل سے) یہ بول اوٹھتے ہین اے ہمارے پروردگار ہم نے (تیرا ارشاد) سنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار تو ہی ہمارا بخشنے والا ہے اور ہم تیری مغفرت کے خواستگار ہین اور تیرے ہی طرف ہم کو لوٹ جانا ہی اے پروردگار اگر ہم بھول جائین تو ہمکو اوس کے وبال مین مت پکڑ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے گذرے ہین جس طرح تو نے (اون کے گناہون کے پاداش مین احکام سخت کا) بار ڈالا تھا ویسا بوجھ ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجہ جس کے اٹھانے کی ہمکو طاقت نہین ہے ہم سے مت اوٹھوا اور ہمارے قصورون سے در گزر کر اور ہمارے گناہون کو معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا حامی اور مددگار ہے تو اون لوگون کے مقابلہ مین جو کافر ہین ہماری مدد کر۔

بلاغت امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ آیت سمعنا و اطعنا کی تقدیر سمعنا قولہ و اطعنا امرہٗ ہے چونکہ کلام سے مفعول معلوم ہو جاتا ہے اس لئے اوس کو حذف کر دیا

امام عبد القاہر نحوی کہتے ہین کہ یہان مفعول کا ظاہراً اور تقدیراً حذف کرنا ہی اولی ہے
کیونکہ اگر سمعنا قولہ واطعنا امرہ کہا جاتا تو شبہ یہ گزرتا کہ ذات باری تعالیٰ کے قول کے سوا
اور کسی کا قول بھی ہے جو سنا جاتا اور مانا جاتا ہے حالانکہ اوسی کے قول کا ماننا اور سننا
واجب ہے نہ کسی اور کے قول کو غرضکہ مفعول کو حذف کردیا اور اوس مین نکتہ تخصیص
کا رکھا تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ سوائے ذات باری تعالیٰ کے قول کے اور کسی کا قول اور
امر واجب العمل نہین ہے۔ سمعنا سے ظاہری کانون سے سنا مراد نہین ہے کیونکہ
ایسا تو کافر بھی سنتے تھے بلکہ تیقن عقلی اور علمی مراد ہے (اے سمعنا باذان عقولنا وعلمنا صحۃ
یعنے ہم نے عقلون کی کانون سے سنا اور یقین اس امر کا کیا کہ اللہ تعالیٰ فرشتون کے ذریعہ
سے جو کلام الٰہی نازل کرتا ہے وہ حق اور صحیح اور واجب العمل ہے چنانچہ سمع کے معنے عقل
اور فہم کے قرآن مین آئے ہین جیسے (اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ
وَہُوَ شَہِیْدٌ) سمع اور اطاعت کی تقدیم اس وجہ سے ہے کہ غفران ذنوب کا وہ وسیلہ ہے
اور وسیلہ متقدم ہوتا ہی متوسل الیہ سے۔

شبہ: جب کسی امر کو سن لیا اور اطاعت قبول کرلی تو گویا خود تکالیف شرعیہ کو اپنے
اوپر لازم کیا اور اس امر کا معاہدہ کیا کہ ہم ہر طرح سے اطاعت کرینگے پھر طلب
مغفرت کی کیا ضرورت تھی۔

جواب شبہ: اس شبہ کے کئی جواب ہین منجملہ اون کے ایک تو یہ ہے کہ گو انبیا علیہم السلام
تکالیف شرعیہ کی ادائی مین اپنی پوری قوۃ کو خرچ کرنے والے تھے لکن پھر بھی (اعمال کی
تقصیر سے کہ کہین بھول چوک نہ ہوجائے) خائف تھے اس وجہ سے اونہون نے
غفرانک کہا یعنے اے پروردگار جو کام ہم کرتے ہین پھر اوس مین کسی قسم کی کمی ہوجاتی ہے
یا ہم کسی کام کو غفلت سے چھوڑ دیتے ہین اوس کو اے رب العالمین معاف کردے
کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے۔

دوسرا جواب حدیث سے اسکا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ اِنَّهُ لَيُغَانُ قَلْبِي وَاِنِّي اَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً یعنے میری دل مین بھی کبھی ایک طرح کی غفلت چھا جاتی ہے اور مین ہر دن اور رات ستر مرتبے استغفار کرتا ہون اس حدیث کے بہت سارے تاویلات بیان کئے گئے ہین اول تو یہ کہ جناب سرور کائنات مراتب عبودیت کے طے کرنے مین ہوتے اور جب ایک مرتبہ کو طے کر چکتے تو پہلے مرتبہ سافل کو مرتبہ عالی سے کم پاتے اس واسطے آپ مغفرت مانگتے اور کہتے اَسْتَغْفِرُ اللهَ۔

تیسرا جواب تیسرا جواب اسکا یہ بھی ہے کہ طاعات بندے کے خدائے تعالیٰ کی نعمتون کے مقابلہ مین کم ہین اور جو کچھ اطاعت خداوندی سے انوار اور معارف مخلوق کو حاصل ہوتے ہین اوس کے انوار کبریائی کے سامنے کچھ بھی وقعت نہین رکھتے کیونکہ وہ بہت ہی اقل قلیل ہین اور اور جہالت اور قصور اور تقصیر سے مملو ہین کیونکہ بندہ مقام عبودیت سے کسی مقام مین کیون نہو لکن ذات باری تعالیٰ کے جلال کبریائی کے مقابلہ مین اسکی عبادت عین تقصیر ہے اسی لئے آپ استغفار مانگتے تھے اور اسی ملے اس آیت کا مطلب بھی حل ہو گیا جسمین اللہ تعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمایا فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ یعنے اے محمد تم مقام توحید کو سمجھو پھر اپنے گناہ کی مغفرت چاہو غرض کہ مقام عبدیت مین بندہ کوئی سے عالی مقام مین کیون نہو۔ لکن ذات باری تعالیٰ کے مقام توحید اور اوسکی بے نیازانہ اور جلالانہ دربار کی سامنے سب مقامات عبدیت عین تقصیر اور قصور ہی قصور ہین اس وجہ سے آپ استغفار مانگتے تھے۔

غُفْرَانَكَ اس کی تقدیر اغفر غفرانک ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کمال مبالغہ بتلانے کی غرض سے فعل کو نہ لاکر محض مصدر پر اکتفا کرتے ہین جیسے سُقْيًا وَرَعْيًا اَيْ سَقَاكَ اللهُ سَقْيًا اپنی اردو مین بھی یہ محاورہ ہے مبارک مبارک یا بارک اللہ یا مبارک باد اب رہا یہ

امر غفران کی اضافت کاف خطاب کے طرف کی گئی اور اوس کی بعد ربنا کا لفظ لایا گیا
اس مین یہ نکتہ رکھا گیا ہے کہ مغفرت ذات باری تعالی کی صفت کمالیہ ہے یعنے اے ذات
باری تعالی تو اس صفت بخشش مین کامل ہے اور تیری مغفرت کسی خاص زمانہ کے ساتھ
مقید نہیں ہے بلکہ ہر وقت اور ہر گہڑی تو گناہون کا بخشنے والا ہے غرضکہ جہان پر دوام
اور کمال مبالغہ بتلانا ہوتا ہے تو وہان مصدر کو لاتے ہین جیسے کہتے ہین انت العدل
یعنے آپ ذات مجسم عدل ہین یہان بھی یہی مطلب ہے اے اُطْلُبُ غُفْرَانَکَ وَاَنْتَ
الکَامِلُ فِي ہٰذِہِ الصِفَۃِ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اللہ تعالی سو حصہ رحمت مین سے ایک حصہ
رحمت کا دنیا مین بہیجا ہے جس سے ایک دوسرے پر رحمت اور مہربانی اور محبت کرتا ہی
اور ننانوے حصے رحمت کے اللہ تعالی اپنے آخرت کے لئے ذخیرہ کر رکھے ہین پس ہو سکتا
کہ یہان پر غفرانک سے وہی رحمت مراد ہو گویا بندہ اپنے مالک سے یہ کہتا ہی کہ فرض کرو
کہ اے مالک میرے گناہ بہت بڑے ہین لکن تیری مغفرت کے سامنے (جو تو آخرت مین
اپنی درگاہ کبریائی سے عطا فرمائے گا) بالکل حقیر ہین ؎

میرے گناہ زیادہ ہین یا تری بخشش
میرے کریم بتادے حساب کرکے مجھے

تیسری خوبی غفرانک مین یہ ہے کہ بندے آپنے آقا کے سامنے کہتے ہین کہ تیری بزرگی
اور عظمت اور جلال اور کبریائی کا اثر ہر ہر محل ہین موجود ہے اگر موجودات کا وجود بعد
عدم کے نہوتا اور عجائبات گوناگون کی ترکیب اور اونکی تعجب خیز تالیف نہوتی تو تیرے
علم کے آثار ظاہر نہ ہوتے ایسا ہی اگر ہمارے گناہ اور ہمارے قصور اور ہماری عاجزی
اگر نہوتی تو تیرے مغفرت کے آثار ظاہر نہوتے اس لیے ہم تجہہ سے مغفرت مانگتے ہین ؎

بلند آوازہ گرد و رحمت تواز گناہ من   شود نام تو روشن چون نگین از سیاہ من

ربنا کہنے مین یہ بلاغت ہے کہ اے پروردگار جبکہ تو نے ہماری پرورش ایسی

حالت مین کی کہ ہم تیری توحید کا نام تک نہین لیتے تھے یعنے جبکہ ہم مرتبہ عدم مین ماں کے پیٹ مین تھے تو اب تیرے کرم سے یہ بعید ہے کہ تو ہماری پرورش نہ کرے جبکہ ہم نے تیری توحید کا اقرار کیا ہے یا اس کا مطلب یہ ہے جبکہ تو نے پرورش ہماری ایسے زمانہ مین کی جس وقت ہم کچھ بھی شعور نہین رکھتے تھے تو اب اوس تکمیل احسان کا اقتضا یہ ہے کہ اوس تربیت کی تکمیل اس طرح سے پوری کر کہ ہمکو اپنے فضل و رحمت سے بخشدے۔

وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ اس جملہ مین دو فایدے ہین ایک تو یہ کہ جب اٰمَنَّا رَبَّنَا بِاللّٰہِ سے اونہون نے توحید کا اقرار کیا اور اس امر کو مان لیا کہ موحد وہی خلاق عالم ہے والیک المصیر سے اقرار معاد کیا کیونکہ مبدا پر ایمان لانا اصل ہے معاد پر ایمان لانے کا کیونکہ جو شخص اس امر کا اقرار کریگا کہ ذات باری تعالیٰ جزئیات کا عالم اور کائنات کا پیدا کرنے والا وہی ہے تو وہ اس امر کا بھی اقرار کریگا کہ سب کا مرجع بھی وہی ہے اور اوسی کے سامنے سب کی روبکاری ہوگی دوسرا فائدہ اسمین یہ ہے کہ جب بندہ کو اس امر کا علم ہو جائیگا کہ ایک نہ ایک دن ضرور میرے اعمال کی پیشی پروردگار کے بارگاہ مین ہونے والی ہے اور اوس دن سوائے حکم باری کے کسی کا حکم نہین چلیگا اور یہ سمجھ لیگا کہ اوس دن بلا اذن پروردگار کوئی شفاعت کرنے والا نہین ہے تو جملہ غفرانک ربنا والیک المصیر اظہار اخلاص عمل مین اتم ہوگا گویا بندہ اس جملہ مین اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ اے مالک ہمارے گناہون کو بخشنے والا اور ہماری مدد کرنیوالا سوائے تیرے کوئی نہین ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا سے لیکر وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ تک دعا کی چار قسمین ہین

پہلی قسم رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ہے اس مین التجا ہے عدم مواخذہ نسیان اور خطا پر یعنے اے پروردگار ہمارے بھول چوک پر ہم سے مواخذہ مت کر اب اسمین کیا نکتہ ہے لَا تَاْخُذْنَا نہکر لَا تُؤَاخِذْنَا کہا گیا اور اوس کے

معنے لَا تُعَاقِبْنَا رکہی گئی حالانکہ فعل اخذ ایک ہی کے جانب سے ہوتا ہے اس کے دو جواب ہین۔ پہلا جواب تو یہ ہے کہ گو مواخذہ خدا کرنے والا ہے لکن بہولنے والا بھی کبہی خود اپنی طرف سے یہ باعث غفلت کے خود اپنے مواخذہ کا باعث ہوتا ہے یا بہولنے والا کبہی خود بہٹکے ہوے راستہ پر چلکر بہٹک جاتا ہے اس لیئے لا تواخذنا کا لفظ ارکہا گیا تاکہ مواخذہ دونون جانب سے ہو یعنے اے مالک ہم جو کچہ اپنی بہول سے کسی امر کے مواخذہ کے باعث ہوئے ہین تو اوس پر ہم سے مواخذہ مت کر۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ دونون جانب سے مواخذہ ہے یعنے بندے کیطرف سے بھی اور خدا کے طرف سے بھی کیونکہ اللہ بندہ سے مواخذہ بہ سبب اوس کے گناہ کے کرتا ہے اور بندہ اپنے مالک سے مواخذہ بہ سبب اوسکی عفو اور کرم کے کرتا ہے کیونکہ بندہ یہ سمجہتا ہے کہ خوف کے وقت مجھے عذاب سے نجات دینے والا سواے خدا کے اور کوئی نہین ہے پس اوس کے جناب مین گڑگڑاتا ہے۔

نسیان یہان ذکر کا ضد ہے یعنے اگر ہم سے اطاعت مین بہول ہوئی ہو یا چوک ہوئی ہو تو تو معاف کر دے۔

شبہ جب یہ امر مسلم ہے کہ تکلیف مالایطاق جایز نہین اور بہول جانے والے کا فعل قابل مواخذہ نہین اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہین رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاُ وَالنِّسْیَانُ جب کہ نسیان پر مواخذہ سرے سے ہی نہین اور وہ محل عفو ہی نہین تو پہر نسیان کی صورت مین طلب عفو کرنا کیا معنے۔

جواب شبہ نسیان کی دو قسمین ہین ایک تو وہ نسیان ہے کہ جو قابل مواخذہ ہے دوسرا وہ نسیان ہے جو قابل مواخذہ نہین یعنے ایک نسیان ایسا ہے کہ جس نسیان کا عذر قابل قبول ہے دوسرا وہ نسیان جس کا عذر قابل قبول نہین مثلاً کسی شخص نے اپنے کپڑے پر نجاست کا نشان دیکہا اور اوس کو اوس وقت نہین دہویا یہان تک کہ ادسی کپڑے سے

نماز پڑھ لی تو ایسے شخص کا نسیان قابل پذیرائی نہین کیونکہ اوس کو چاہیئے تھا کہ دیکھنے کے ساتھہ ہی اوس کو دہو ڈالتا تاخیر کرنے کی وجہ سے وہ نسیان قابل پذیرائی نہین رہا دوسرا وہ شخص جس نے اپنے کپڑے پر نشان نجاست کا دیکھا ہی نہین اور نماز پڑھ لی تو ایسے شخص کا عذر قابل قبول ہے ایسا ہی ایک شخص حافظ قرآن ہے لکن اوس کی تکرار اور یاد سے بالکل غفلت کرتا ہے اور پڑہتا ہی نہین تو ایسا شخص اگر قرآن بہول جائے تو قابل مواخذہ بہی ہے اور قابل ملامت بھی ہے لکن ایک شخص محافظت قرآن کی رکھتا ہے پہر بہول جائے تو ایسا شخص قابل مواخذہ نہین اور ایسا عذر قابل پذیرائی ہے خلاصہ یہ کہ نسیان کی دو صورتین ہین ایک نسیان قابل معذرت دوسرا نسیان غیر قابل معذرت آیت مین جو نسیان قابل مواخذہ ہے وہ نسیان ہے کہ جس کے اسباب تذکر (یاد) کو چہوڑ کر اوس نے اختیار کیا تھا۔

دوسرا جواب اس کا دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نسیان معنے ترک کے لئے جائین جیسے نسوا اللہ فنسیہم یعنے اونہون نے اللہ کو چہوڑ دیا اللہ نے بھی اونکو چہوڑ دیا۔

نسیان او خطا کا فرق جس چیز کو ضبط کرنا چاہیئے اوسکو غفلت یا ضعف قلبی یا قصد سے چہوڑ دینا یہانتک کہ وہ دل سے بالکل مٹ جائے نسیان ہے خطا کے لغوی معنے کسی راستے سے جدا ہو جانے کے ہین قصداً ایسے کام کو کرنا جس کو نہ کرنا چاہیئے خطا ہے اور یہ خطاء تام ہے جس پر مواخذہ ہے دوسری خطا ایسی کہ جس پر مواخذہ نہین ہے یعنے جو کام کہ کرنا چاہیئے اوس کے نہ کرنے کا ارادہ کرے لکن خلاف مراد اوس سے واقع ہو جائے تو ایسی خطا پر مواخذہ نہین ہے دعا مین جس خطا اور نسیان پر مواخذہ ہے وہ یہی خطا اور نسیان ہے کہ جو عمداً ہو اور اوسی پر مواخذہ مترتب ہے باقی دوسرے قسم کے خطا اور نسیان تو خود معاف ہے پہر اوس کے اوپر مواخذہ نہ کرنے کے کچہ معنے نہین ہین۔

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِنَا یہ دوسری

قسم کی دعا ہے لغت مین اصر بوجھ کو کہتے ہین عہد کو بھی اصر اس وجہ سے کہتے ہین کہ وہ بھی موٹی عہد پر ثقیل ہوتا ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے اللہ جیسے ہم سے اگلی قومون یعنے یہود پر سخت احکام اتارے ویسے ہم پر سخت احکام نازل نہ فرما یہود پر پچاس نمازین اور ربع مال زکوٰۃ مین فرض تھا اور اگر جسم پر نجاست لگ جائے تو اوس کے کاٹ دینے کا حکم تھا جناب سرور کائنات کی امت پر اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ اس قسم کے تکالیف اور احکام شاقہ نازل نہین فرمائے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے بُعِثْتُ بالحنفیۃ السھلۃ السمحۃ مین آسان اور سہل دین حق کے ساتھ بھیجا گیا ہون اس دعا کے مانگنے کی وجہ یہ تھی کہ سختی احکام مین احتمال تقصیر کا ہے اور تقصیر موجب عقوبت ہے اور اللہ کے عذاب کی برداشت کرنے کی کس کو قدرت ہے۔

شبہ جب یہ امر مسلم ہے کہ اللہ تعالےٰ اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے تو سخت احکام یہود پر کیون نازل کئے گئے جس کی وجہ سے وہ مخالفت مین پڑے اس کا جواب معتزلہ نے یون دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ایک انسان کے حق مین ایک حکم کے دینے مین مصلحت ہو اور وہ دوسرے کے حق مین باعث مفسدہ ہو یہود ویسے بہبود کے طبیعت مین چونکہ مدت سے غلظت اور سختی تھی اس لئے اون کے لئے احکام سخت نازل فرمائے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت چونکہ ضعیف اور رقیق تھی اور اونکی طبیعت مین لینت اور نرمی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے احکام بھی سلیس اتارے لکن اصل انصاف اس مین یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ ہی اپنی مصلحت آپ احکام کے اتارنے مین جانتا ہے ہم کیا اور ہماری رائے کیا یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ یہ تیسرے قسم کی دعا ہے اسمین کئی مسائل ہین (۱) پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ طاقت بمعنی اطاقہ ہے جیسے طاعت بمعنی اطاعت ہے ای لاتحملنا ما لانطیق

بعض لوگون نے اس آیت سے تمسک کیا ہے کہ تکلیف مالا یطاق جائز ہے کیونکہ اگر تکلیف مالا یطاق جائز نہ ہوتی تو اوس کا طلب کرنا دعا کے ساتھ کیونکر صحیح ہوتا یعنے یہان سائل اس امر کو جائز رکھتا ہے کہ اے اللہ تو ایسی تکلیف جو بندون پر ڈالتا ہے جسکی وہ طاقت نہین رکھہ سکتے ویسی تکلیف ہم پر مت ڈال بلکہ ایسی تکلیف ہمکو دے جسکی طاقت ہم رکھہ سکین

جواب اس کا جواب معتزلہ نے کئی وجوہات سے دیا ہے پہلا جواب معتزلہ کا یہ ہے کہ دعا مین جو قول لا طاقۃ لنا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اے پرورد گار جس فعل کے کرنے مین مشقت بہت ہو اوس کو تو ہم پر مت ڈال جیسے ایک آدمی کہتا ہے لَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَنْظُرَ اِلیٰ فُلَانٍ مین فلان شخص کو دیکھہ نہین سکتا یعنے اوس کا دیکھنا مجھے ناگوار ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔

اِنَّکَ اِنْ کَلَّفْتَنِیْ مَا لَا اُطِیْقُ + فَسَاءَکَ مَا سَرَّکَ مِنِّیْ مِنْ خُلُقٍ —

اگر تو مجھکو ایسے امر کی تکلیف دیگا جسکی مین طاقت نہین رکھہ سکتا تو پھر جو خصلت میری تجھے اچھی معلوم ہوتی تھی وہ سب تجھے بُری لگنیگین رکیونکہ پھر مین خوشی سے کوئی کام کرونگا تو اچھے کام بھی ہون لکن جب دل سے وہ نہین ہونگے تو بُرے معلوم ہونگے حدیث مین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خادم کا کھانا اور کپڑا اوس کے مولی کے ذمہ ہے مولی کو چاہیے کہ اپنے خادم کو ایسی تکلیف نہ دے جسکی وہ طاقت نہین رکھہ سکتا یعنے جو اوس پر شاق گزرے عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کھڑے ہو کر نماز نہین پڑہ سکتا تو بیٹھہ کر پڑہے اور اگر بیٹھہ کر نہین پڑہ سکتا تو پہلو پر پڑہے پس اس حدیث لم یستطع کے یہ معنے نہین کہ اوسکو جلوس کی قوت ہی نہین ہے قوت جلوس کی ہے لکن جلوس اوس پر شاق ہے پس سب فقہا اس کے یہی معنے لیتے ہین کہ اگر لیٹنے مین یا بیٹھنے مین تکلیف ہو جیسا کہ اللہ تعالی قرآن مین کافرون کے حق مین فرماتا ہے مَا کَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وہ نہین سُن سکتے یعنے سننا اون پر شاق ہے کیونکہ سننا کچھ اون سے

محال تھوڑا ہی تھا اس لئے کہ وہ سنتے برابر تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت لَا تُكَلِّفْنَا مَا لَا طَاقَةَ مین یہ تھوڑا ہی ہے جس سے تکلیف ما لایطاق کا جواز سمجھا جائے بلکہ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا کہا ہے اور مراد اوس تحمیل رکھی ہے اور تحمیل کہتے ہین کہ کسی شخص پر اتنا بوجہ لاد دینا جس کے اٹھانے کی اوسکو طاقت نہ ہو پس اس سے مراد عذاب ہوگا اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ اے اللہ تو ہم پر قیامت مین یا دنیا مین ایسے عذاب اور مصیبت کا بوجہ ہم پر مت ڈال جس کی ہم برداشت نہین کر سکتے پس اگر آیت کو تحمیل کے معنے پر محمول کرین تو لا تحملنا اپنے حقیقی معنی پر رہیگا اور اگر اوس کو تکلیف کے معنے پر محمول کرین تو لا تحملنا کا استعمال مجازی معنے پہ ہوگا پس لفظ کو حقیقی معنے پر محمول کرنا اولیٰ ہوگا بہ نسبت مجازی معنے کے۔

تیسرا جواب تیسرا جواب اسکا یہ ہے فرض کرو کہ اونھون نے اللہ تعالیٰ سے اس امر کو مانگا کہ اے اللہ تو ہمکو تکلیف ایسے امر کی نہ دے جس کے اُٹھانے کی ہمکو قدرت نہین لکن اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکلیف ما لایطاق دے بھی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ کلام علیٰ سبیل الفرض ہو اس لئے کہ کسی امر کی صراحت مستلزم اوس کی نقیض کو نہین ہو سکتی ہے کیونکہ نقیض سے جملہ دعائیہ ساکت ہے اگر ایسا ہو تو آیت رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اس امر پر دال ہے کہ اللہ تعالیٰ باطل کا بھی حکم کرے یا جیسے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ اس دعا سے یہ لازم نہین آتا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو رسوا بھی کرے یا جیسے اللہ تعالیٰ کا جناب سرور کائنات کو کہنا لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ اس سے بھی یہ لازم نہین آتا کہ حضرت سے معاذ اللہ شرک صادر ہو کیونکہ یہ کلام علیٰ سبیل الفرض ہوا ہے غرضکہ سوال عدم تکلیف ما لایطاق سے یہ لازم نہین آتا کہ تکلیف ما لایطاق جائز رکھی جائے غرضکہ اونکی دعا سے تکلیف ما لایطاق کا جواز نہین نکلتا یہ معتزلہ کے جوابیہ جملے تھے اب امام فخر الدین رازی ان جوابیہ جملون کا جواب الجواب دیتے ہین۔

(وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ اگر وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ سے تشدید تکلیف مراد ہو تو پہلی آیت اور دوسری آیت کے ایک ہی معنے ہونگے اور تکرار محض لازم آئیگی حالانکہ اللہ تعالی کا کلام ہر جگہ پر مستقل ہے۔

دوسرے وجہ کا جواب یہ ہے کہ اگر طاقت سے اطاعت اور قدرت مراد ہو تو دوسری آیت لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا کا مطلب مالاقدرۃ لنا ہوگا اور یہ مجاز ہوگا اور جب تک اصل معنے مل سکین مجاز کی ضرورت نہین۔

تیسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی اصطلاح مین تحمیل تکلیف کے ساتھ مخصوص ہے جیسے کہ اللہ تعالی نے کہا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اور اگر فرض کرین کہ یہ عرف مین پایا نہین جاتا تو بھی لا تحملنا کا لفظ عذاب اور تکلیف دونون مین عام ہے تو اوسکا اجرا ظاہری معنے پر رہے گا پھر تحمیل کو عذاب کے ساتھ مختص کرنیکی کوئی وجہ نہین۔

چوتھی وجہ کا جواب یہ ہے کہ جب تکلیف مالایطاق ممتنع ہے تو اوس کی طلب کیونکر صحیح ہوگی کیونکہ جو فعل سرے سے محال ہے اوس کا طلب کرنا طلب محال ہوگا جو سرے سے ناجایز ہے اور یہ دعا اس طرح پر ہوگی جیسے کوئی شخص کہے رَبَّنَا لَا تَجْمَعْ بَيْنَ الضِّدَّيْنِ وَلَا تُقَلِّبِ الْقَدِيْمَ حَدِيْثًا اس واسطے کہ جب جمع بین الضدین سرے سے محال ہے تو اوس محال کی دعا بھی صحیح نہوگی۔

(چھٹا مسئلہ) رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا مین کئی سوالات ہین پہلا سوال یہ ہے کہ پہلے جملے مین تحمیل کا لفظ کہا گیا اور دوسرے مین حمل کا اس مین کیا نکتہ ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ جو امر شاق ہے اوس کا اٹھانا ممکن ہے اور جو امر قدرت سے خارج ہے اوس کا اٹھانا ممکن نہین پس امر غیر مقدور کی تحمیل ہو سکتی ہے لیکن حمل اوسکا ممکن نہین برخلاف امر شاق کے کہ اوس کی حمل اور تحمیل دونون ممکن ہین اس وجہ سے آیت اخیرہ

تحمیل کے ساتھ مختص کر دی گئی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ جب بندے نے اپنے مالک سے یہ چاہا کہ امر شاق کی اوسکو تکلیف نہ دیجائے جیسا کہ لاتحمل علینا اصراً سے ظاہر ہوتا ہے تو اوس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ اوس کو تکلیف مالایطاق بھی نہ دیجائے اس صورت مین اس ترتیب کا عکس اولی ہوتا ہے یعنے پہلے مین لاتحملنا ہوتا اور دوسرے مین لاتحملنا۔

فیصلہ امام فخرالدین رازی | امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ان بحثون کے بعد یہ فرماتے ہین کہ میرے خیال مین اسکا جواب جو کچھ آیا ہے وہ یہ ہے کہ بندے کے دو مقام ہین ایک مقام تو ظاہر شریعت پر بندے کا قائم رہنا ہے دوسرا یہ کہ بندے کا مقامات سلوک مین مکاشفات کا طے کرنا اور اوسکی صورت یہ ہی کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور خدمت اور اطاعت اور شکر نعمت مین بالکل مشتغل ہو جائے پہلے مقام مین بندے کا یہ سوال ہے کہ اے اللہ ظاہر شریعت کے قیام پر ہم پر تشدد اور سختی نہ فرما یعنے لاتحمل علینا اصراً کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر شریعت کی احکام کی پابندی جیسے اگلے لوگون سے کرائی گئی اور سخت سخت احکام اون پر نازل فرمائے ویسی سختی مین ہمکو مت ڈال اور مقام ثانی کے لئے لاتحملنا ما لاطاقۃ لنا بہ یعنے اے پروردگار ہم سے ایسی تعریف اور تحمید اور ثنا جو تیرے جلال کبریائی کی لائق ہو اوس کو تو ہم سے مت طلب کر اور ایسے شکر کو جو تیری نعمتون کے لایق ہے اوس کو ہم سے مت چاہ کیونکہ ہم مین اوس کی قدرت ہی نہین اور ایسی معرفت کی خواہش جو تیری عظمت قدس کے لایق ہو ہم سے مت کر کیونکہ ہم خاکسار ناتوان عاجز تیرا حمد و شکر اور ذکر جیسا کہ تیری ذات کے لئے شایان اور لایق ہے اوس کو بجا نہین لا سکتے اور نہ ہم مین اوس کی طاقت ہے چنانچہ حضرت خود فرماتے ہین لا اُحصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ چونکہ شریعت حقیقت پر مقدم تھی اس لئے شریعت کے بوجھ کو لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کہا گیا اور حقیقت کا مرتبہ بعد کا ہے اس لئے اوس کے لیے لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا

کہا گیا اَن دعاؤن کو صیغہ جمع سے لانے مین نکتہ یہ ہے کہ اس قسم کی دعامین سب مسلمان شریک ہون کیونکہ قبولیت دعا بوقت اجتماع زیادہ موثر اور مکمل ہے چنانچہ اجتماع مسلمین کیساتھ دعا کے بڑے بڑے تاثیرات ہین چنانچہ جب ارواح اور اجتماع اسباب کسی چیز کا ہوجاتا ہے تو وہ زیادہ اثر پذیر ہوتا ہے بہ نسبت انفراد کے۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ

پہلے جملے سے اس جملہ تک دعائین ترک اشیاء پر تہی اب یہان سے دعائین طلب اشیاء پر ہین مگر اب اس کو دیکہنا چاہئے کہ پہلی کی دعاؤن مین ربنا کا لفظ مکرر تین جگہ آیا اور یہان پر نہین اس کا جواب یہ ہے کہ دوری کے وقت احتیاج ندا کی ہوتی ہے اور نزدیکی کیوقت احتیاج ندا کی نہین ہوتی پہلے مین چونکہ بندے کو ایک طرح سے بعد ذات باری تعالی سے تہا اس لئے وہان پر ندا کی کہ اے پروردگار ہمارے لئے ایسا نہ کر کہ پہر جب بندے کا گڑگڑانا اور خشوع اور خضوع زیادہ ہوا تو اوس کو ایک گونہ تقرب ذات باری تعالی سے ہوا پہر ندا کی ضرورت نہین رہی۔

عفو اور مغفرت اور رحم مین فرق ||اب رہا یہ نکتہ کہ پہلے مین عفو کا لفظ کہا گیا دوسرے مین مغفرت کا تیسرے مین رحم کا سو عفو کہتے ہین مٹ جانے کو یعنے عذاب کے ساقط ہوجانے کو مغفرت کہتے ہین بندے کو فضیحت عذاب اور شرمندگی کے بچانے کی غرض سے اوس کے گناہ کو ڈہانپ دینا گویا بندہ یہ کہتا ہے کہ مالک مین تجہسے معافی چاہتا ہون کہ میرے گناہون کو مٹا دے اور جب میٹ دیا تو گویا اون گناہون کو ڈہانپ دیا کیونکہ عذاب قبر یا عذاب آخرت سے نجات پانا جب ہی اچہا ہوتا ہے کہ اوسکی بعد فضیحت عذاب سے بہی نجات ہو فرض کیجئے کہ جرم کی سزا معاف ہوئی لکن رسوائی ویسا ہی رہی تو وہ بہی ایک طرح کا عذاب ہی اس لئے کہ عذاب مین ایک عذاب قبر بہی ہے جو عذاب جسمانی ہے اور فضیحت کا عذاب۔ عذاب روحانی ہے غرضکہ واعف عنا اشارہ ہے عذاب جسمانی سے نجات پانے کے طرف اور واغفر لنا

اشارہ ہے عذاب روحانی سے نجات پانے کیطرف اور جب بندہ دونون عذابون سے نجات
پایا تو پھر طلب ثواب کے طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا وارحمنا انت مولانا یعنے
اے مالک ہم تجھسے طلب رحمت کرتے ہین جیسے عذاب کی دو قسمین ہین ایک روحانی
دوسرے جسمانی ویساہی ثواب کی بھی دو قسمین ہین ایک ثواب جسمانی دوسرے ثواب
روحانی ثواب جسمانی جنت کی نعمتین اور وہان کی لذتین اور عمدہ عمدہ چیزین ہین۔ ثواب روحانی
لذت دیدار الہی اور بقدر طاقت اوس کی علو کبریائی کا منکشف ہونا اور یہ لذت جب
حاصل ہوتی ہے کہ انسان اپنے ماسوا سے بالکل غائب ہوجاے اور نور حضور جلال
باری تعالی مین بالکل ڈوب جاے غرضکہ جملہ وارحمنا طلب ثواب جسمانی کے طرف اشارہ ہے
اور انت مولانا طلب ثواب روحانی کے طرف اور نکتہ اسمین یہ کہا گیا ہے کہ بندہ من کل الوجوہ
ذات باری تعالی کےطرف متوجہ ہے کیونکہ انت مولانا خطاب ہے حاضرین کا دوسرا
لطف انت مولانا مین یہ ہے کہ یہ نکتہ غایت فروتنی اور تذلیل پر دلالت کرتا ہے اور
اس امر کا اعتراف ہے کہ جو کچھ نعمتین ہمکو پہونچی ہین اور جن جن انعامات سے ہم فائز المرام
ہوئے ہین ان سب باتون کا متکفل اور متولی تو ہی ہے ہماری مثال بمنزلہ اوس بچے کی ہی
کہ جسکی اصلاح بغیر ایک ایسی مربی اور مشفق کے نہین ہوسکتی جو ہر وقت ہمارا نگران کار رہے
غرضکہ ہماری مثال اون بندون کی ہے جو اپنے مشکلات اور مہمات امور کی اصلاح مین
سواے اپنے آقا کے کسی پر بھروسہ نہین کرتے خلاصہ یہ کہ ذات باری عزاسمہ ایسا کارساز
اور متولی ہے کہ کوئی اس کا مثل اور شبیہ نہین دنیا اور آسمان اور زمین سب امور کا کارخانہ
اوسی کی ید قدرت مین ہے سب مہمات امور کا وہی مصلح اور متولی ہے جیساکہ دوسری
آیتون سے ظاہر ہوتا ہے نعم المولی ونعم النصیر الله ولی الله الذین امنوا
فانصرنا علی القوم الکافرین یعنے اے ہمارے مالک ہماری اور کافرونکے درمیان
جو کچھ لڑائیان ہورہین ہین اگر ہم سے اور کافرون سے مناظرہ ہو تو ہماری مدد کافرون پر کر اور

دولت اسلام کو اونکی دولت پر غلبہ دے محققین علمار صوفیہ کرام یہ کہتے ہین کہ اے اللہ
ہماری قوۃ روحانیہ ملکیہ کو قوۃ جسمانیہ (جو ہمکو اسوی اللہ کے طرف پہنچاتی ہے) پر مدد دے تاکہ ہم
اوس پر غالب ہوں امام واحدی رحمہ اللہ مقاتل بن سلیمان سے روایت کرتے ہین کہ جب
حضور اکرم سیدنا محمد صلعم کو معراج ہوئی تو خواتیم سورہ بقر عنایت ہوئے فرشتون نے کہا کہ اللہ
عزوجل نے آپ کو عزت دی اور آپ کی تعریف کی کیونکہ آیت مین فرمایا امن الرسول بما انزل الیہ
اب تم اپنے پروردگار سے مانگو آپ نے فرمایا کیا مانگون حضرت جبرئیل نے سکھایا کہو غفرانک
ربنا الیک المصیر اللہ تعالی نے کہا مین بخشدیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا
لا تؤاخذنا اللہ تعالی نے کہا مین مواخذہ نہین کرون گا پھر آپ نے فرمایا ولا تحمل علینا
اصرا اللہ تعالی نے فرمایا مین تم پر سخت احکام نہین اتارون گا پھر آپ نے فرمایا لا تحملنا
ما لا طاقۃ لنا بہ اللہ تعالی نے فرمایا مین تم پر ایسی مشقت نہین ڈالون گا جو تمہاری قوت سے
باہر ہو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت
مولانا اللہ تعالی نے اوس کے جواب مین ارشاد فرمایا مین نے معاف کر دیا اور بخشدیا اور تم پر
اپنی رحمت نازل کی اور مین تم کو کافرون پر غلبہ دون گا۔ بعض روایتون مین آیا ہے کہ جناب
سرور کائنات ان دعاؤن کو پڑہتے تھے اور فرشتے آمین کہتے تھے۔ ربنا لا تزغ
قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت
الوھاب۔ (آل عمران ۱ع) (دیکھے عالم حق کے مزاج مین کجی نہین ہے وہ آیت محکمات
او متشابہات سب پر ایمان لاتے ہین اور کہتے ہین اے پروردگار ہم ایمان لائے
آیت محکم ہو یا متشابہ ہم سب کو منجانب اللہ سمجھتے ہین اور یہ دعا مانگتے ہین) اے ہمارے
مالک ہمارے دلون کو راہ پر لگا دینے کے بعد پھر اون دلون کو ڈانوان ڈول نکر دے اور
اپنی بارگاہ احدیت سے ہمکو رحمت (کا خلعت) سرفراز کر کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے (
اس آیت کے مضمون مین معتزلہ اور اہل سنت کا بہت کچھ مباحثہ ہے لیکن یہان ہم اہل سنت کے

موافق تقریر کرینگے

اہل سنت کہتے ہین کہ اس آیت سے معتزلہ کا رد نکلتا ہے کیونکہ ہدایت اور گمراہی جب اوسی کیطرف سے ہے تو کوئی چیز اوس پر لازم نہین جیسا کہ معتزلہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعالے پر اعمال خیر پر ثواب اور اعمال شر پر عذاب کا دینا واجب اور لازم ہے اہل سنت کہتے ہین کہ قلب مین دونون باتون کی صلاحیت ہے یا تو وہ ایمان کے طرف جھک جائے یا کفر کے طرف میلان کرے اور قلب کا میلان کسی ایک جانب کے طرف بغیر ارادۂ ذات باری تعالی کے نہین ہوتا پس اگر وہ میلان کفر کے طرف ہوگیا تو خذلان کجی انکار۔ ختم غشاوہ و قہر۔ عذاب نصیب ہوا اور اگر اوس قلب کے میلان کو ذات باری تعالی ایمان کیطرف متوجہ کر دیا تو اوس مین توفیق ارشاد۔ ہدایت۔ تسدید۔ تثبیت عصمت نجات نصیب ہوئی اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین مومن کا دل اللہ تعالی کے دو انگلیون مین ہے جس طرف چاہے پھیر دے چنانچہ اسی بنا پر آپ یہ دعا اکثر فرماتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِكَ وَطَاعَتِكَ اور دوسری جگہ صَرِّفْ قلوبنا الی طاعتك آیا ہے غرضکہ جو علم مین پکے ہین وہ درگاہ ذوالجلال مین گڑگڑا کر یہ عرض کرتے ہین کہ اسے اللہ تو ہمارے دلون کو جب وہ حق کے طرف مائل ہوگئے ہین تو پھر باطل کے طرف اونکو نہ مائل کر اور خاصۂ جب کہ وہ ہدایت پا چکے ہین یہ صریح دلیل ہے اس امر پر کہ قلب مین جو ہدایت ہوتی ہے اوسکو اللہ تعالی ہی پیدا کرتا ہے بندے کو کچھ بھی دخل نہین کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیون هَدَيْتَنَا سے دعا ہوتی غرضکہ اس دعا نے معتزلہ کا رد کر دیا جو کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ مختار ہے اور خالق ہے۔

اور اپنی رحمت ہم کو عنایت فرما یہان سے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ قلب جب ہی پاک ہوتا ہے کہ وہ امور مناسبہ سے روشن ہو اسی واسطے پکے علما نے قلوب نور ہدایت سے منور ہونے

کے لئے یہ دعا مانگی کہ اے ہمارے مالک ہمارے دلون کو باطل اور عقائد فاسدہ کے
طرف نہ مائل کر یعنے برے اور خراب عقائد سے پاک اور صاف کردے پھر بعد اس کے
اونہون نے اپنے پروردگار سے یہ التجا کی کہ اے مالک دلون کو انوار معرفت سے روشن
کردے اور ہمارے اعضا کو زینت ظاہری اور باطنی سے مزین فرما اور رحمت کے لفظ
مین تعمیم اس وجہ سے رکھی تاکہ سب انواع رحمت کو شامل ہوجائے چنانچہ رحمت کی کئی
قسمین ہین پہلی رحمت جو دلون پر نازل ہوتی ہے وہ نور ایمان اور توحید اور معرفت ذات
باری تعالی اسے ہے (دوسری رحمت) جوارح اور اعضا مین نور اطاعت اور عبودیت اور خدمت
کا پیدا ہونا (تیسری رحمت) دنیا مین اسباب معیشت امن اور رحمت اور کفایت کا نصیب ہونا
(چوتھی رحمت) موت کے وقت سکرات موت کا آسان ہونا (پانچوین رحمت) قبر مین سوال
منکر نکیر کا آسان ہونا ظلمت قبر کا دور ہونا (چھٹی رحمت) قیامت مین عذاب کا آسان ہونا
جواب کی روبکاری سہل ہونا گناہون کا بخشا جانا نیکیون کا پلہ بھاری ہونا غرضکہ مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً
مین سب قسم کی رحمت آگئی اور ان رحمتون کا دینے والا سوائے ذات باری تعالی کے کوئی
نہیں ہے اس لئے تاکیدی جملہ مِن لَّدُنكَ عقل اور قلب اور روح کو تنبیہ دینے کی غرض سے
لایا گیا ہے یعنے یہ تمام مقاصد اور رحمتین اے مالک ہم تجھی سے مانگتے ہین سوائے تیرے
کوئی ہم کو دینے والا نہین۔ اور چونکہ رحمت کا لفظ نکرہ بغرض تعظیم لایا گیا ہے جس سے مقصود
یہ ہے کہ ہم تجھی سے رحمت عظیمہ کو مانگتے ہین کیونکہ وہ رحمت تجھہ جیسے عظیم الشان سے ہی کو لائق
رہی ہے اس کے بعد اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کے لانے مین یہ نکتہ رکھا گیا ہے کہ تو بڑا بخشش
کرنے والا ہے یعنے اے مالک اس دعا مین ہم نے جو کچھ تجھہ سے طلب کیا ہے وہ ہماری
نسبت کرتے تو بڑی چیز ہے لکن تیرے کمال اور غایت دریائے جود کے سامنے بالکل
حقیر ہے کیونکہ تو ایسا دینے والا ہے کہ تیرے خزاین جود کے اثرات جو تمام اشیا اور ماہیات
مین جلوہ افروز ہین وہ سب تیرے فیضان جود کے سامنے ایک قطرہ ہین غرضکہ تیرے

دریاے جود کے سامنے ہمارے مقاصد بمنزلہ ایک قطرہ کے ہین تو کیا عجب ہے کہ ہم بھی سیراب ہون رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ (آل عمران ع) اے ہمارے مالک (قیامت کو دن) جس کے ہونے مین کسی قسم کا شبہ نہین ہے تو اوس دن لوگون کو جمع کریگا کیونکہ اللہ وعدہ خلافی نہین کرتا یہ دعا بھی علماء راسخین کی ہے جب اونہون نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ ہم کو کجی سے بچالے اور ہدایت اور رحمت کے ساتھ مختص فرما اب اوس کے بعد یہ دعا مانگی اسمین مطلب یہ رکہا کہ ہماری غرض مصالح دنیوی نہین ہے بلکہ ہماری بڑی غرض آخرت ہے کیونکہ ہم اس امر کو بخوبی جانتے ہین کہ قیامت کے دن تو ضرور لوگون کو جمع کریگا اور یہ بھی جانتے ہین کہ تو وعدہ خلافی نہین کرتا اور تیرا کلام جہوٹ نہین ہوتا پس جس شخص کا دل دنیا مین مائل بکجی ہو وہ عذاب آخرت مین ابد الآباد رہے گا اور جس شخص کو تونے توفیق اور ہدایت اور رحمت عطا فرمائی اور اونکو مومنین سے کیا تو وہ سعادت اور کرامت ابدی مین رہیگا پس ہماری بڑی غرض اس سے آخرت کی اصلاح ہے کہ آخرت مین ہمکو سعادت ابدی عنایت فرما۔

(بلاغت) جملہ إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ کی تقدیر جَامِعُ النَّاسِ لِلْجَزَاءِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ہے جزا کو حذف کردیا اس لئے کہ وہ امر معلوم ہے اور اضافت فاعل کی مفعول کے طرف کردی گئی جملہ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ پہلے مضمون جملہ کی علت ہے کیونکہ معبود کی شان سے یہ بھی ایک شان ہے کہ وہ وعدہ کو وفا کرے اور خلاف وعدگی شان الوہیت کے خلاف ہے اب رہا اس امر کا نکتہ کہ یہان اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ المِیعَادَ کہا اور آخر صورت کی دعا مین انک لا تخلف المیعاد کہا ان دونون مین فرق یہ ہے کہ یہان اظہار عظمت و جلال ہے کیونکہ قیامت کا دن ایک ہولناک امر ہے اس لئے مناسب یہ تہا کہ یہان لفظ جلال لایا جاتا اور وہان چونکہ طلب انعام اور اقتضاے رحمت ہے

اس لئے وہان کاف سے خطاب کیا گیا یعنے حشر ونشر اس لئے ہے کہ مظلومون کا انصاف
ظالمین سے لیا جاے اس لیے اسم اعظم اللہ کا نام لینا مناسب ہوا اور آخر سورت مین بندہ
اس امر کا اظہار کرتاہے کہ اے اللہ تو ہم پر اپنا فضل اور انعام کر اور گناہون سے
درگزر کر پس وہان پر مناسب کاف خطاب ہوا۔ اس دعا کے لانے سے غرض یہ تھی کہ یہ
بتلایا جائے کہ راسخین فی العلم کی ہمت آخرت پر لگی ہوئی ہے اس واسطے اونہون نے ثبات
ہدایت کو اللہ تعالی سے مانگا کہ ثواب حاصل کرین حدیث شریف مین جعفر بن محمد خلدی سے
آیاہے کہ حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس آیت کو گمی ہوئی چیز کیلئے
پڑھے گا اللہ تعالی اوس چیز کو ولادیگا اور اوس کو اسطرح پڑھے یَا جَامِعَ النَّاسِ
لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَالِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ چاہیگا
تو اوس کی گمی ہوئی چیز ملجاویگی۔ یا اوس سے بہتر اوس کو کوئی چیز دے گا۔
شبہ معتزلہ اس آیت سے جبائی معتزلی استدلال کرتاہے کہ اللہ تعالے نے جو فاسقین
کے حق مین وعید نازل کی ہے وہ ہو کر رہیگی یعنے فاسقین کو سزا دینا لازم ہے کیونکہ وعید بھی
وعدہ کے تحت مین ہے اور اس پر دلیل یہ آیت ہے جب جنتی دوزخیون سے کہینگے اَنْ
قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا یعنے جو کچھ ہمارے
پروردگار نے ہم سے وعدہ جنت کیا تھا وہ ہم کو مل چکا آیا تم کو جو تمہارے پروردگار نے
عذاب کی دہمکی دی تھی وہ تم کو مل چکی یا نہین پس آیت سے معلوم ہوا کہ وعید بھی وعدہ کے
تحت مین ہے پس جب اللہ تعالی وعدہ کا خلاف نہین کرتا تو وعید کے بھی خلاف نہین کرتا
جواب شبہ معتزلہ اس اعتراض کا جواب اہل سنت یہ دیتے ہین کہ فاسقین کے حق مین جو وعید ہے
وہ مستلزم عذاب نہین تاکہ اس سے اخلاف وعدہ لازم آئے بلکہ وعید کی دو صورتین
ہین ایک وعید بشرط عدم عفو ہے دوسری وعید بشرط عفو ہے جو وعید بشرط عدم عفو ہے
یعنے ایسی وعید کہ جسکی معافی کسی طرح نہین ہوسکتی ایسی وعید کا خلاف اللہ تعالی نہین کرتا

لکن ایسی وعید جو عفو کے ساتھ مشروط ہے اوس کے خلاف اللہ تعالی کرسکتا ہے کیونکہ
ایسی وعید معلق بشرط عفو ہے اگر معاف کردیگا تو اوس پر لازم نہین کہ سزا دیوے پس
جیساکہ تم وعید کے نفاذ کو عدم توبہ کے ساتھ مشروط کرتے ہو ایسا ہی ہم وعدۂ ذات باری
تعالی کو شرط عفو کے ساتھہ اور وعید کو شرط عدم عفو کے ساتھ مختص کرتے ہین اگر ہم مان
بہی لین کہ وعید عام ہے لکن اس کو ہم نہین مانتے کہ وہ وعدہ کے تحت مین ہی ہوسکتا ہے
کہ آیت ہل وجدتم ما وعد ربکم استفہام تذلیلی کے طور پر ہو جیسے فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ
(توبہ سع) یا جیسے ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ اور اس کا جواب یہ بہی ہوسکتا ہے
کہ آیت مین جو وعدہ کا لفظ لایا گیا ہے اوس سے وعید مراد ہی نہو بلکہ وعدہ ہی مراد ہو یعنے
وہ منفعتین جن کے ملنے کی امید اونکو بتون سے تہی کیونکہ وہ دوزخی بت پرست اور مشرک
اپنے بتون سے اس امر کی امید رکہتے تہے وہ اللہ کے پاس سفارش کرینگے پس یہان پر
جنتی اون دوزخیون سے یہ پوچہہ رہے ہین کہ تم کو جو امید تہی کہ ہمارے بت اللہ کے پاس
سفارش کرکے ہمکو بچا لینگے آیا تم نے اوس وعدہ کو پورا پایا اور یہ بہی مراد ہوسکتی ہے کہ وعدہ سے
مراد وہ منافع ہون جن کے ملنے کی اُمید اونکو اپنے بتون سے ہو۔

تقریر امام اوحدی | امام اوحدی کہتے ہین کہ یہ آیت مختص بجا اولیا کے ساتھ ہے یعنے اللہ تعالی
اپنے اولیا سے وعدہ کا خلاف نہین کرتا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اپنے اعدا سے بہی وعید
کے خلاف نہ کرے ہوسکتا ہے کہ اعدا کو دہمکی بغرض تہدید کی جاوے پہر اوس کی خلاف کرے
کیونکہ وعید کا خلاف کرنا عرب کے پاس عین کرم ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

اذا اوعد السّرّاء انجز وعدہ ۔۔۔ وان اوعد الضّرّاء فالعفو مانع

یعنے ممدوح جب کسی سے کسی خوشی کا وعدہ کرتا ہے تو اوس وعدے کو پورا کرتا ہے اور جب
کسی ضرر کی تہدید اور دہمکی دیتا ہے تو اوس کی صفت عفو مانع ہے

حکایت عجیبہ | ابو عمرو بن علا اور عمرو بن عتبہ معتزلی کے درمیان ایک مناظرہ ہوا ابو عمرو بن علا نے

عمرو بن عبید سے کہا تم اون لوگون کے بارے مین کیا کہتے ہو کہ جنہون نے کبیرہ گناہ کیا ہے کیا
اللہ اونکو نہین بخشیگا عمر بن عبید سے کہا اللہ تعالی نے وعدہ بھی کیا ہے اور وعید بھی جیسا کہ
اللہ تعالی اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے ویسا ہی وعید کو بھی پورا کرتا ہے ابو عمرو بن علار نے
کہا واویار تم تو بالکل عجمی رہے مین یہ نہین کہتا کہ تم زبان کی راہ سے عجمی ہو بلکہ دل کی راہ سے
تم عجمی ہو کیونکہ عرب لوگ جیسا وعدے کے رجوع کو برا سمجھتے ہین ویسا ہی وعید سے پھر جانے کو
عین کرم جانتے ہین پھر کیا اللہ کی ایسی بھی شان نہین کہ اونہین دھمکی کی راہ سے کوئی بات
کہی ہو اور بعد دھمکی سے پھر جاے اور گناہ گارون کو معاف کردے جیسا کہ عرب کہتا ہی
وَاِنِّیْ وَاِنْ اَوْعَدْتُہٗ اَوْ وَعَدْتُہٗ لَمُکْذِبُ اِیْعَادِیْ وَ مُنْجِزُ مَوْعِدِیْ
معتزلہ نقل کرتے ہین کہ جب ابو عمر بن علار نے ایسا کہا تو عمر بن عتبہ نے ابو عمر سے کہا ای
عمر کیا تم اللہ تعالی کو اپنے نفس کا مکذب خیال کرتے ہو اونہون نے کہا نہین جب نہین کہا تو عمر بن
عتبہ نے کہا اس سے تمہاری حجت ساقط ہوگی یعنے یہ جو شعر تم نے پیش کیا ہے غلط ہوا۔
فیصلہ امام فخر الدین رازی | امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ ابو عمرو کو اس کا یہ جواب دینا تھا
کہ تم نے وعید کو وعدہ پر قیاس کیا ہے حالانکہ وعد اور وعید مین بڑا فرق ہے اور مین نے
جو شعر شاہد مین پیش کیا ہے اوس سے میری مراد وعید اور وعد مین فرق بتلانا ہے کیونکہ
وعدہ وہ حق ہے جو واجب الادا ہے اور وعید وہ ہے جس کا ادا کرنا لازم نہین کیونکہ غرض
مُوعِد (یعنے وعید بیان کرنے والے) کے لئے ہے جو شخص اپنے حق کو خود ساقط کرے
یہ اوس کا جود و کرم ہے اور جو شخص غیر کے حق کو ساقط کرے یعنے وعدہ کرکے پورا نہ کرے
تو ایسا شخص برا ہے اس سے فرق وعد اور وعید مین ظاہر ہو گیا اور تمہارا قیاس وعید کو
وعدہ پر کرنا باطل ہو گیا اور مین نے اس شعر کو اس واسطے ذکر کیا تاکہ فرق دونون مین ظاہر ہو جاے
اب تم یہ جو کہتے ہو کہ جب اوس نے وعید کو پورا نہین کیا تو کاذب ٹھیرا یا مکذب تو اوس کا جواب
یہ ہے کہ تکذیب یا کذب جب ثابت ہو کہ اوس وعید کا ثبوت حتماً بلا شرط ہوا اور میرے پاس

جتنے وعیدات ہین وہ سب مشروط عدم عفو کے ساتھ ہین لیسے وعید کے ترک سے ذات باری تعالیٰ کے کلام مین کذب ثابت نہین ہوتا۔

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ال عمران ع ۲) وہ متقین یہ کہتے ہین کہ اے ہمارے مالک ہم تجھ پر ایمان لائے (یعنے ہم نے تیری تصدیق کی) ہمارے گناہون کو معاف کردے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالے ف یہ اون پرہیزگارون کی صفت ہے جن کا ذکر اوپر کی آیت مین ہوچکا ہے اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف ایمان نجات کے لئے کافی ہے معتزلہ کا اس آیت سے رد نکلتا ہے جو کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو دوزخ سے نجات نہوگی اس مسئلے کی توضیح یہ ہے کہ مومنین متقین نے مجرد ایمان کو وسیلہ مغفرت قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اون کے اس قول کو معرض مدح مین بیان فرمایا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مجرد ایمان مستوجب مغفرت اور رحمت ہے اب اوسکو اختیار ہے کہ کبیرہ گناہ پر سزا دے یا معاف کردے غرض کبیرہ پر سزا دینا اوس پر لازم اور واجب نہین ہے

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ع ۳

(اے پیغمبر) تم یہ کہو کہ اے میرے خدا سارے جہان کے مالک جس کو تو چاہے بادشاہ بنادے اور جس سے تو چاہے بادشاہت چھین لے جس کو تو چاہے عزت دے اور جس کو تو چاہے ذلت دے۔ ساری بھلائی تیرے (مبارک) ہاتھ مین ہے بیشک تو سب کچھ کرسکتا ہے ع ۳

تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ

مَنْ تَشَاۤءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (آل عمران سع)

تو رات کو کم کرکے دن مین ملا دیتا ہے اور دن کو کم کرکے رات مین ملا دیتا ہے اور جیتا جاندار
مردے سے نکالتا ہے (مثلاً نطفے اور انڈے سے چوزہ) اور مردہ جیتے سے نکالتا ہے
(جیسے نطفہ اور انڈا جاندار سے) اور تو جسکو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔
خلیل اور سیبویہ کے پاس اَللّٰھُمَّ کی اصل یا اللہ ہے میم مشدد کو آخر مین یا کی جگہ پر لائے
ہین فرا کہتا کہ اصل اللھم کی یا اللہ امنا بخیر ای اقصدنا بخیر ہے کثرت کلام کی وجہ
سے حرف ندا کو اور اُمّ کے الف کو حذف کر دئے اَللّٰھُمَّ ہو گیا مَالِکَ الْمُلْکِ کے نصب
کی دو وجہین ہین ایک تو یہ کہ یہ ندا کی راہ سے منصوب ہے اور اسکی اصل یا مالک الملک ہے
دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ صفت ہے مناداے مفرد کی کیونکہ اللھم کی اصل یا اللہ اور اوسکی
صفت یا مالک الملک ہے۔

شان نزول | اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
مکہ فتح کر لیا تو آپ نے کہا کہ تم ضرور فارس اور روم کو فتح کروگے منافقین یہ سن کر کہنے لگے
او دیکھو تو محمد کو بھی ملک فارس اور روم جو ایسے محفوظ اور معزز مقام ہین اون کے لینے کی
ہوس اور آرزو پیدا ہو گئی ہے اس کے جواب مین اللہ تعالیٰ انے آپ کو ارشاد فرمایا کہ تم
اے محمد یہ دعا کرو یعنے قل اللّٰھُمَّ الخ تک ابن عباس کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم
یہی ہے حضرت معاذ رضہ نے اپنے قرض کی شکایت کی آپ نے فرمایا تم اس آیت کو پڑھو
اور اوس کے بعد یہ دعا مانگو۔ رحمٰن الدنیا والآخرۃ و رحیمھما تعطی من
تشاء وتمنع من تشاء ارحمنی رحمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواک
اللّٰھم اغننی من الفقر واقض عنی الدین غرضکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ
جو منافقین اپنے خیالات پکار رہے ہین کہ محمد کو ملک فارس اور روم کہان مل سکتا ہے یہ
انکا خیال فاسد اور زعم کاسد ہے اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے اور اوس کی یدقدرت مین ہے

جس کو چاہے ملک دیدے اور جس سے چاہے ملک چھین لے جسکو تو چاہے عزت دے
جس کو تو چاہے ذلت دے۔ تیرے ہی ید قدرت مین سب طرح کی خوبیان ہین اور سب
خیرات کا توہی منبع ہے بِيَدِكَ الْخَيْرُ مین لفظ بیدک جو خبر ہے اس واسطے مقدم کیا گیا ہے
کہ وہ مفید تخصیص ہے یعنی خیر تیرے ہی ہاتھ مین ہے غیر کو کچھ اختیار نہین

شبہ اب یہان پر شبہ یہ ہوتا ہے کہ خیر کا ذکر کیا اور شر کا کیون نہین حالانکہ شر اور خیر
دونون اوسی سے ہوتی ہے۔

جواب شبہ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ خیر محض مہربانی ہی مہربانی ہے برخلاف شر کے کہ وہ
مہربانی نہین بلکہ جزاے عمل ہے اس لئے اوسکو نہین لاے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ
خدا کا جو شر ہے وہ بھی خیر ہے گو بادی النظر مین شر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ شر مین امتحان ہے
بعضون نے کہا یہان شر حذف کر دیا گیا ہے اصل جملہ کی تقدیر بِيَدِكَ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ ہے
تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ مقام مقام دعا ہے اور دعا مین خیر ہی مانگا جاتا ہے نہ شر۔

إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یہ جملہ پہلے جملے کی علت اور تحقیق کے لئے آیا ہے یعنی جب تو
ہر چیز پر قادر ہے تو پھر ہمکو ملک فارس اور روم کے فتح کرانے پر بھی قادر ہے اور اس
دعوے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ جو سب سے بڑا امر یعنے رات کا بڑھ جانا اور دن کا
چھوٹا ہوجانا یعنے کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ رات آٹھ گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور دن اٹھارہ
گھنٹے کا اور کبھی اس کے خلاف ہوتا ہے یعنے رات بڑھ جاتی ہے اور دن گھٹ جاتا ہے
جب ایسے بڑے بڑے کرون کی تدبیر اور اونکے بڑھانے اور گھٹانے پر قادر ہے
تو یہ کون تعجب ہے کہ تو مسلمانون کو عزت دیدے اور کافرون کو ذلیل کردے اور اس
دعوی پر تیسرا ثبوت یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہین کہ یہ تیری ہی ید قدرت ہے کہ زندہ چوزہ یا زندہ
بچہ نطفہ سے جو مردہ ہے پیدا ہوتا ہے اور مردہ یعنے نطفہ اور انڈا انسان اور مرغی سے
پیدا ہوتا ہے اور یہ تیری محض قدرت ہی قدرت ہے پھر اس مین کیا تعجب ہے کہ ہماری

ذلت کے مبدل بعزت کرے یہ تو قدرت اوس کی حیوانات مین ہوئی نباتات مین دیکھو کہ ایک
تخم سے کتنے بڑے بڑے درخت پیدا ہوتے ہین اور پھر اون سے خوشے نکلتے ہین اور
پھر بیج حاصل ہوتا ہے یہ سب تیرے آثار قدرت و عجائبات تخلیق ہین یا انسان مین اگر
غور کرو تو مردہ کافر سے زندہ دل مسلمان پیدا ہوتا ہے اور زندہ دل سے یعنی مسلمان
سے کافر مردہ دل پیدا ہوتا ہے پھر انسان کے قوائے دماغیہ کو دیکھو کہ اون مین کیا کیا
عجائبات ہین کہ مختلف قسم کے عجائبات اور ایجادات اسی عقل سے نکلتے جاتے ہین جنکی
سمجھنے مین عقل انسان عاجز ہے۔ جس کو تو چاہے بغیر حساب اپنے عنایات وافرہ سے
مالا مال کردے یعنی تیرے دینے مین کسی طرح کی تنگی اور بخل اور تقصیر اور امساک نہین
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آل عمران ع ۴) اوس وقت
یا اوس جگہ کو یاد کرو) جبکہ زکریا علیہ السلام نے یہ کرامت دیکھی) کہ مریم علیہا السلام کے پاس جاڑے کا
میوہ گرمی مین موجود ہے اور گرمی کا میوہ جاڑون مین مل رہا ہے جو خلاف عادت ہے تو وہان
آپ کو بھی آرزو ہوئی کہ اپنے مالک سے خلاف عادت کے قدرت ظاہر ہونے کی التجا کرین۔
اپنے پروردگار سے آپ نے یہ دعا مانگی اے میرے مالک مجھے اپنے بارگاہ سے نیک
اور پاکیزہ اولاد عنایت فرما جیسا کہ تونے مریم کو خلاف موسم میوہ عنایت فرمایا۔ یا جیسی مریم جیسی
اولاد مریم کی بوڑھی بانجھ مان کو تونے اولاد دی بیشک تو دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ **ف**
اس آیت سے بھی معتزلہ کا رد ہوتا ہے کہ جو معجزات انبیا اور کرامات اولیا کا انکار کرتے ہین
کیونکہ مریم علیہا السلام کے پاس خلاف موسم میوے کا ہونا یا خلاف عادت بوڑھے مرد اور
بوڑھی عورت کو اولاد ہونا یہ سب کرامت اور معجزات ہین ذُرِّيَّةً کا اطلاق واحد اور جمع
دونون پر ہوتا ہے یہان واحد ہی مراد ہے سَمِيعُ الدُّعَاءِ سے مراد دعا کا سننا نہین ہی
بلکہ مراد قبول دعا ہے جیسے سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ یعنی اللہ تعالیٰ نے بندون کی تحمید کو

قبول کرلیا۔ یعنے اے پروردگار میری التجا کو تو ہی قبول کرنے والا ہے۔
قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔
رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ
الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران ۵۰ ع) جب عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کون میری مدد اللہ کے لئے کریگا حواریون نے کہا کہ ہم اللہ اور اوس کے رسول کی دین کی مدد کرنیوالے ہین اور اے عیسیٰ تم گواہ رہو ہم مسلمان ہین اے مالک ہمارے جو تونے کتاب (انجیل) ہم پر اتاری ہے اوس پر ہم ایمان لائے اور تیرے رسول (عیسیٰ) کے ہم تابع ہوے پس ہمکو بھی اون لوگون مین لکھ لے جو گواہ ہین **ف** یعنے جب حوارئین نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے ایمان اور اسلام پر گواہ رکھا پھر جناب باری مین گرگرا کر عرض کیا کہ اے پروردگار جیساکہ قوم عیسیٰ تجھہ پر ایمان لائی ہے ویسا ہی ہم بھی ایمان لائے اور جیساکہ اونہون نے کتب آسمانی کا اقرار کرکے کہا امنا بما انزلت ویسا ہی ہم بھی کہتے ہین امنا بما انزلت جوکچھ تونے اتارا اوس پر ایمان لاے اور جیساکہ اونہون نے تیرے رسول کی اطاعت کی ویسا ہی ہم بھی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہین پس ہم یہ چاہتے ہین کہ تو ہمکو گواہون مین لکھہ لے۔

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ سے کیا مطلب ہے اسمین مفسرین نے بڑا اختلاف کیا ہے اور اس کے کئی وجوہ بیان کئے ہین۔

پہلی وجہ ابن عباس نے کہا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت سے ہے کیونکہ وہی مخصوص اداے شہادت کے ساتھہ ہین جیساکہ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ سے ثابت ہے۔

دوسری وجہ ابن عباس سے یہ منقول ہے کہ اے اللہ ہمکو زمرۂ انبیا مین لکھ کیونکہ ہر ایک نبی اپنی قوم کا گواہ ہوگا جیساکہ آیت فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ

سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اونکی دعا کو قبول کر لیا اور اونکو بھی ویسا ہی معجزات عطا فرمائے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے یعنے مردون کا زندہ کرنا وغیرہ۔

تیسری وجہ | الکتبنا من الشاہدین کا یہ معنے بہی ہے یعنے جن لوگون نے تیری توحید کی گواہی دی ہے اور تیرے انبیا کی تصدیق کی ہے ہمکو بھی اونہین مین شمار کر۔

چوتھی وجہ | فاکتبنا مع الشاہدین مین اشارہ ہے اس آیت کے طرف اِنّ کتاب الابرار لفی علیین کیونکہ جو کتاب اعلی علیین مین ہے اللہ تعالیٰ ادن لوگون کے نامون کو مومنین مین شریک کرتا ہے اور ملا اعلی اور ملایکہ مقربین مین اون کا ذکر کرتا ہے۔

پانچوین وجہ | یا شاہدین سے مقام احسان مراد ہے جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام کی حدیث سی معلوم ہوتا ہے یعنے اے اللہ تو ہمکو مقام احسان عطا فرما یعنے ہم تیری ایسی عبادت کرین کہ گویا تجھکو ہم دیکھہ رہے ہین یا نہین تو خیر ہم اتنا سمجھہ لین کہ تو ہم کو دیکھہ رہا ہے اور مرتبہ شہادت عبادت کا اعلیٰ مرتبہ ہے کہ بندہ مقام شہود مین ہو نہ مقام غیبت مین یعنے اے مالک ہمکو مقام استدلال سے نکالکر مقام شہود اور مکاشفہ تک پہونچا۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

ترجمہ (آل عمران ۱۵ع) اور اون مجاہدین صابرین کا قول یہ ہوتا ہے اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہون کو بخشدے اور جو زیادتی ہم سے ہمارے کامون مین ہوئی ہے اوسکو بھی معاف کر اور ہمکو ثابت قدم رکھہ اور کافرون پر ہم کو فتح دے ف قاضی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس دعا مین اوس ادب کو بتلایا کہ مشکلات امور مین اور مصائب اور تکلیفون مین کس طرح دعا مانگنا چاہئے۔ اور غرض اوس سے یہ ہے کہ اُمت محمدیہ امداد اور اعانت ہر امور مین اللہ تعالیٰ ہی سے چاہے اور دشمنون پر غلبہ حاصل کرنے کی دعا کرنے سے پہلے استغفار چاہئے جسکو آیت ربّنا اغفر لنا ذنوبنا بتلا رہی ہے ذنوب کے

لفظ مین تعمیم رکہی گئی خواہ وہ صغیرہ ہون یا کبیرہ پہر اوس کے بعد لفظ اسراف کی تخصیص
بعد التعمیم کی گئی تا کہ معلوم ہو کہ اسراف ہر چیز مین برا ہے کیونکہ اسراف کہتے ہین کہ ہر چیز
مین حد اعتدال سے بڑہ جانے کو جیسے کہتے ہین فلان مسرف جبکہ وہ کثرت سے بے موقعہ
مال خرچ کرتا ہے اور آیت سے بہی اسراف کی ممانعت آئی کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا
پہر جب ان معروضون سے فارغ ہوے تو اونہون عرض کیا کہ اے اللہ تو ہماری سینون سے
فاسد باتون کو نکال دے اور دلون سے خوف کو دور کر دے یعنے ہمکو موقعہ جنگ مین
ثابت قدم رکہہ پہر بعد اوس کے بیان کیا کہ ہمکو کافرون پر نصرت دے کیونکہ دشمنون پر
غلبہ حاصل کرنا ثابت قدمی سے ہوتا ہے اور غلبہ اصل مقصود ہے اس وجہ سے کہ
فتح یابی سے دشمن کے دلون مین رعب پڑ جاتا ہے گویا نصرت علی الدعداء ایک تیر ہوائی
جو جہرون سے عناد کو دور کرتی ہے یا ایک دریا کی لوٹ ہے جو ایک جگہ ٹہہرنے نہین دیتی
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ
لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ
وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا
بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّكَ
مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ
لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا
وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ
الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران ۔ ع ۲۰) (ترجمہ)
آسمان اور زمین کی ساخت و پیدائش اور رات اور دن کی آمد و رفت مین عقلمندون

کے لئے اوسکی قدرت کی نشانیاں ہیں وہ عقلمند ایسے ہیں جو اوٹھتے بیٹھتے کروٹ لیتے
اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدایش میں غور کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں
کہ اے ہمارے مالک تو نے یہ سب کارخانہ بیکار نہیں پیدا کیا تیری ذات (لغو اور بیکار
کام کرنے سے) پاک ہے اے مالک ہمکو دوزخ کے رنج سے بچالے اے ہمارے مالک
توجسکو دوزخ میں لے گیا اوسکو تو نے ذلیل اور خوار اور رسوا کیا اور مشرکوں کا کوئی
مددگار نہیں مالک ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے کی ندا سنی (یعنے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی) جو یہ کہتا ہے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ ہم تجھہ پر ایمان لاے
مالک ہمارے گناہوں کو بخشدے اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کردے اور نیک
لوگوں کے ساتھہ ہمکو موت دے اے ہمارے مالک جو تو نے ہم سے اپنے پیغمبروں
کی زبانی وعدہ کیا سو اوس وعدے کو پورا کر اور قیامت کے دن ہم کو (سب لوگوں کے
سامنے رسوا مت کر) بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا **ف** عبودیت کے تین اقسام
ہیں دل سے تصدیق کرنا زبان سے اقرار کرنا ہاتھہ پیروں سے کام کرنا پس آیت یذکرون اللہ
عبودیت لسانی کے طرف اشارہ ہے و قیاما و قعودا و علی جنوبہم اشارہ عبودیت بدنی کے
طرف ہے اور یتفکرون اشارہ عبودیت قلبی اور فکر اور روح کے طرف ہے کیونکہ جب
انسان زبان سے ذکر کرتا ہے اور اعضا سے شکریہ خداوندی بجالاتا ہے اور
دل سے فکر کرتا ہے تو گویا اوس نے تمام اعضاے جسم سے خدا کی عبادت کی اس آیت
میں ذکر سے کیا مراد ہے اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں بعض مفسرین نے کہا
کہ وہ یاد الہی کی مواظبت رکھتے ہیں کیونکہ انسان کی تین حالتیں ہیں قیام قعود اضطجاع
دوسرا قول یہ ہے کہ ذکر سے نماز مراد ہے یعنے حتی الامکان نماز کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں
اور اگر کھڑے نہ ہوسکیں تو بیٹھکر اور اگر بیٹھکر بھی نہو سکے تو لیٹ کر پہلو پر غرضکہ وہ نماز
کسی حالت میں نہیں چھوڑتے لکن اول معنے پر آیت کو محمول کرنا اولی ہے کیونکہ فضیلت

ذکر الٰہی مین بہت ساری آتیںن آئین ہین۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
جو شخص جنت کے چمنون مین سیر کرنا چاہے وہ اللہ کا ذکر بہت کرے اللہ تعالیٰ نے ذکر کے
طرف پہلے رغبت دلائی پھر فکر کے طرف متوجہ کیا کہ فکر کرو تو آسمان اور زمین کی پیدائش
مین اور اوسکی ساخت مین اور اوسی کے موافق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مین مت غور کرو کیونکہ وہ بیچون اور بےچگون ہے بلکہ اللہ تعالیٰ
کے مخلوق مین غور فکر کرو اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ جس ذات کی حقیقت نہین معلوم ہو سکتی
اوس چیز کی معرفت اوس کے آثار اور افعال سے ہوتی ہے جیسے افعال فاعل کے
اشرف و اعلیٰ ہونگے ویسا ہی کمال فاعل کا معلوم ہوگا اسی وجہ سے عامی آدمی جو اعتقاد
قرآن کو عظیم سمجھتا ہے اوس کا اس قسم کا اعتقاد تقلید اجمالی ہے لکن وہ مفسر جو قرآن
کے اسرار اور ہر آیت کے غوامض پر واقف ہے اوس کا اعتقاد بہ نسبت عامی کے
اقوی اور اعلیٰ ہے دوسری اوس کی وجہ یہ ہے کہ دلائل توحید دو قسم پر منقسم ہین
ایک دلائل آفاقی دوسرے دلائل انفسی اور اس مین کوئی شک نہین کہ دلائل آفاقی
اجل اور اعظم ہین دلائل انفسی سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔
اگر انسان درخت کے ایک پتہ کو لے اور مین خداوند تعالیٰ کے انواع واقسام کے
قدرتہاے گوناگون نظر آئینگے ایک پتہ کس طرح سے بڑہ گیا پھر اوس کی شاخین
مختلف طور پر کس طرح پہیلین بعض تو ایسی ہین کہ نظر آتی ہین اور بعض بوجہ باریکی دکھائی
نہین دیتین اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت بالغہ اور اسرار عجیبہ کو
ایک پتہ مین ودیعت کر رکھا ہے اول تو اوس مین قوۃ جاذبہ رکھی ہے کہ وہ زمین کے اندر
سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے پھر وہ غذا خام عروق اور شرائین اور شاخہاے شجر مین
پہیل جاتی ہے اگر انسان غور کرے کہ یہ پتہ کس طرح پیدا ہو رہا ہے اور پھر اوس مین

قوۂ غاذیہ اور نامیہ کا ہونا یہ سب باتین ایسی ہین کہ عقل اوسکی حقیقت تخلیق سے عاجز ہے
اسی طرح سے تمام نجوم اور سیارے اور آسمان اور زمین کی پیدایش مین غور کرو تو
ایک تعجب خیز حالت نظر آئیگی جب اوس کی مخلوقات مین سے چھوٹی چھوٹی چیزون کی
حقیقت نہین معلوم ہو سکتی تو ذات باری تعالیٰ جل شانہ جس کی ذات سب ذاتون سے اعلیٰ
اور جس کی حقیقت سب حقیقتون سے اشرف ہے اور جو تمام برائیون سے مبرا ہے اوسکی حقیقت
کو کون پا سکتا ہے عارفین کے معارف اور محققین کے حقایق یہان پر آنکر ٹہیر جاتے ہین
ع - جز تحیر نصیب خاصان نیست۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا الخ آیت ما سبق مین
اللہ تعالیٰ نے ذکر اور فکر کرنے والون کی فضیلت بیان کی اب یہان سے ذاکرین اور متفکرین
کی دعا کو بیان فرماتا ہے اس آیت مین پانچ قسم کی دعائین ہین (قسم اول) امام اوحدی رحمہ اللہ
کہتے ہین یہان پر یقولون مقدر ہے صاحب کشاف کہتے ہین یہ جملہ محل حال مین واقع ہوا ہے
اس کے معنے یتفکرون قائلین ربنا ما خلقت الخ ہذا کنایہ ہے مخلوق سے یعنے اے
اللہ تو اس مخلوق عجیب الخلقہ کو باطل نہین پیدا کیا اور اسم اشارہ ہذا یہان بغرض تعظیم لایا گیا ہے
جیسے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ باطلا ترکیب مین یا توصفت ہے مصدر
موصوف کی اے خلقا باطلا یا منصوب بنزع خافض ہے ای بالباطل یا باطلا حال
واقع ہوا ہے ہذا کا یعنے اے باری تعالیٰ تو نے مخلوقات کو کھیل اور عبث نہین پیدا کیا ہے
بلکہ ان مخلوقات کی پیدایش دلیل ہے تیری قدرت اور حکمت پر سبحانک اس لفظ مین
دو مصلحتین ہین (ایک) تو اپنے عجز کا اقرار ہے یعنے آسمان اور زمین کی پیدایش مین تیری
کیا حکمتین ہین ہمارے عقول اوس کے سمجھنے سے عاجز ہین یعنے جب ذاکرین اجسام عظیمہ
مین فکر کرتے ہین تو اونکو یقینی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان مخلوقات کا خالق ان کو بیکار
اور عبث نہین پیدا کیا ہے بلکہ اون کی پیدایش مین عجیب عجیب آثار اور حکمت رکھی ہین اگرچہ
ہمارے افہام اوس کے سمجھنے سے قاصر ہین ہم بھی کہتے ہین سبحانک - دوسری مصلحت اس دعا

مین بندون کو کیفیت دعا کی تعلیم دیتا ہے یعنے داعی کو چاہیئے کہ دعا سے پہلے ثنا اور تقدیس
اور حمد باری تعالی کرے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنے جب اونکی زبانین ذکر الٰہی مین مستغرق ہین
اور بدن اونکے طاعت الٰہی مین مصروف ہین اور اون کے قلوب اللہ تعالی کے دلائل عظیمہ مین
متفکر ہین تو منجملہ اونکی طاعت کے یہ بھی ایک اطاعت ہے کہ خدا سے اس امر کی دعا مانگین کہ
اے اللہ توہمکو دوزخ کے عذاب سے نجات دے۔

دوسری قسم کی دعا رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ ہے جب اونہون نے اپنے پروردگار سے
عذاب سے بچنے کی دعا مانگی تو عذاب سے بڑھکر جو رسوائی کا عذاب ہے اوس کا ذکر کیا اخزاء
کے کئی معنی ہین جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہین زجاج کہتا ہے اخزاء کے معنی ابعاد
کے ہین جیسا کہ کہتا ہے اَخزی اللّٰہ العدوا بعدہ یعنے اے اللہ توہمکو اپنی رحمت
سے قیامت کے دن دور مت کر دوسرے معنے اہانت کے ہین یعنے ہمکو قیامت کے
دن رسوا مت کر شمر بن حمدویہ کہتے ہین اخزاہ اللہ کے معنے قصمہ اللہ کے ہین یعنے اللہ
توہمکو ریزہ ریزہ مت کر ابن انباری کہتے ہین خزی کہتے ہین کسی چیز کے تلف ہو جانے کو
یا محبت کے منقطع ہو جانے کو یا بلا مین پڑ جانے کو غرضکہ یہ سب وجوہ ایک دوسرے
کے قریب قریب ہین صاحب کشاف کہتے ہین اخزیتہ ای ابلغت فی اخزاہ علما نے اس آیت سے
یہ مستنبط کیا ہے عذاب روحانی اشد و اقوی ہے عذاب جسمانی سے کیونکہ آیت دلالت
کرتی ہے کہ بعد عذاب نار کی رسوائی کا عذاب سب سے بڑا عذاب ہے غرضکہ یہ جملہ پہلی
جملہ کی تاکید ہے کیونکہ جب دوزخ مین داخل ہونگے تو رسوائی ہوگی تو اے اللہ توہم کو
دوزخ سے بچالے تاکہ ہمین رسوائی نہین ہو۔ ظالمین کا کوئی بچانے والا اور مددگار نہین ہے
یہان پر ضمیر کی جگہ اسم ظاہر لایا گیا اسمین اس امر کو بتلایا گیا کہ رسوائی جو ظالمین اور مشرکین
کے ساتھ مختص ہے ہمکو اوس سے بچالے۔

تیسری قسم کی دعا رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیْ لِلْاِيْمَانِ اس آیت مین کئی مسائل ہین

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ منادی سے کیا مراد ہے اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ منادی سے حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم مراد ہیں جیسے داعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرا دوسرا قول منادی سے مراد قرآن ہی
جیساکہ جنون نے کہا انا سمعنا قرآنا عجباً یہدی الی الرشد۔ ینادی للایمان مین کئی وجوہ ہین۔
ایک تو یہ کہ لام بمعنی الی ہے ای ینادی الی الایمان جیسے یعودون لما نہوا عنہ ای الی مانہوا عنہ
لکن یہان پر الی کو نہ لاکر لام کو لانے کی وجہ یہ ہے تاکہ غایت اور اختصاص دونون کا فائدہ ہو
یعنے ہم نے اوس منادی کی بات سن لی جس نے خاصکر ہمکو ایمان کیطرف بلایا بعضون نے کہا
یہ لام۔ لام غایۃ ہے ای سمعنا منادیا کان نداءہ لیومن الناس یعنے منادی جو ندا کرتا ہے تو
اوسکی غرض یہ ہے کہ ہم ایمان لائین اب سوال یہ ہے منادی اور ینادی دونون کے جمع
کرنے مین کیا بلاغت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب کسی چیز کی عظمت بتلانا مقصود ہوتی ہے
تو پہلے اطلاق سے ابہام مین ڈالتے ہین پھر تقئیدی حکم لاتے ہین تاکہ اوس کی عظمت معلوم
ہوے یہان منادی یعنی قران یا حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بتلانے کی
غرض سے پہلے تعمیم کی گئی پھر بتلایا گیا کہ وہ منادی کس بات کی ندا کرتا ہے جواب دیا گیا کہ وہ
ایک عظیم الشان امر کی طرف بتلاتا ہے وہ کیا ہے ایمان ہے کیونکہ جب مطلق منادی کہا گیا
تو سامع کا ذہن ہر طرف چلا گیا یعنے یہ نہین معلوم ہوا وہ ندا کس امر کی کرے گا آیا لڑائی کی یا کسی
مصیبت زدہ کی دوری تکلیف کی یا آنے والی مصیبت کی جب یہ سب باتین نہین ہین تو معلوم ہوا
ایک ایسے امر کی طرف داعی بلاتا ہے جو سب باتون سے عظیم الشان ہے اور وہ کیا ہے
ایمان ہے اور قول ان آمنو کی تقدیر ای آمنو یا بان آمنو ہے پھر اونہون نے کہا
فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار اونہون نے اللہ تعالی سے
اس دعا مین تین باتین طلب کی ایک غفران وذنوب دوسرے کفارہ سیات تیسرے
نیکون کے ساتھ وفات اگرچہ مغفرت اور تکفیر باعتبار لغت کے ایک ہی معنے رکھتے ہین۔
کیونکہ غفران کے معنے ستر کے ہین اور تکفیر کے معنے تغطیہ کے ہین لکن یہان تکرار بغرض تاکید ہی

کیونکہ دعا مین الحاح وزاری اور مبالغہ ایک مستحب امر ہے دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ مراد غفران سے اگلے گناہ ہین اور تکفیر سے مراد جو آیندہ ہونے والے ہین تیسرا جواب یہ ہے کہ مغفرت سے مراد وہ گناہ جو توبہ سے زایل ہون اور تکفیر سے مراد جو گناہ اطاعت سے ڈھپ جائین یعنے اے مالک ہمکو ایسی اطاعت کی توفیق دے جس سے ہمارے اگلے گناہ معاف ہو جائین وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ - ابرار برّ کی جمع یا بار کی یعنے صالحین نیکوکار اس معیت مین مفسرین نے دو وجہین بیان کی ہین ایک تو معیت سے یہ مراد ہے کہ اے اللہ ہمارے عمل بھی مثل نیکون کے اعمال کے کر دے تاکہ قیامت مین ہمارا بھی درجہ نیکون کے درجے کے ساتھ ہی یعنے ہمکو نیک اعمال کی توفیق دے کہ ہم اوس نیک اعمال پر مرین جیساکہ کہتے ہین کہ اس مسئلے مین مین امام شافعی کے ساتھ ہون یعنے اس مسئلہ کو بھی مین ویسا ہی مانتا ہون جیساکہ امام شافعی مانتے ہین دوسری وجہ معیت کی یہ ہے کہ ہمکو بھی نیکون کا تابع اور اون کا مقلد کر دے جیسے اولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ اس آیت سے اہل سنت نے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اصحاب کبار کے حق مین بھی مقبول ہے کیونکہ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب اونہون نے اللہ تعالی سے گناہون کی مغفرت مطلقاً چاہی اور مغفرت مین کسی امر کی قید نہین لگائی گئی اور اللہ تعالی نے فاستجاب کے لفظ سے قبول فرمایا پھر جب اونکی گناہون کے معافی کے بارے مین مومنین کی شفاعت قبول کر لی گئی تو حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کیون نہ قبول کیجائیگی وہ شفاعت بدرجہ اولی قبول کی جاسکتی ہے۔

چوتھے قسم کی دعا رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اس دعا مین کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) آتنا ما وعدتنا مین مضاف حذف کر دیا گیا ہے ای علی السنۃ رسلک یعنے جو کچھ تو نے وعدہ

اپنے رسولون کے زبان پر کیا ہے وہ ہمکو عطا فرمایا اس کی تقدیر علی تصدیق رسلک یعنی جو کچھ وعدہ تو نے اپنے رسولون کے تصدیق کرنے کے بعد کیا ہے کہ مین مصدقین رسل کو اس طرح سے انعام دونگا وہ ہمکو عطا فرما۔

شبہ | جب یہ امر مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدے کا خلاف نہین کرتا۔ اور وعدہ خلافی اللہ تعالےٰ سے محال ہے یعنے ایفاے وعدہ اللہ تعالیٰ سے ضرور ہونے والا ہے پھر دعا سے اسکی طلب کی ضرورت ہی کیا ہے

جواب شبہ | اس کے کئی جواب ہین پہلا جواب تو یہ ہے کہ مقصود دعا سے طلب فعل نہین ہے بلکہ اوس سے مقصود اظہار عاجزی اور ذلت اور عبودیت ہے اور یہ مقام مدح مین واقع ہوا ہے جیسے کہتے ہین الکریم اذا وعد وفا کیونکہ بہت ساری باتون کا ہمکو حکم ہوا ہے کہ ہم خداے تعالےٰ سے مانگین حالانکہ اون کا وجود ضروری ہے جیسے کہتے ہین قل رب احکم بالحق کیونکہ اللہ تعالیٰ تو حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہی ہے پھر کہتا کہ اے اللہ تو فیصلہ حق کے ساتھ کر یہ کہنا بنا بر عاجزی اور عبودیت کے راہ سے ہین۔

دوسرا جواب | دوسرا جواب اس کا یہ ہے یہان دعا طلب محال کے لئے نہین بلکہ طلب توفیق طاعت اور طلب عصمت عن المعصیۃ کے لئے ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدا اعیان امت مین سے ہر ایک ذات کے اعتبار سے نہین ہے بلکہ باعتبار اونکے اوصاف کے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پرہیزگارون سے وعدہ اونکی پرہیزگاری کی وجہ سے ثواب کا کیا ہے اور فاسقون سے عذاب کا وعدہ بوجہ اونکی فسق کے کیا ہے پس اٰتنا ما وعدتنا سے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو ہمکو ایسے اعمال کی توفیق دے جسکی وجہ سے ہم تیرے وعدے کے اہل ہو جائین اور اے رب تو ہمکو اون اعمال سے بچالے جن اعمال کی وجہ سے ہم عذاب اور رسوائی کے مستحق ہون۔

تیسرا جواب | یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مومنین سے وعدہ کیا کہ اون کو دنیا مین مدد دونگا

اور اون کے دشمنون کو مغلوب کردونگا تو اونہون نے اس امر کی تعجیل چاہی کہ ای اللہ
ہماری مدد کر اور دشمنون کو ہمارے مغلوب کر۔ اور نکتہ اس آیت مین اس بات کا بھی ہے
کہ آخرت کے منافع کو جو ہم طلب کررہے ہین تو وعدہ کی رو سے نہ استحقاق کی رو سے
کیونکہ انک لا تخلف المیعاد اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حصول منافع کا مقتضی محض وعدہ ہے
استحقاق نہین۔

بلاغت تقدیم ما وعدتنا ولا تخزنا یہان پر شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب ثواب حاصل ہوگیا اور خدا سے
ایفاے وعدے کی درخواست کرلی گئی تو عذاب کا نہونا (خواہ وہ عذاب جسمانی ہو یا روحانی
یعنے رسوائی) لامحالہ ہوگا پھر ثواب طلب کرنے کے بعد طلب عدم رسوائی کی درخواست بیکار
ہوئی بلکہ اس آیت مین اول طلب ترک عذاب کی آیت ہوتی اوس کے بعد طلب ثواب
کیا جاتا اس کے دو جواب ہین پہلا جواب یہ ہے کہ یہان طلب ثواب کو مشروط کردیا گیا ہے
ایسی منفعت کیساتھ جس مین تعظیم اور عزت بھی ہو کیونکہ اگر عذاب سے بچ رہے یا ثواب
مل گیا لیکن رسوائی ویسی ہی رہی تو وہ ثواب کچھ زیادہ باوقعت اور خوش کنندہ نہین ہوتا
پس آیت ربنا اتنا سے مراد منفعت ہے اور لا تخزنا سے مراد تعزیز ہے یعنی ای مالک
ہم کو منافع بھی دے جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمکو اوس منافع کے ساتھ
عزت بھی دے

جواب دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ مقصود اس دعا سے طلب توفیق طاعت ہے
اور معصیت سے بچنا ہے اور اسی تقدیر مین نظم قرآنی کی خوبی بھی رکھی گئی ہے گویا اسمین
یہ کہا گیا ہے کہ اے اللہ تو ہمکو طاعات کی توفیق دے اور جب ہمکو طاعات کی توفیق دیا تو
پھر ہمکو اون باتون سے بھی بچالے جن باتون سے ہمارے سب طاعات بیکار رہجاتی ہین
اور ایسی باتون سے جس مین رسوائی اور ہلاکت ہو اون سے بھی ہمکو محفوظ رکھ خلاصہ یہ
کہ ای اللہ تو ہمکو اپنی طاعت کی توفیق عطا فرما کیونکہ ہم طاعت پر بغیر تیری توفیق کے قدرت

نہین رکہہ سکتے اور جب ہمکو توفیق اطاعت مرحمت ہو جاوے تو اوس اطاعت پر باقی رہنا
اور ہمیشہ تیری اطاعت مین سرگرم رہنا اسمین بھی توہی مدد کر غرضکہ اس آیت مین اشارہ ہے
کہ بندے کا کوئی فعل اور کوئی عمل اور کوئی لحہ بغیر اعانت اور توفیق آلہی کے نہین ہوتا
پانچوان مسئلہ اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ بسا اوقات انسان گمان کرتا ہے کہ مین
اعتقاد حق اور عمل صالح پر ہون لکن قیامت کے دن امر واقعی ظاہر ہوسکتا ہے جو کچھ
اعتقاد اور عمل صالح اوس کا تہا آیا وہ صحیح تہا یا اوس کا عمل بالکل گناہ تہا پس وہان جب
افعال مستورہ کہل جاتے ہین تو صد درجہ کی پشیمانی اور پوری حسرت نصیب ہوتی ہے
غرضکہ اس آیت مین اللہ تعالے نے عذاب جسمانی سے بچنے کی اور بعد اوس کے عذاب
روحانی جو رسوائی اور ندامت ہے اوس سے بچنے کی تعلیم دی۔

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (نسا ۱۰-ع)

(نسا ر ۱۰ ع) (ابتداے اسلام مین جب کفار قریش مکہ پر قابض تہے اور اون کے
ہاتون مسلمان ضعیف مرد اور مسلمان ضعیف عورتین اور بچے ہمہ قسم کی تکالیف اٹہا
رہے تہے اوس وقت اونہون نے تنگ آکر یہ دعا مانگی اے ہمارے مالک ہم کو
ایسی بستی سے نکال جہان کے لوگ ظالم ہین یعنے کافر اور مشرک جو ہم پر ظلم کر رہے ہین
اون سے ہمکو نجات دے اور ہماری حمایت کے لئے کسی کو اپنے جانب سے حاکم اور
مددگار مقرر کر) تمام مفسرین نے اس امر پر اجماع کیا ہی کہ ہذہ القریہ سے مراد
مکہ اور اہل سے مراد مشرکین اور کفار قریش ہین کیونکہ مسلمان اونہین کی وجہ سے اقسام
اقسام کی تکالیف مین مبتلا تہے مصیبتین جہیلتے جہیلتے آخر تنگ آکر اونہون نے یہ دعا
مانگی یہان پر جملہ من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا مین شبہ یہ گذرتا ہی کہ جب الظالم قریہ کی
صفت ہے تو الظالمہ کہنا چاہیے تہا کیونکہ صفت اور موصوف تذکیر اور تانیث مین ایک

ہوتے ہین اس کا جواب یہ ہے کہ صفت بحال موصوف نہین ہے بلکہ متعلق موصوف ہے
یعنے اہل کی ہے اور ایسی صفت مین تطابق موصوف اور صفت مین ضروری نہین اور اوس سے مقصود
تخصیص اور تمیز ہے یعنے خاصۂ ہمکو ان لوگون سے نجات دے جو ظالم ہین اِوَجْعَلْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ
کی تفسیر مین ابن عباس یہ فرماتے ہین کہ اے پروردگار ہمارے اوپر ایسے حاکم کو مقرر کر جو ہمارے
دینی اور دنیوی مصالح کو ملحوظ رکھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اون کی دعا قبول کی جب مکہ فتح ہوا تو حضرت
نے اون کے اوپر عتاب بن اسید کو حاکم بنایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والی امور ہوے اور
عتاب آپ کے طرف سے مددگار مقرر ہوے اونہون نے ایسا انصاف کیا کہ ہر سرکش کا
سر توڑا اور ظالمون کی کمر توڑی (یہ دعا اب بھی مسلمان مانگ سکتے ہین جب کفار اور مشرکین
کے ظلم مین پھنس جائین)

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ - رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ (۱۱ ع مایدہ)

(۱۱ع مایدہ) اور اون اہل کتاب مین سے جو مشایخ اور عالم ہین جب اوس کلام کو جو پیغمبر
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اترا ہے (یعنے قران شریف) سنتے ہین تو تم اے محمد
دیکھتے ہو کہ اونکی آنکھین آنسو سے ابل کر بہ رہی ہین حقانیت قرآن کو معلوم کر کے کہتے ہین
اے ہمارے مالک ہم ایمان لاے تو ہمکو گواہون مین لکھ لے (یعنے حضرت محمد کی امت
مین جو اگلی امتون پر گواہی دینگے) اور ہم اللہ پر کیون ایمان نہ لائین (یعنے ہمکو اللہ پر ضرور
ایمان لانا چاہیے) اور ہم قران کی جو حق ہے اوسکی کیون نہ تصدیق کرین یعنے ہمکو قرآن
کی ضرور تصدیق کرنا چاہیے اور ہم کیون نہ اس امر کی خواہش کرین کہ اللہ ہمکو بھی نیک لوگون
مین شمار کرے ف اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب مسلمانون کو کفار مکہ نے

طرح طرح کی ایذائین دینی شروع کین تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا
کہ نجاشی بادشاہ حبشہ (جو نصرانی تہا) وہ نیک اور منصف حاکم ہے۔ تم اوسکی عملداری مین چلی
جاؤ چنانچہ گیارہ مرد اور چار عورتین جن مین حضور کی صاحبزادی رقیہ اور اون کے خاوند حضرت
عثمان بن عفانؓ اور حضور کی پہوپی زاد بہائی زبیر بن عوام بہی تہے ہجرت کر کے حبش چلے گئے
یہ پہلی ہجرت کہلاتی تہی۔ پہر دوسرے دفعہ مین حضرت جعفر طیار بن ابی طالب مع دیگر مسلمان
حبش مین پناہ گزین ہوے یہانتک کہ ۸۲ آدمی حبشہ مین جمع ہوگئے لیکن قریش نے اونہین وہان
بہی چین نہ لینے دیا حبشہ پہنچکر نجاشی سے قسم قسم کی شکائتین اور چغلیان کہائین کہ یہ لوگ بے دین
ہین حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا غلام کہتے ہین اور فساد پہیلاتے پہرتے ہین اس پر نجاشی
نے سب مسلمانون کو بلایا حضرت جعفرؓ سب کے طرف سے وکیل ہوئے اور نجاشی کے دربار
مین سورۂ مریم پڑہکر سنائی اور اپنے سچے عقاید ظاہر کئے اس پر نجاشی اور اوسکی سب درباری
اور جو با انصاف نصاری تہے روئے اور اسلام کی صداقت کے سب معتقد ہوگئے جب
نجاشی بادشاہ حبشہ کا انتقال ہوا اور مدینہ طیبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی آپنے
غائبانہ اوس کے جنازے پر نماز پڑہی **ف** اونکی آنکہین حق کو سنکر بہتی ہین حالانکہ آنکہ نہین
بہتی بلکہ آنسو بہتے ہین یہان بہنے کی اسناد جو آنکہون کے طرف کی گئی ہے وہ مجاز سے
جیسے کہتے ہین پیالہ چہلک گیا حالانکہ پانی چہلکتا ہے نہ پیالہ غرضکہ بہت کثرت سے روئے
مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ اس مین دو مِنْ ہین پہلا مِنْ ابتدا لے غایت کا ہے جو سببیہ ہے یعنے
حق کے پہچاننے کی وجہ سے روئے اور دوسرا مِنْ تبعیضیہ ہے یعنے بعض حصہ قرآن کو سنکر
روئے اگر پورا سنتے تو معلوم نہین کیا حالت ہوتی رَبَّنَآ اٰمَنَّا سے مطلب یہ ہے کہ اے
مالک جو کچہ ہم نے سنا اوسکی ہم تصدیق کرتے ہین اور اس امر کی گواہی دیتے ہین کہ وہ حق ہے
وَمَا لَنَا کے دو مطلب ہین ایک تو یہ کہ جملہ قطع کو حال و مالنا کا ضمیر امین تو اس صورت مین مطلب
یہ ہوگا کہ ہمکو کیا ہوگیا ہے کہ جو بات ہمکو ہمارے پروردگار کے طرف سے آئی ہے ہم اوس کو

نہ مانین حالانکہ ہم آرزو کرتے ہین کہ ہمارا مالک ہمکو نیک بختون کے ساتھ جنت مین لیجائے یعنے جب ہمکو نیکون کے ساتھ بہشت مین جانے کی آرزو ہے تو ہمکو ضرور اللہ اور اوس کے کلام پر ایمان لانا چاہیئے۔ اور اگر نطمع کو جملہ عاطفہ مالنا کا شمیر ائین تو اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ ہمکو کیا ہوگیا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائین اور تثلیث ہی پر اڑے رہین۔ اور پھر ہمکو توقع اس امر کی ہو کہ ہم جنت مین چلے جاوین یعنے یہ تو دیوانہ پن ہے کہ اللہ اور اوس کے کلام پر ایمان بھی نہ لائین اور پھر بہشت مین جانے کی توقع رکھین۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (سورۂ مایدہ ۱۵ع) عیسی علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ ہمارے مالک آسمان سے کہانے کا ایک خوان ہم پر اُتار جس سے ہمارے اگلے پچھلون کی عید ہو اور جو تیری قدرت کی ایک نشانی ہو اور ہم کو رزق دے تو بہتر روزی دینے والا ہے ف اللھم کی اصل اوپر گذر چکی ربنا ندائے ثانی ہے تکون لنا یہ صفت ہے مائدہ کی امر کا جواب نہین ہے عیداً لاولنا و آخرنا کا مطلب یہ ہے کہ جس دن وہ خوان اترے ہم بھی اوسکی عظمت کرین اور جو ہمارے بعد آئین وہ بھی اوس کی عظمت کرین غرضکہ وہ خوان اتوار کے دن اترا اسی واسطے نصاری مین وہ دن عید کا ہے جو چیز وقت مقررہ پر بار بار آتی ہے اوسکو عید کہتے ہین اور عید کو بھی عید اسی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ سال مین ایک دفعہ خوشی اور مسرت کو لیکر آتی ہے آیۃً منک کا مطلب یہ ہے کہ وہ مائدہ تیری توحید کی نشانی ہو اور تیرے رسول کیلئے موجب تصدیق وارزقنا کے معنے اسے مالک تو ہم کو رزق دے کیونکہ تو اچہا روزی دینے والا ہے اس ترتیب مین ایک طرح کا تامل ہے وہ یہ کہ حواریون نے اپنے درخواست مین اغراض دنیوی کو مقدم رکھا اور اغراض دینیہ کو موخر عیسی علیہ السلام نے جب مائدہ سے سوال کیا تو اغراض دینیہ کو مقدم رکھا اور اغراض دنیویہ جو اکل و شرب ہے اوس کو موخر رکھا اسی سے

حواریون کا اور عیسی علیہ السلام کا فرق معلوم ہوتا ہے اور اسی آیت سے مراتب و درجات ارواح معلوم ہوتے ہین کہ بعض جسمانی ہوتے ہین اور بعض روحانی چونکہ عیسی علیہ السلام دین مین صافی القلب اور روح منور تہے اس لئے صرف ذکر رزق پر اکتفا نہین کیا بلکہ رزاق کے طرف اپنی توجہ مبذول کردی اور کہا انت خیر الرازقین اس آیت مین نکات کشفیہ یہ ہین کہ اللہم ربنا سے پہلے ذکر حق سبحانہ تعالی کی ابتدا کی پہر ذات سے صفات کے طرف لفظ انزلنا سے انتقال کیا پہر تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا اشارہ ہے کہ روح نعمت کے ساتہہ خوش ہوتی ہے کیونکہ نعمت جو صادر ہوتی ہے وہ منعم سے صادر ہوتی ہے اور لفظ منک اشارہ ہے کہ وہ مائدہ اصحاب نظر و استدلال کے لئے حجت ہو۔

ذکر نزول مائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس عاجزی اور خوبی کے ساتہہ دعا مانگی کہ فوراً قبول ہوگئی چنانچہ اونکے دیکہتے ہی دیکہتے اللہ نے آسمان سے ایک سرخ خوان دو بادلون کے درمیان آتا ہوا عیسی علیہ السلام روئے اور اسوقت آپ نے یہ دعا پڑہی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا مُثْلَةً وَّعُقُوْبَةً پہر آپ نے فرمایا جس شخص کے اعمال تم مین اچہے ہون وہ اس کو کہولے شمعون نے کہا آپ ہی اس کو کہولین تو آپ ہی عیسی علیہ السلام نے وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور روئے بعد اوس کے اوس خوان کی بستنی کہولی دیکہا تو اوسمین بہونی ہوئی مچہلی تہی نہ اوس مین کسی قسم کا کانٹا تہا اور نہ اوس پر کسی قسم کے کہی کے چہینٹے تہے اوس کے سرہانے نمک رکہا ہوا تہا اور اوس کی دم کے پاس سرکہ اور اطراف کچہ بقولات مثل پودینہ وغیرہ کے تہا اوسمین پانچ روٹیان تہین ایک پر زیتون دوسرے پر شہد تیسرے پر کہی چوتہے پر پنیر پانچوین پر بہونا ہوا گوشت شمعون نے کہا یا روح اللہ یہ دنیا کا کہانا ہے یا آخرت کا حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا نہ یہ دنیا کا کہانا ہے نہ آخرت کا بلکہ اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے اختراع کرکے بہیجا ہے جو تم مانگتے تہے اب اوس کو شکر گزاری کیساتہہ کہاؤ اس پر بعض حوارین نے کہا اس سے بڑہکر کوئی اور نشانی

دکھلائے آپ نے اوس مچھلی سے کہا تو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا وہ زندہ ہوگئی پھر آپ نے کہا تو اصلی حالت پر پھر مر جا وہ مرگئی پھر وہ خوان اوٹھا لیا گیا اوس کے بعد اللہ تعالی کی نافرمانی بعض لوگون نے شروع کی اللہ تعالی نے اونکو سور اور بندرون کی صورت پر مسخ کر دیا۔ اور اللہ تعالی کیون نہ عذاب کرتا جبکہ خود فرمایا تہا کہ جو کفران نعمت کریگا ہم اوسکو ایسا سخت عذاب دینگے جو کسی کو ندیا ہوگا

قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (اعراف ۲ع) جب آدم اور حوا جنت سے نکالے گئے تو کہنے لگے اے ہمارے مالک ہم نے اپنے نفسون پر آپ ظلم کیا اگر تو ہمکو نہ بخشے اور ہم پر رحم نکرے تو بے شک ہم ٹوٹا پانے والون مین سے ہونگے ف یہ جملہ جملہ مستانفہ ہے گویا یہ جملہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے یعنے جب جنت سے آدم و حوا نکالے گئے تو اونہون نے کیا کہا اوس کا یہ جواب ہے کہ اونہون نے یہ دعا مانگی اور اس امر کا اعتراف کیا کہ ہم نے اے باری تعالی جس درخت سے تو نے نہ کہانے کو کہا تہا ہم نے کہایا ہم نے اپنے نفس پر آپ ظلم کیا کیونکہ تیرا کہنا نہ مانا پھر کہا اے مالک اگر تو ہم کو نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو ہم بڑے ٹوٹے مین پڑ جائینگے امام حسن علیہ السلام فرماتے ہین کہ فتلقی آدم من ربہ کلمات سے مراد یہی کلمات ہین جو آدم نے خدا سے سیکھ لئے تہے اس سے بعض لوگون نے یہ نکالا ہے کہ انبیا سے گناہ صادر ہو سکتے ہین لکن اسکا جواب امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالے نے سورہ بقر مین فرما دیا ہے کہ آدم و حوا سے جو گناہ صادر ہوا تہا وہ نبوت سے قبل ہوا تہا اور آدم علیہ السلام کو نبوت اس کی بعد ملی ہے اور اسکا کچہ مختصر جواب ہم نے اپنی کتاب تعلیم العقائد مین بہی دیا ہے

قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (اعراف ۵ع) جب اُن اعرافیون کی نگاہین اصحاب دوزخ کیطرف پھیر دیجائینگین تو دوزخیون کو دیکھکر کہینگے کہ

اے پروردگار ہم کو ظالمون مین مت کر ف یہ مقولہ اصحاب اعراف کا ہوگا کہ جب وہ دوزخیونکو
دوزخ مین جلتے ہوئے دیکھینگے تو کہینگے اے مالک ان بے انصافون کے ساتھہ ہمکو مت کر
اب اسمین علما کے مختلف اقوال ہین کہ اصحاب اعراف کون ہین سب سے زیادہ صحیح قول
یہ ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہین جنکی نیکیان اور برائیان دونون برابر ہون بعضون نے
کہا مشرکون کے نابالغ بچے بعض کہتے ہین فرشتے بعضون نے کہا جو سب سے پہلے بہشت مین
جائینگے بعضون نے کہا وہ لوگ کہ جنکے ماں باپ مین سے کوئی راضی ہو اور دوسرا ناراض
ایک حدیث مین آیا ہے کہ اعراف والے وہ لوگ ہونگے جن کا آخر فیصلہ ہوگا اللہ تعالے
اون سے کہیگا کہ تم نیکیون کی وجہ سے دوزخ سے بچ گئے لکن اسقدر نیکیان نہین ہین کہ
تم بہشت مین جاسکو لکن اچھا مین نے تم کو اب آزاد کر دیا اب تم بہشت مین جہان چاہو رہو
یہ عتقاء اللہ ہین -

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

(اعراف اا ع) اے ہمارے مالک ہم مین اور ہماری قوم مین حق کے ساتھہ فیصلہ کر حالانکہ
تو اچھا فیصلہ کرنے والا ہے ف یہ دعا شعیب علیہ السلام نے اس وقت کی جبکہ وہ
اپنی قوم سے ناامید ہوے اور اون کو یقین ہوگیا کہ اب وہ ایمان نہین لائینگے - فرانے
کہا ہے کہ اہل عمان قاضی کو فاتح کہتے ہین زجاج نے کہا افتح بیننا کہ معنے اظہر امرنا یعنے
اے اللہ ہم کو ان کافرون پر غالب کرتا کہ امر حق اچھی طرح کھل جاے کیونکہ اون مین سے
ایک جماعت جو ایمان لے آئی خود اونہون نے دعا کی تھی کہ تم صبر کرو تاکہ اللہ تعالے خود
فیصلہ کرے گویا اونہون نے اللہ سے اس امر کو طلب کیا کہ اے اللہ تو کافرون پر عذاب
نازل کرکے ہمارا بدلہ لے چنانچہ اللہ تعالے نے اونکی دعا قبول کرلی وہ گھٹنون
کے بل بیٹھے ہوے تھے کہ اللہ کا عذاب نازل ہوگیا (یہ دعا بھی جب انسان اپنے
قوم کے ظلم سے عاجز ہو تو مانگ سکتا ہے -

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ (اعراف ۱۴ع)

اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پکھالین اونڈیل دے اور ہم کو حالت اسلام پر وفات دے **ف** یہ دعا جادوگران فرعون نے اوس وقت مانگی جب موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے اون کا جادو ملیامیٹ ہوگیا اور فرعون نے جب دیکھا کہ سب جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو اونکو عذاب دینے کی دہمکی دی اونہون نے عذاب فرعون پر ثابت قدم رہنے کی یہ دعا مانگی اے مالک ہم کو مصائب پر صبر کی توفیق دے یعنے صبر کامل عطا فرما اور ہمکو حالت اسلام پر مار یعنے ہم مرتے دم تک اسلام پر ثابت قدم رہین نہ ہم دین اسلام سے پھرین نہ اوس کو بدلین اور نہ فرعون کے دہمکیون سے ایمان کو اپنے ڈانوان ڈول کرین۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اعراف ۱۷ع) (ترجمہ) اور جب موسیٰ ہمارے (مقرر شدہ) وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور موسیٰ کے مالک نے اون سے باتین کی۔ تو موسیٰ نے کہا مالک میرے اپنا دیدار مجھے دیکھا مین ایک نظر تجھکو دیکھون۔ خدا نے فرمایا تم مجھکو (اس دنیا کی آنکھ سے) ہرگز نہ دیکھ سکو گے (اگر ایسا ہی تمکو آرزو ہی) تو خیر اس پہاڑ کیطرف نظر کرو اگر وہ اپنی جگہ پر تہمارہے تو تم مجھکو آیندہ دیکھ سکو گے پھر جب موسیٰ کے مالک نے پہاڑ پر تجلی کی تو اوس کو چکنا چور (ریزہ ریزہ) کردیا اور موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش آیا تو کہنے لگے مالک تیری ذات (سب عیبون سے) پاک ہے مین تیری (بارگاہ مین) توبہ کرتا ہون اور مین اس زمانے مین سب سے پہلے یقین لاتا ہون **ف** موسیٰ علیہ السلام جو وقت مقررہ پر آئے وہ دن جمعرات عرفہ کا دن تہا اور توریت موسیٰ علیہ السلام کو جمعہ کے دن دسوین ذیحجہ کو ملی خدا سے کلام کرنے کا مطلب یہ ہے

کہ خداوند تعالی اُنے حضرت موسی علیہ السلام سے بلا واسطہ کلام کیا اور حجاب سب اوٹھا
دیا گیا۔ معتزلہ اور جہمیہ نے اس آیت کی تاویل کی ہے حالانکہ تاویل کسیطرح بنتی نہین
اونہون نے تاویل یہ کی ہے کہ اللہ تعالی اُنے کسی چیز مین بات کرنے کی قوت پیدا کردی
تھی اور یہ محض غلط ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس مین موسی کی فضیلت ہی کیا ہوئی اس سے
پہلے بھی موسیٰ جن لوگون سے باتین کرتے تھے اون سب مین اللہ تعالی اُنے بات کرنیکی
قوت پیدا کردی تھی دوسری خرابی یہ آنکر پڑتی ہے کہ ہم سب لوگ بھی موسیٰ کے برابر ہوئے
جاتے ہین کیونکہ ہم جن جن سے باتین کرتے ہین ان سب کو اللہ نے بات کرنے کی طاقت
دی ہے افسوس ہے کہ یہ گمراہ فرقے اللہ کے کلام کی ایسی تاویل کرین جس سے سارا
مطلب بگڑ جائے یہ تاویل نہین صریح تحریف ہے جیسا کہ یہود توریت شریف مین کیا کرتے
تھے ان احمقون کو اتنی بھی سمجھ نہین کہ اگر اللہ تعالے کسی چیز مین بات کرنے کی طاقت پیدا
کردی تھی اور اوس نے حضرت موسیٰ سے بات کی تو وہ چیز یہ کیونکر کہہ سکتی تھی کہ مین اللہ
رب العالمین ہون دوسرے یہ کہ جب اللہ کو کسی چیز کے ذریعہ سے بات کرانا منظور تھا تو
اس کی تکلیف کی کیا ضرورت تھی حضرت جبرئیل موجود تھے اور اللہ تعالیٰ کا پیام سنا سکتے
تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کو کیا مجبوری تھی کہ وہ دوسرے کے ذریعہ سے بات کراتا کیا وہ خود
بات نہین کرسکتا تھا اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالے بات کرتا ہے اوس کے
کلام مین آواز اور حروف دونون ہین وہ ہر زبان اور ہر لغت مین کلام کرسکتا ہے اور
توریت اور زبور اور قرآن کے الفاظ خود اوس کے کلام ہین اور تمام آیات اور احادیث
سے بھی ثابت ہوتا ہے اور جس نے اوس کے خلاف کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کا کلام کلام نفسی ہے یا اوس کے کلام مین آواز اور حروف نہین یا اوس کا کلام غیر مرتب ہے
یا وہ ازل سے اب تک یکسان کلام کر رہا ہے اوس کے پاس ایک دلیل بھی کتاب وسنت
سے نہین ہے سوائے اس کے کہ چند معقولی باتین جو سراسر نامعقولیت سے بھری

ہوئی ہین پیش کی جاتی ہین اور کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہین لائی جاتی ہے بہلا
ایسی باتین کون سنے تمام اہل حدیث اور سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے
کہ اللہ تعالےٰ جب اور جس وقت چاہے اور جس زبان مین چاہے بات کرتا ہے اور
اوس کے کلام مین آواز اور حروف دونون ہین اور اوس کے بندے اور فرشتے اوس کا
کلام سنتے ہین اور دوسرون کو سناتے اور پہونچاتے ہین اور یہ کلام اللہ تعالیٰ کا ایسا نہین ہے
جیسا کہ منکر سمجھتے ہین کہ وہ مخلوق ہے یعنے کسی چیز مین وہ کلام پیدا کرتا ہے بلکہ یہ کلام
خاص اوس کی صفت ہے اور اوس کی ذات اور صفت کے طرح غیر مخلوق ہے جب
موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے بلا واسطہ باتین کی تو اون کا اشتیاق اور بڑہ گیا درخواست
کرنے لگے کہ اے مالک مین چاہتا ہون کہ اس دنیا کی آنکہہ سے تجہے دیکہون حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے جو اس امر کی خواہش کی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کا دیکہنا محال
نہین ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کا دیکہنا محال ہوتا تو وہ خواہش کیون امر محال کی کرتے۔
لَنْ تَرَانِی کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تم دنیا مین زندہ ہو مجھکو نہین دیکہہ سکتے لکن آخرت
مین اللہ تعالیٰ کا دیدار صحیح احادیث سے اور قرآن سے ثابت ہے لن ترانی مین لن تابیدیہ
نہین ہے بلکہ لن تاکیدی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مین یہودیون کے حق مین
کہا وَلَن یَّتَمَنَّوْہُ اَبَداً یعنے وہ موت کی خواہش ہرگز نہ کرینگے حالانکہ قیامت مین تو سب کافر
موت کی آرزو کرینگے۔ معتزلہ اور جہمیہ اور امامیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا دیدار
ممکن نہین ہے اون کی سزا اس سے کیا بڑہ کر ہوگی کہ وہ اس دیدار سے محروم رہینگے۔ خدائے
تعالےٰ کا دیدار انشا اللہ ہم دیکہینگے وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ پہر
جب موسیٰ نے یہ کہا کہ اللہ تو اپنا دیدار دیکہا اللہ تعالےٰ نے کہا کہ ان آنکہون سے تم
دنیا مین مجہے نہین دیکہہ سکتے خیر اگر تم کو آرزو ہے تو ہم اس پہاڑ پر جلوہ افروز ہوتے ہین
یعنے یہ امید ہے کہ تم دیکہہ سکوگے گو پہاڑ کے برابر تم مضبوط نہین ہو۔ ضحاک کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ

نے اپنے خاص نور مین سے ایک ذرا سا نور اوس پہاڑ پر ڈالا بعضون نے کہا کہ ایک سوئی کے ناکے برابر تھا صحیح حدیث مین ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑہی اور انگھوٹے کو چہنگلیا کی پور پر رکھا یعنے اپنا نور اس پہاڑ پر ڈالا ابن عباس نے کہا کہ ایک چہنگلیا کی ناخن برابر اوس پہاڑ پر تجلی ڈالی سہل بن سعد نے کہا ستر ہزار پردون مین سے درم برابر نور اس نے ظاہر کیا ایک حدیث مین ہے کہ اللہ جل شانہ ستر ہزار پردون مین ہے اگر ان پردون کو اوٹھا دے تو اوس کے چہرے کی جھلک سے تمام چیزین جل جاوین

ے مہر نقابے روئے جانان را نقابے دیگر است

ہر حجابے را کہ طے کردی حجاب دیگر است

غرضکہ موسیٰ علیہ السلام دوسرے روز تک بیہوش رہے بعضون نے کہا کہ مر گئے پھر اللہ تعالے نے زندہ کر دیا۔ سبحانک کے معنے یہ ہین یعنے مین نے تیری اجازت کے بغیر جو تیرے رؤیت کی درخواست کی مین اِس قصور کی معافی چاہتا ہون اور تجھے ہر عیب سے مین پاک سمجھتا ہون قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (اعراف ۸ ع) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے مالک تو میرے اور میرے بھائی دونون کے قصور کو معاف کر دے اور ہمکو اپنے (ا جا طہ) رحمت مین لے لے کیونکہ تو بڑا رحم کرنے والا ہے **ف** جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے گئے تو اپنے طرف سے اپنی بھائی ہارون کو جانشین کر گئے جب وہان سے توریت کی تختیان لیکر واپس ہوئے تو اپنی قوم کو دیکھا کہ سامری کے ورغلانے پر گوسالہ پرستی کر رہے ہین یہ دیکھکر موسیٰ کو اپنے بھائی ہارون پر غصہ آگیا تختیان غصے مین نیچے پٹک دین بھائی کے جھوٹے پکڑ کر مارنا چاہتے ہارون نے کہا کہ میرے مان جائے بھائی مین کیا کرون ان سب لوگون نے مجھکو کم زور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالین اب ہمکو مار پیٹ کر دشمنون کو ہنسی کا موقعہ نہ دیجئے موسیٰ کو

یہ سنکر رحم آگیا اور حالت غضب مین جو تختیان توریت شریف کی نیچے ڈالدین تہین اور بہائی
کے مارنے پر مستعد ہوگئے تہے اس تصور کی خدا سے معافی مانگنے لگے اور اس دعا مین
اپنے بہائی کو بہی شریک کر لیا تاکہ وہ بہی راضی ہو جائین کیونکہ اون سے بہی ایک طرح
سے قصور ہوگیا کہ وہ گوسالہ پرستی دیکہتے ہی یا تو اوس بچہڑے کو توڑ ڈالتے یا صاف
انکار کرکے اون لوگون سے الگ ہو جاتے غرضکہ اس قصور مین اون کے طرف سے
بہی معافی چاہی اور رب اغفرلی ولاخی کہا پہر کہا اے مالک تو ہم کو اپنی رحمت واسعہ
مین لے لے کیونکہ تو بڑا ارحم الرحمین ہے اس جملہ سے یاد کرنا گویا نکتہ ہے ترغیب دعا کا
کیونکہ رحیم ہی سے رحمت او شفقت اور انجام مقصد کی اُمید ہوتی ہے۔

أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ
وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا
إِلَيْكَ (اعراف ۹ ع) یہ دعا موسیٰ علیہ السلام نے اوس وقت مانگی جبکہ موسی علیہ السلام
دوبارہ کوہ طور پر ستر آدمیون کو منتخب کرکے اپنے ساتہہ لے گئے تاکہ انکی غیبت
مین قوم نے جو گوسالہ پرستی کی تہی اون کے طرف سے معذرت کرین یکایک زلزلے
نے اونکو گہیرا اور اوس کی وجہ یہ تہی کہ اونہون نے درخواست کی تہی کہ ہم اللہ کی تصدیق
جب ہی کرینگے جب تک کہ ہم اوس کو علانیہ نہ دیکہہ لین بعض کہتے ہین کہ ان لوگون نے
گوسالہ پرستی خود تو نہین کی لکن منع بہی نہین کیا چپ رہے اس گستاخی کی سزا مین زلزلے
نے گہیر لیا آدمی مر گئے تب موسی علیہ السلام نے تضرع کے ساتہہ جناب باری مین
عرض کیا کہ اے مالک کیا تو ہم کو بہی دوسرون کے ساتہہ بعض بے وقوفون کے کرتوت
پر ہلاک کردیگا یہ تو تیری محض آزمایش ہے جس کو تو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسکو
تو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے تو ہی ہمارا مالک اور کارساز ہے ہمارے قصورون کو معاف
کردے اور ہم پر رحم کر اور تیری جناب سب بخشنے والون مین بہتر ہے اس دنیا مین

ہمارے لئے بھلائی لکھہ دے (مثلاً تندرستی مالداری) اور آخرت مین بھی (جنت اور

وہان کی نعمتین ہمکو عطا فرما) ہم (سب باتون کو چھوڑکر) تیرے طرف رجوع ہو گئے۔

ف اس آیت مین ولی سے مراد یہ ہے کہ توہی سب امور کا متکفل ہے انت کی تقدیم حصر کے لئے ہے یعنے تیرے سوا کوئی ہمارا کارساز نہین وارحمنا سے مطلب یہ ہے کہ جب تیری رحمت وسیع ہے تو ہم کو بھی اپنے سایہ رحمت مین لے لے۔ دنیا مین بہتری لکھہ دے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمکو دنیا مین اعمال صالحہ کی توفیق دے یا دنیوی نعمتون کا فیضان جاری کر تاکہ ہم دنیا مین عیش و آرام سے رہین اور آخرت مین بھی ہمکو جنت سے سرفراز فرما جملہ انا ہدنا ایک علت ہے اپنے پہلے جملہ کی یعنی ہم مغفرت اور تیری رحمت کا سوال اس لئے کر رہے ہین کہ ہم اپنی گمراہی کو چھوڑکر تیرے حضور مین حاضر ہو گئے ہین۔

فَقَالُوا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ (یونس ع ۹)

اونھون نے کہا ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا (اور لگے یہ دعا کرنے) اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگون کے ظلم کا نشانہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمکو کافرون کے پنجے سے نجات دے **ف** جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اگر مسلمان ہو تو اللہ پر بھروسہ رکھو اوس کے جواب مین بنی اسرائیل نے کہا ہم نے اللہ ہی پر اپنا بھروسہ کیا۔ اللہ پر اعتماد کرنے کے بعد اونھون نے دو قسم کی دعا مانگی ایک مین نہی کا صیغہ ہے دوسرے مین امر کا صیغہ۔ مطلوب اول دعا مین حفاظت دین ہے اور مطلوب ثانی دعا مین حفاظت دنیا لا تجعلنا فتنۃ کے کئی مطالب ہین ایک تو یہ کہ ہماری وجہ سے فرعون اور اوس کی قوم کو فتنہ مین نڈال کیونکہ اگر تو اونکو ہم پر مسلط کر دیگا تو اون کو یہ خیال ہو جائیگا کہ اگر بنی اسرائیل حق پر ہوتے تو وہ کیون مغلوب ہوتے

اون کا غلبہ اس امر کو بتلا رہا ہے کہ وہ حق پر ہین اور ہم باطل پر اس کی وجہ سے اور کفر پر اصرار کئے ہوے پڑے رہینگے پس اون کا ہم پر مسلط ہونا خود اون کے لئے سبب فتنہ ہوگا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر تو اونکو ہم پر مسلط کر دیا تو وہ آخرت مین ہکو تکلیف دینے کی وجہ سے عذاب شدید کے مستحق ہوے پس اس کے لئے بھی تو شائد فتنہ ہم ہی ہونگے تیسرا مطلب یہ ہے کہ اونکو ہمارے لئے محل عذاب نہ کر تاکہ وہ ہم کو تکلیف دین چوتھا مطلب یہ ہے کہ یہان فتنہ سے مراد مفتون ہے جیسے خلق کے معنی مخلوق اسے لا تجعلنا مفتونین لینے اونکو ہم پر غالب مت کر تاکہ وہ ہم پر غلبہ حاصل کرکے ظلم کرین اور ہکو دین حق سے پھیر دین اور یہی توجیہ سب مین عمدہ ہے ونجنا مین اپنے نجات کی دعا کی کہ ہمارے جسمون کو کفار کی سختیون سے بچالے یا ہم جو فرعون کے ظلم و ستم مین پہنس گئے ہین کچھ کر نہین سکتے اس عذاب سے ہکو نجات دے پہلے دعا کی تقدیم اس امر کو بتلا رہی ہے کہ دین کو دنیا پر ترجیح ہے کیونکہ اگر کفار کا تسلط ہوجائگا تو ہمارا دین ضایع ہوگا اور وہ کفر پر اڑے رہینگے تو تو ایسا نہ کر بلکہ ہمارے دین اور دنیا دونون کی حفاظت کر۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ (ہود ۴ ع) اور نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو اس طرح سے کہکر پکارا کہ اے میرے مالک میرا بیٹا بھی میرے گھرانے سے ہے اور اب تونے وعدہ کیا تھا کہ کشتی مین حیوانات مین سے جوڑہ جوڑہ رکھلو اور اپنے گھرانے کے لوگون کو بھی بٹھالو) اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو بہت عمدہ انصاف کرنے والا ہے پس جب میرا بیٹا میرے گھرانے سے ہے تو اسے مالک اوسکو بھی نجات دیجے فقال کا جملہ تفسیر ہے نادی کی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْــٴَـلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ (ہود ع) نوح نے

عرض کیا کہ اے میرے مالک مین ایسے امر کی درخواست کرنے مین جس کی مصلحت کا مجھے
علم نہین ہے تیری پناہ مانگتا ہون اگر تو میرے اس قصور کو معاف نہین کرے گا اور مجھہ پر
رحم نہین کرے گا تو مین نقصان پانے والون مین ہوجاؤن گا **ف** نوح علیہ السلام نے اس دعا
مین اظہار بہی کیا اور اعتذار بہی اظہار اس امر کا کہ آیندہ سے مین ایسی درخواست کہ جسکی
مصلحت مجھے معلوم نہین ہے نہین کرونگا پہر اپنے فعل ماسبق کی معذرت چاہی یعنے یہ
جو مجھہ سے قصور ہوگیا کہ مین نے اپنے بیٹے کے نجات کا سوال بے موقع کیا اس کو معاف
کر دیجے اگر معاف نہ کرینگے تو مین بہت ہی خسارے مین پڑ جاونگا اس آیت سے یہ بہی
معلوم ہوا کہ حقیقت توبہ دو باتون کو چاہتی ہے ایک ترک گناہ دوسرے ماسبق کے قصور
پر ندامت چنانچہ الا تغفر لی وترحمنی اشارہ اسی امر کے طرف کر رہا ہے غرضکہ نوح علیہ السلام
نے اوس حکم خداوندی کو (کہ جس امر کے مصلحت سے تم واقف نہین ہو اوسکو ہم سے
مت پوچھو) قبول کرلیا اور پہر اسمین خدا ہی سے التجا کی کہ اے میرے مالک مین ایسے
بے جا سوالات سے احتراز نہین کرسکتا جب تک کہ تیری مدد نہ ہو۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف ۱۱ع)

اے میرے مالک تو ہی نے مجھے حکومت سے حصہ دیا اور خوابون کی تعبیر بہی مجھکو سکہائی
اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت مین سب کامون کا بنانیوالا
کارساز ہے۔ مجھکو اپنے فرمانبرداری کی حالت مین دنیا سے اوٹہالے اور نیک بندون
مین مجھے ملادے **ف** یہ دعا حضرت یوسف علیہ السلام نے آخر عمر مین مانگی اگرچہ موت
کی دعا مانگنا منع ہے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام بغرض اشتیاق ملاقات جناب باری اور
صالحین سے ملنے کی غرض سے التجا کی من الملک مین من تبعیضیہ ہے یعنے بعض

حصہ ملک کیونکہ اون کو ساری دنیا کی حکومت نہین ملی تہی صرف ملک مصر کے حاکم تہے (ملک) کہتے ہین کہ جس سلطنت مین سیاست اور تدبیر کرنے کا پورا اختیار ہو صیغ تَاوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ مین تو بعضون نے من جنیبیہ لیا ہے جیسے فاجتنبوا الرجس من الاوثان بعضون نے من زایدہ کہا ہے بعضون نے من تبعیضیہ لیا ہے کیونکہ پورا علم تاویل اونکو نہین تہا بعضون نے کہا نہین من تاویل الاحادیث سے مراد مطلق علم و فہم ہے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کی تقدیر یا فَاطِرَهُمَا ہے تَوَفَّنِیۡ سے اہل سنت نے استدلال کیا ہے کہ ایمان بہی اللہ ہی کے طرف سے ہے کیونکہ اگر اسلام کا حصول اور اوس کا بقا بندہ ہی کا فعل ہوتا تو اوس کو اللہ سے طلب کرنے کے کیا معنے کیونکہ وہ تحصیل حاصل ہے اس کی ایسی مثال ہوئی ہے کہ جو شخص کسی سے ایسے کام کرنے کے لئے کہے کہ جو کرتا نہین افعل من لا یفعل اس پر معتزلہ یہ اعتراض کرتے ہین کہ جب ایمان بہی اللہ ہی کے طرف سے ہے تو پہر بندے سے کیون کہا جاتا ہے کہ تو کیا لا کہ وہ تو کرتا نہین اس کا جواب اہل سنت معارضہ بالمثل کی راہ سے دیتے ہین کہ اگر تحصیل ایمان اور بقار علی الایمان بندہ ہی کا فعل ہے اور اللہ کا فعل نہین ہے تو پہر اوس سے طلب کرنے کے کیا معنے معتزلہ مین سے جبائی اور کعبی اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ توفنی مسلما کے معنے یہ ہین اَطۡلُبُ اللُّطۡفَ فِی الۡاِقَامَةِ علی الاسلام یعنے مین آپ کی مہربانی سے یا توفیق سے یہ امر چاہتا ہون کہ مین اسلام پر قایم رہون اور اوسی پر مرون اہل سنت کہتے ہین کہ یہ جواب بہت ضعیف ہے کیونکہ سوال تو اسلام پر واقع ہوا ہے اور اوس اسلام کو لطف پر محمول کرنا ظاہر آیت سے مطلب کو پہیرنا ہے اور دوسرے یہ کہ جو کچہ بندہ اپنے مقدور سے کرتا ہے تو سب اوسی کا لطف ہے تو پہر وہ اللہ ہی کا فعل ہوا بندہ کو کچہ بہی دخل نہین ہے غرضکہ اہل سنت کا مذہب حق ہے۔

شبہ اس مین ایک شبہ یہ گذرتا ہے کہ جب انبیا اس امر کو جانتے تہے کہ وہ اسلام پر

مرتبہ تھی تو پھر دعا مانگنا تحصیل حاصل ہے

جواب شبہ مسلمان کی حالت کمالیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا اس طور پر مطیع اور منقاد ہو جاوے کہ اوس کا قدم اور اوس کا دل اطاعت اور انقیاد اوامر الٰہی مین بالکل جم جاوے اور اللہ کی تقدیر اور رضا پر راضی ہو جاوے اور اس امر مین اوسکو نفس مطمئنہ حاصل ہو اور یہ حالت اصلی حالت اسلام (جو کفر کی ضد ہے) سے زاید ہے پس ایسی حالت کو یوسف علیہ السلام نے مانگا۔

شبہ معہ جواب یوسف علیہ السلام جب کہ پیدائشی اولیاء اللہ تھے اور نبی بھی تھے اور صلاحیت مومنین کا درجہ اولیٰ ہے تو جنکو بالاتر اس سے مراتب کو پہنچ گیا ہو وہ ابتدائی حالت کو کیسا مانگے گا۔ ابن عباس اور دوسرے مفسرین اس کا جواب دیتے ہین کہ الحقنی بالصالحین سے مراد ابراہیم اور اسحق اور یعقوب ہین یا الحقنی بالصالحین کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ ہمکو اون کے ثواب اور مراتب درجات مین شریک کرلے دوسرا جواب اس کا ارباب کشف نے یہ دیا ہے کہ صلاحیت ایک مقام ہے جس کو یوسف علیہ السلام نے خدا سے مانگا تھا وہ مقام یہ ہے کہ جو نفوس بدن کو چھوڑنے والے ہین جب وہ انوار الٰہی اور برق قدسی سے چمک اوٹھتے ہین اور جب وہ نفوس ایک ہی نسبت اور ایک ہی شکل پر مناسب طور پر واقع ہوتے ہین تو اوس مناسبت اور ترتیب کی وجہ سے ایک کے نور کا پرتو دوسرے پر پڑتا ہے جب اس طرح سے انوار کا تصادم ہوتا ہے تو وہ ضیا اور روشنی امثل بجلی کے چمک اوٹھتی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل کرکے صاف آئینون کو اس مناسبت سے رکھو کہ اون پر آفتاب کی روشنی پڑے تو اوس آفتاب کا عکس دوسری روشنی پر پڑتا ہے یہانتک کہ وہ روشنی پوری چمک اوٹھتی ہی اور اوس کی تیزی ایسی ہوتی ہے کہ معمولی آنکھین اور ضعیف بصر دیکھ نہین سکتے غرضکہ الحقنی بالصالحین سے مراد یوسف علیہ السلام نے تجلی انوار قلوب قدسیہ رکھی ہے یعنے

اے مالک جو قلوب تیرے انوار سے متجلی اور درخشاں ہیں ان انوار میں مجھکو بھی شریک کرلے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ؕ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ؕ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ؕ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ؕ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم ع)

اور جب ابراہیم نے (مکہ میں جانے کے بعد) دعا کی اے میرے مالک اس شہر کو (یعنے مکہ) کو امن کی جگہ کردے اور مجھکو اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچالے۔ اے میرے مالک ان بتوں نے بیشک بہت آدمیوں کو گمراہ کر دیا ہے تو جو میری راہ پر (یعنے توحید پر) چلے وہ میرا ہے اور جو کوئی میرا کہا نہ مانے اور شرک کرے تو تو بخشنے والا مہربان ہے اے ہمارے مالک میں نے اپنی کچھ اولاد (یعنے اسمعیل) کو ایک ایسے میدان میں لاکر بسایا ہے جس میں نہ کھیتی ہوتی ہے نہ درخت اگتا ہے وہ میدان تیرے حرمت والے گھر کے پاس ہے اے ہمارے مالک میں نے خانہ کعبہ کے پاس ان لوگوں کو اس لئے بسایا ہے کہ وہ (تیرے گھر کے پاس) نماز کو درستی سے ادا کریں

تو اون کے گذران کے لئے ایسا کر دے کہ کچھ لوگ اونکی طرف جہک جائین اور اونکو طرح طرح کے میوے کہلا تاکہ یہ شکر کرین۔ اے ہمارے مالک تو جانتا ہے جو ہم اپنے دلون مین چہپاتے ہین اور جو ہم ظاہر کرتے ہین اور اللہ پر کوئی چیز زمین اور آسمان مین چہپی نہین۔ اوس خدائے پاک کا شکر جس نے اس بڑہاپے مین اسمعیل اور اسحق جیسے (دو بیٹے) عنایت فرمائے۔ بیشک میرا مالک اپنے بندون کی دعا سنتا (قبول کرتا ہے) اے میرے مالک مجہکو نماز کا پابند کر دے اور میری اولاد مین بہی کچہ لوگ نماز کے پابند رہین مالک ہماری میری دعا کو قبول کر۔ اے ہمارے مالک جس دن عملون کا حساب ہونے لگیگا تو مجہکو اور میرے مان باپ کو اور سب ایمان والون کو بخشدے ف امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول کرلی کہ آج تک تباہی اور ویرانی سے محفوظ رہا یا امن سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی وہان آتا ہے پہر اوس کو نہ قتل کر سکتے ہین اور نہ پکڑ سکتے ہین وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ یعنے مجہکو اور میری اولاد کو بتون سے محفوظ رکہہ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ قریش کے کافر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تہے لیکن بتون کی پرستش کرتے تہے اس واسطے بعضون نے کہا کہ کل اولاد مراد نہین ہے بلکہ بعض اولاد مراد ہین اور وہ بہی وہ جن کو اللہ تعالی نے ایمان کی توفیق دی اور جو بت پرست ہین وہ گویا اولاد ہی نہین جیسا کہ نوح کا بیٹا کنعان اللہ تعالی نے اوس کو کہا کہ لیس من اہلک یا یہ بہی ہوسکتا ہے کہ بنی سے مراد حضرت اسمعیل اور اسحق ہون یعنے اونکو بت پرستی سے بچائے رَبِّ إِنَّهُنَّ مین چونکہ بت سبب ہوئے تہے گمراہی کے اس لئے گمراہی کی اسناد اونکے طرف کی گئی رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ الخ یعنے اے مالک مین نے ان کو اس لئے بسایا ہے کہ یہان لوگ آئین اور تیرا حج اور عبادت کرین۔ ابن عباس کہتے ہین اگر من کے ساتہہ نہ کہتے بلکہ یہ کہتے کہ لوگون کے دل اوس کی طرف جہک جائین تو ایران روم روس ہندسب جہک جاتے وَارْزُقْهُم الخ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول فرمالیا

مکہ مین ہزارون اور لاکہون آدمی دور دور سے ہر سال آتے ہین اور مکہ والون کو اون سے
فایدہ ہوتا ہے میوون کا یہ حال ہے کہ ہر ملک کے میوے مکہ مین چلے آتے ہین حالانکہ وہان
کوئی بہی چیز پیدا نہین ہوتی یہ خدا کی قدرت ہے کہ وہان ایسے پہل اور میوے کہانے مین
آتے ہین جو بڑے بڑے شاداب اور آباد ملکون مین بہی نصیب نہین ہوتے رَبَّنَا اِنَّکَ تَعْلَمُ
مَا نُخْفِی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مطلب اس دعا سے یہ تہا کہ گو ظاہراً ہم تجہہ سے یہ بیان
کرتے ہین کہ اسمعیل علیہ السلام کو یہان لا کر بسانے سے تیرے گہر کا آباد کرنا منظور ہے مگر
دل مین جو اسمعیل کی جدائی کا غم ہے وہ تو ہی خوب جانتا ہے یا اصلی وجہ اسمعیل اور اون کی
اولاد ہاجرہ کو لانے کا ہے وہ بہی تو خوب جانتا ہے کہ اون مین اور سارہ مین صلح نہین یا یہ مطلب ہے
کہ ہم جس بات کو چہپائین یا ظاہر کرین تجہکو معلوم ہے لکن ہم جو دعا کرتے ہین تو وہ اظہار بندگی
کی غرض سے کرتے ہین حدیث مین ہے کہ جو کوئی بندہ اللہ تعالے سے دعا نہ مانگے تو اللہ
اوس پر غصہ ہوتا ہے اللہ تعالی کے اولوالعزم بندے جو مقربان بارگاہ ایزدی ہین وہ ہمیشہ
مرضی اور حکم خداوندی کے منتظر رہتے ہین جب دعا کا حکم ہوتا ہے تب دعا کرتے ہین جب صبر
اور سکوت کا حکم ہوتا ہے تو خاموش رہتے ہین لکن عوام مومنین کا یہ منصب نہین اونکو تو یہ حکم
ہے کہ ہر وقت اور ہر مصیبت مین اپنے مالک سے دعا کرین سبحان اللہ کیون ہم ایسے مالک
اور شہنشاہ ذی جاہ سے نہ مانگین جو مانگنے سے خوش ہوتا ہے اور دیتا ہے اور نہ مانگنے
سے ناراض ہوتا ہے اے مالک ہم کو ایسا ہی کر دے کہ ہم ہر حالت مین تجہی سے التجا
کرین اور تیری جناب مین گڑگڑائین اَللّٰھُمَّ اقْذِفْ فِی قُلُوْبِنَا رَجَاءَکَ وَاقْطَعْ رَجَاءَنَا
عَمَّنْ سِوَاکَ حَتّٰی لَا نَرْجُوَ اَحَدًا غَیْرَکَ یا ظاہر اور باطن سے مطلب ظاہری اعمال اور باطنی اعمال ہین اخفا
کی تقدیم اعلان پر اس وجہ سے ہوئی کہ اللہ تعالے کے پاس علم ظاہر اور باطن یکسان ہی
اور جمع مین نکتہ یہ رکہا کہ سب بندون کو شامل ہو جائے وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ مین جمہور مفسرین
کہتے ہین کہ یہ اللہ کا کلام ہے کہ جو ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کے لئے کہا گیا یعنے جب

ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار تو ظاہر اور باطن پر واقف ہے اللہ تعالیٰ نے
اوس کی تصدیق کی کہ اے ابراہیم تم سمجھہ سکتے ہو ہم پر موجودات مین سے کوئی چیز مخفی نہین دوسرا
یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کلام ابراہیم ہی کا ہو جو تاکید کلام اول کے لئے لایا گیا ہو یا مزید توضیح کی لئے
تعمیم بعد تخصیص کی گئی غرضکہ اگر یہ کلام خدا ہے تو جملہ معترضہ ہے اور اگر ابراہیم کا قول ہے تو
کلام تاکیدی اور اظہار عظمت کبریائی کے سلئے ضمیر کی جگہ پر اللہ کا نام لایا گیا ہے اور
من کے لانے مین یہ خوبی رکھی گئی کہ تعمیم ثابت ہو کہ اللہ تعالےٰ پر کوئی ذرے کی چیز بھی پوشیدہ
نہین بعد اس دعا کے ابراہیم علیہ السلام نے تحمید باری تعالیٰ کی کہ اے اللہ باوجود میرے
اور میری بیوی کے بوڑھے ہونے کے تو نے مجھے اسمعیل اور اسحق جیسی اولاد دی کہتے
ہین کہ اسمعیل علیہ السلام اوس وقت پیدا ہوے جب ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ برس کی
تھی اور اسحق علیہ السلام اوس وقت پیدا ہوے جب اونکی بیوی کی عمر ۱۱۲ برس کی تھی اور
علی کا لفظ یہان بمعنی مع کے ہے اے مع کبری اِنَّ رَبِّی لَسَمِیْعُ الدُّعَاء کا مطلب یہ ہے
کہ میرا مالک میری دعا کو قبول کرتا ہے جیسے سمع اللہ لمن حمدہ یعنے قبل لمن حمدہ سکمال
مبالغہ کے لئے صفت کو مفعول کے طرف مضاف کر دیا یعنے اپنے بندون کی دعا بہت
قبول کرنے والا ہے ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اولاد کے لئے رَبِّ ھَبْ لِی مِنَ الصَّالِحِیْنَ
سے دعا مانگی پھر جب اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرلی تو اوس کی شکر یہ مین الحمد للہ الذی
وہب کہا پھر اس امر کی دعا مانگی کہ مجھکو اور میری اولاد کو نماز کی حفاظت اور اوس کی
پابندی پر ہمیشہ رکھا اس سے معلوم ہوا کہ نماز سب انبیاؤن کے پاس ایک رکن
رکین دین کا ہے اس آیت مین بحث ہے کہ ربنا انک تعلم مین اور الحمد للہ الذی مین کیا
مناسبت ہے حالانکہ نظم قرآنی مناسبت کو چاہتا ہے اس مین کنایہ ہے اپنے مافی الضمیر
کے طرف یعنے دل مین اون کے یہ تہا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگین کہ اے اللہ بعد میرے
موت کے اون کی اور اون کے اولاد کی مدد کر لکن اصل مطلب کو صراحت سے نہین بیان کیا

اور کنایۃً یہ کہدیا رَبَّنَا اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَ مَا نُعْلِنُ یعنے اے اللہ تو ہمارے دلون مین جو کچھ ہی
وہ تو جانتا ہے پہراوس کے بعد کہا الحمد للہ الذی یہ اشارہ ہے اس امر کے طرف کہ یہ دونون
میری موت کے بعد زندہ رہینگے اور مین اون دونون کی وجہ سے مشغول ہون اب میرے
مرنے کے بعد توہی اونکی مدد کر اس دعا سے یہ امر بہی ثابت ہوا کہ حاجت کے وقت عرض
حاجت عالم حقیقی کے پاس ضروری نہین صرف حمد وثنا باری مین مشغول ہو جانا عرض حاجت
سے افضل ہے اسی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی ہے جس شخص کو
میرے ذکر نے میرے مانگنے سے روکدیا مین اوسکو سب مانگنے والون سے زیادہ دونگا
پہر اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاءِ مین رمز اور اشارہ سے یہ کہدیا کہ اے اللہ تو ہمارے مقصود کو
خود ہی جاننے والا ہے ہم اوس مقصود کو تیری جناب مین صراحۃً عرض کرین نہ کرین۔
رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ اسمین کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) اس آیت سے اہل
سنت نے استنباط کیا ہے کہ افعال بندے کے اللہ تعالیٰ ہی کے مخلوق ہین کیونکہ ابراہیم
علیہ السلام کی دعا وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ترک
منہی عنہ (یعنے عبادت اصنام سے باز رہنا) اللہ تعالیٰ ہی کے طرف سے ہے اور دعائے
رب اجعلنی مقیم الصلوۃ اس امر کو کہہ رہی ہے کہ تعمیل فعل مامور بہ بہی اللہ ہی کے طرف سے
ہے گویا یہ تصریح ہے کہ افعال مامور بہا اور ترک نہی عنہا یہ سب اللہ ہی کے طرف
سے ہے (دوسرا مسئلہ) من ذریتی سے بعض ذریت مراد رکہا کیونکہ اونکو معلوم ہوچکا تہا
کہ پوری ذریت شریعت ابراہیمی پر قایم نہی گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود کہدیا تہا لَا یَنَالُ عَهْدِی
الظّٰلِمِیْنَ - (تیسرا مسئلہ) جب ابراہیم علیہ السلام سب دعائین مانگ چکے تو دعا
کی قبولیت کی دعا کی رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ کہا ابن عباس کہتے ہین یہان دعا سے مراد عبادت ہے
اے وتقبل عبادتنا جیسے واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ اے وما تعبدون من
دون اللہ۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ الخ اس آیت مین بہی کئی مسائل ہین (پہلا مسئلہ) طلب مغفرت تو جب ہی ہوتی ہے کہ پہلے گناہ ہو یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اون سے گناہ صادر ہوا اور وہ یقیناً جانتے تہے کہ اللہ بخشنے والا ہے پہر جو امر کہ قطعی حاصل تہا پہر اوسکے طلب کرنے کے کچہ معنے نہ ہوئے۔

(جواب مسئلہ) اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مقصود یہان جناب باری کے درگاہ مین التجا اور تضرع ہے اور ہر چیز سے قطع نظر کرکے اوسی مالک سے سب امور کی درخواست مقصود ہے اور چونکہ بڑون کا چہوٹا سا قصور بہی بڑا ہوتا ہے اس لئے اس مین اس امر کو بتلایا کہ اے مالک مجہہ سے کوئی قصور یا بہول چوک تیری اطاعت مین ہوا تو اوسکو معاف فرما اور میرے مان باپ کو اور سب مومنون کو قیامت کے دن بخشدے۔

دوسرا مسئلہ جب ابراہیم علیہ السلام کے دونون مان باپ کافر تہے پہر اون کے لئے دعاے مغفرت کیا معنے اس کے تین جواب ہین (پہلا جواب) تو یہ ہے ممکن ہے یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے قبل اس امر کے واقف ہونے کے کہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت نکرنا چاہیئے کی ہو (دوسرا جواب) یہ ہے کہ مراد والدین سے آدم وحوا ہون (تیسرا جواب) یہ ہے کہ اونہون نے اس دعا کو مشروط بشرط اسلام کیا ہو یعنے اے اللہ اگر میرے مان باپ اسلام لے آئین تو تو اون کے گناہ بخشدے۔ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ مین دو قول ہین ایک تو قیام سے مراد ثبوت ہے یعنے جسوقت حساب وکتاب کیا جائے جیسے کہتے ہین قامت الحرب علی ساقہا وترجلت الشمس اے اشرقت وثبت ضوءہا۔ گویا یہان یہ مراد رکہا کہ جب سب حساب کے لئے کہڑے ہوجائین چاہیئے تو یہ تہا کہ قیام کی نسبت اہل حساب کے طرف کیجاتی لکن یہان کمال مبالغہ بتلانے کی غرض سے مجاز کا استعمال کیا یعنے یوم یقوم اہل الحساب جیسے واسئل القریۃ ای اہل القریۃ۔

وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَى

أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ (ابراہیم ع) (اے پیغمبر) لوگون کو اوس دن سے ڈراو جب اون پر عذاب آئیگا یعنے قیامت کے دن سے۔ تب ظالم (یعنے مشرک کہینگے مالک ہمارے ہمکو تہوڑی سے مہلت اور دے (یعنے ایک بار دنیامین اوبہیجو اوے) ہم تیری ہدایت کو مان لینگے۔ اور پیغمبرون کی راہ پر چلینگے اللہ تعالے فرمائے گا کیا تم نے دنیامین یہ قسم نہ کہائی تھی کہ ہم مٹ نہین سکتے یعنے ہماری دولت اور حکومت ہمیشہ قایم رہے گی یا ہم کو دنیا سے آخرت کو جانا نہین ہے۔ پہر تم نے دیکہہ لیا کہ ہم نے کیا کیا تم کو پہر زندہ کرکے اپنے حضور مین بلا لیا۔ ناس سے مراد یہان عام لوگ ہین۔ بعض کا مذہب یہ ہے کہ ناس سے مراد اہل مکہ ہین بعض کہتے ہین کہ کفار مکہ تفسیر اول اولی ہے۔ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ سے مراد قیامت ہے مجاہد نے کہا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد اونکو عذاب کے آنے سے ڈراو جب قیامت مین عذاب و ثواب دونون ہونگے تو صرف عذاب پر اکتفا کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ مقام مقام تہدید ہے اس لئے ثواب کا ذکر نہین کیا گیا بعض نے کہا مراد عذاب سے موت ہے بعض نے کہا۔ عذاب سے مراد وہ عذاب جو جلد آنے والا ہو الَّذِينَ ظَلَمُوا سے مراد وہ لوگ جو کافر ہین یہان یقول الناس نہ کہکر ظلموا اس لئے کہا گیا تاکہ معلوم ہو کہ نزول عذاب کا سبب اون کا ظلم ہے۔ غرضکہ کفار قیامت مین اس امر کی دعا کرینگے کہ ہمارے مالک پہر ہمکو مہلت دے اور دنیامین بہیج تاکہ ہم پہر دنیا مین جاکر دعوت توحید کو تیرے اور تیری شریعت کو قبول کرین لکن یہ دعا اون کی بے محل اور بے موقع ہوگی اس لئے وہ قابل قبول نہ ٹھہیری گی صرف اون کے جواب مین یہ کہا جائیگا کہ تم دنیامین رہکر شہوتون اور معصیتون مین ایسے ڈوب گئے تھے اور زبان حال سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم دنیا مین ہمیشہ رہینگے اور ہم کو کبھی زوال نہین ہوگا۔ آج تم نے دیکہہ لیا تم خراب و خستہ ہوکر ہمارے حضور مین حاضر ہوگئے اب دنیا مین لوٹائے نہین جاسکتے اب جو کچھ عذاب ہونے والا ہے وہ سہو۔

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل ۳ ع) اور ماں باپ
کے حق مین یہ دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار جس طرح اونہوں نے مجھے چھٹپنے مین پالا
اور میری پرورش کی اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں اسی طرح تو بھی اون پر اپنا
رحم فرما ف کما ربیانی مین یا تو کاف تشبیہ کا لیجیے یہ مطلب یہ ہوگا اے رب ارحمہما رحمۃ
مثل تربیتہما یعنے اے اللہ تو اون پر اپنی رحمت کر جیسا کہ اونہوں نے مجھکو رحم کرکے پالا ہے
اس مین تشبیہ رحمت آلہی کو رحمت والدین سے نہین دی گئی ہے گو بادی النظر مین ایسا ہی
معلوم ہوتا ہے کیونکہ خدا کی رحمت والدین کی رحمت سے کہین بڑھکر ہے بلکہ والدین کی
رحمت بھی اوسی کی رحمت ہے۔ صرف اگر یہان تشبیہ ہے تو اقتران فی الوجود مین ہے یعنے
اے مالک جیسا کہ اونکی رحمت و مہربانی میرے حال پر ہوئی ہے تو بھی اون پر رحم فرما اگر
کما کا کاف۔ کاف تعلیلیہ لیا جائے تو مطلب بالکل صاف ہے یعنے اے مالک تو اون دونون
پر رحم کر اس وجہ سے کہ اونہون نے میری تربیت کی ہے غرضکہ اس جملہ مین اولاد کو بھی
اپنے ماں باپ کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر اس آیت کے مضمون کو اوپر سے
ملاؤ تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالے نے ماں باپ کے بارے مین چھہ باتون کا حکم دیا ہے ایک
تو یہ کہ بعد عبادت آلہی کے ماں باپ کا احسان بجالانا ضرور ہے۔ دوسرے یہ کہ اون کو
ہوون کرکے نہ کہنا۔ تیسرے یہ کہ اون کو جھڑکنا نہین چوتھے یہ کہ بات اون سے نرمی سے
کرنا۔ پانچوین یہ کہ اون کے سامنے جھکے ہوے چلنا اکڑے ہوں سے نہ چلنا چھٹے یہ کہ اون کے لئے
دعائے خیر کرنا۔ سبحان اللہ قرآن کی بھی کیا بلاغت ہے۔ ایک سطر مین یہ چھہ ہدایاست
والدین بیان کئے گئے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل ۹ ع) اور
اے محمد تم یہ دعا کرو کہ اے مالک تو مجھکو (مدینہ مین) بہتری کے ساتھ داخل کر اور (مکہ سے)

بہتری کے ساتھ نکال اور مجھکو اپنی بارگاہ سے قوۃ دار سلطنت عطا فرما یا ایسی حجت. اور دلیل مجھے عطا فرما جس سے سب دشمن ہار جائین ف اگرچہ یہ دعا اللہ تعالے نے اوس وقت تعلیم دی جب کفار مکہ آپ کو مکہ سے نکالنے پر آمادہ ہوے. اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا اور یہ دعا بتائی کہ یہ پڑہا کرو غرضکہ مُدخل صدق سے مراد مدینہ طیبہ ہے اور مخرج صدق سے مراد مکہ معظمہ اور مُدخل اور مُخرج بمعنی ادخال اور اخراج ہین اور صدق کے طرف ان کی اضافت بغرض مبالغہ ہے دوسرا مطلب امام فخر الدین رازی یہ فرماتے ہین کہ اے مالک تو ہمکو نماز مین اخلاص سے داخل کر اور پھر اوس نماز سے صدق اور اخلاص اور حضور قلب اور ذکر اور لوازم شکر کے ساتھ نکال. تیسرا قول یہ ہے کہ آداب مہمات امور دینیہ اور شریعت مین ہمکو پورا قائم رکہا اور بعد اون پر قائم ہونے کے ہم کو عزت اور آبرو سے نکال کہ کسی کا مواخذہ اور لقایا ہم پر نہ ہو چوتھا قول یہ ہے کہ اے مالک ہمکو بحر توحید اور تقدیس مین داخل کر یعنے تیرے آثار قدرت کو دیکھ کر تیری تسبیح اور تقدیس بجالائین اور آثار سے مُوثر کا علم حاصل کر کے اوس کی محبت مین مستغرق ہو جائین. بعد اوس کے جب بحر توحید سے سر نکالین تو تیری محبت مین سرشار اور مست رہین پانچوان قول یہ ہے کہ ہم کو عبادت اور معرفت اور محبت مین سچائی سے داخل کر اور پھر سچائی کے ساتھ نکال یعنے شروع عبادت سے لیکر اتمام عبادت تک ہمکو اخلاص مین رکھہ چھٹا قول یہ ہے کہ قبر مین کلمہ توحید اور تسہیل جواب کی توفیق دے اور پھر حشر مین ہم کو توحید پر اوٹھا خلاصہ یہ کہ یہ دعا ایسی جامع ہے کہ ہر کام کے شروع کرنے اور ختم کرنے کے لئے مفید ہے. کوئی شخص اگر کسی حاکم یا بادشاہ کی سطوت سے ڈرتا ہو یہ دعا پڑھکر تین مرتبہ اپنی منہ پر پھیر لے اور بادشاہ کے پاس چلے جائے اللہ تعالی اوس کو اوس پر مہربان کر دیگا واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ تو مجھکو ایسا غلبہ دے کہ سب اہل باطل کی سرکوبی کرون یا مجھکو ایسے دلائل توحید عطا فرما کہ اون سے مین اعدائے مناظرین پر غالب رہون.

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (سورۂ کہف ا ع) اصحاب کہف جب غار مین جا
بیٹھے تو اونھون نے یہ دعا کی۔ اے ہمارے مالک ہمکو اپنی بارگاہ ایزدی کی رحمت عطا فرما اور
ہمارا کام اچھی طرح سے بنادے (یعنے ہم اپنے مقصد مین اچھی طرح سے کامیاب ہوجائین
ف مقصد اصحاب کہف کا یہ تھا کہ کافرون کی ایذادہی سے بچ جائین اور پناہ وین سنبھالے
رہین۔ کافر یہ چاہتے تھے کہ وہ پھر مشرک ہو جائین اور اون کے قتل کی فکر مین تھے۔ من لدنک
کے معنے ہین من عندک رحمت کی تنوین یا تو تنوین تعظیمی ہے یعنے تیری وہ رحمت جو وسیع اور
عظیم الشان ہے اوس سے ہم کو عنایت فرما یا تنوین تنویعی ہے یعنے اپنی اقسام رحمت مین سے
ایک قسم کی رحمت ہم کو بھی عنایت فرما۔ من لدنک کی تقدیم اختصاص کی غرض سے ہے
یعنے وہ خزاین رحمت اور جلائل فضائل جو تیری بارگاہ کے ساتھہ مختص ہین اون کو عنایت فرما
رحمت سے مراد یہ ہے کہ ہم کو آخرت مین بخشدے اور دشمنون سے مامون رکھہ اور دنیا مین
رزق وسیع عنایت فرما۔ ھَیِّئ تہیہ سے ہے جس کے معنے کسی کام کے اسباب کو مہیا کرنے
کے ہین اور امر سے مراد مفارقت کفار ہے یعنے کافرون کے ظلم وستم سے جو ہمکو بچنا مقصود ہے
اوس مین ہم کو کامیاب کر۔ رشد گمراہی کا ضد ہے من لدنک مین من یا تو ابتدائیہ ہے
یعنے وہ بھلائی ہم کو عطا کر جو تیرے پاس سے آنے والی ہے یا تجرید کے لئے ہے جیسے
رأیت منک اسدًا یعنے رشد کا منبع اور خزانہ تو ہی ہے اور رشد اور بہتری ہر چیز کی
تیرے ہی طرف سے ملنے والی ہے اور دونون من تجریدیہ کی تقدیم بغرض اہتمام ہے یعنے
افعل امرنا رشدا کلہ یا رشد سے مراد ذو رشد ہے یعنے ایسا سامان کردے جس سے
ہم راہ پر آجاوین اور ہمارے سب کام بن جائین اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے کامون
مین جس طریق سے تیری رضا اور خوشنودی ہو اوسی طرح سے اون کامون کے اسباب کو
مہیا کردے۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ
نِدَآءً خَفِيًّا۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ

اشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ه وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَاءِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ه يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا -

(مریم اع) اے پیغمبر یہ تیرے پروردگار کی اوس مہربانی کا ذکر ہے جو اپنے بندہ ذکریا پر تو نے کی جب اونھون اپنے مالک کو دبی آواز سے پکار کر کہا کہ میرے پروردگار میری ہڈیاں بودی ہوگئین (کمزور جیسے بڑہاپے مین ہو جاتی ہین) اور بڑہاپے کی سفیدی سے سر چمکنے لگا (یعنے میرے بال بالکل سفید ہوگئے) اور مین تجھکو پکار کر کبھی محروم نہ رہا (میری حالت اب ایسی ہوگئی ہے) کہ مجھے بھائی بندون سے اندیشہ ہے (کہ دین کا حق ادا کرینگے یا نہ کرینگے یا بھائی بند میرا سب مال لیں لینگے) اور میری بیوی بھی بانجھہ ہوگئی ہے تو اپنے کرم سے مجھے ایسا فرزند عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب کا بھی اور اوس کو اے مالک اپنا مقبول اور پسندیدہ کرلے **ف** رَحْمَتِ الخ مین رحمت مضاف ہے فاعل رب کیطرف اور عبد مفعول ہے یہان رحمت سے مراد زکریا علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا ہے ایسے وقت مین جب وہ چپکے چپکے اللہ کو یاد کر رہے تھے اسی بنا پر اونادی نزول رحمت کا ظرف ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا سحری پچھلی رات مین ہو تو وہ قابل قبول ہے۔ قال رب الخ۔ یہ جملہ مفسرہ ہے۔ اذنادی کا یعنے اونکی وہ ندا کیا تھی یہ تھی کہ اے اللہ میری ہڈیاں سست ہوگئی ہین۔ عظم کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ ہڈی پر بدن کا قوام ہے اشتعل الراس شیئا مین استعارہ بالکنایہ ہے یہان پر بالون کی سفیدی کو تشبیہ دی ہے آگ سے بھڑکنے سے یعنے اے مالک میرے بال سفیدی سے ایسے چمک اوٹھے جیسے آگ بھڑک اوٹھتی ہے۔ نار مشبہ بہ اور حرف تشبیہ کو حذف کرکے صرف لازم مشبہ بہ (اشتعال) کو ذکر کیا۔ ولم اکن مین توسل کیا ہے استجابۃ دعا کا یعنے اے مالک مین کبھی تیری درگاہ سے نامراد اور بدنصیب

نہین ہوا تو پھر اب کیسے ہون گا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا مین خشوع اور خضوع کے ساتھ
ذکر انعام مع ہو بھی کیا جاتا ہے وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مین وجہ دعا بیان کی یعنے مین جو دعا مانگ رہا
ہون اوس کی وجہہ یہ ہے کہ مجھے خوف ہو گیا ہے کہ میری موالی یعنے قرابت وارون مین کوئی
ایسا نہین جو اس بار نبوت کو اوٹھا سکے کہین ایسا نہ ہو کہ دین مین رخنے پڑ جائین وَکَانَتْ
اَمْرَاَتِیْ الخ ابن جبیر یہ فرماتے ہین اونکی بیوی کا نام اَشاع بنت فاقود تھا اور یہ بہن تھین حنہ کی
جو مان ہین مریم علیہا السلام کی فَہَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا کہا صراحۃً یہ نہ کہا ہب لی ولداً کیونکہ اونکو
خیال تھا اس امر کا کہ ایسے عمر مین کہان اولاد ہوتی ہے یَرِثُنِیْ یا تو صفت ہے ولیاً کی یا جواب ہے
امر ہب کا لکن ترجیح پہلے قول کو ہے یہان وراثت سے مراد وراثت نبوت اور علم ہے نہ میراث
ترکہ وغیرہ رضیاً کا مطلب یہ ہے کہ وہ ولی ایسا ہو کہ اوس کے افعال اور اخلاق تیرے پاس اور
مخلوق کے پاس پسندیدہ ہون ۔۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ۝ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِی ۝ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ

(طہ س ع) موسیٰ ع نے عرض کیا خداوند (مین تبلیغ رسالت کے لئے حاضر ہون پر) میرا سینہ
کھول دے اور میرا کام (یعنے ادائی حق پیغمبری) مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان
مین جو گرہ ہے وہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھین اور میرے گھر والون مین
سے ایک کو میرا وزیر بنا دے یعنے ہارون کو جو میرا بھائی ہے تاکہ اوس سے میری پیٹھ مضبوط
رہے اور اوس کو بھی میرے کام یعنے تبلیغ رسالت مین شریک کر دے ف رب
اشرح لی صدری یہ جملہ مستانفہ ہے جب خدا سے تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تم فرعون
کے پاس جاؤ اونہون نے عرض کیا اے مالک مین جانے کے لئے حاضر ہون لیکن ۳ امور
کی درخواست کرتا ہون ایک تو یہ کہ مین ہجوم معاندین سے دل تنگ ہو جاتا ہون اس لئے

پہلی عرض یہ ہے کہ میرا دل کشادہ کردے دوسری یہ کہ بار نبوت ایک بھاری بوجھ ہے
اس لئے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس بوجھ کو آسان کردے تیسری یہ کہ لکنت کی وجہ
سے لوگ میری بات کو سمجھتے نہیں اس لئے میری زبان سے لکنت کو دور کردی چوتھے
یہ کہ میرے بھائی ہارون کو میرا معین کردے تاکہ ایک کو دوسرے سے مدد ملے۔

شرح صدر سے مراد سینہ نہیں ہے بلکہ دل ہے یعنے میرے قلب کو فراخ کردے
تاکہ بے وقوف کٹ حجتیان کرنے والے معاندین سے مین نڈر ہون اور نہ اون کے ہجوم
سے خوف زدہ ہون شرح صدر ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتون سے ایک نعمت ہے جو انبیار
اولوالعزم کو دی گئی ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے لڑکپن مین شق صدر کیا گیا
اور قلب مین جو ایک سویدا رتھا اوس کو دہوکر ایمان اور حکمت سے بھر اگیا پھر چالیس برس
کے بعد شرح صدر ہوا چنانچہ اس کا قصہ احادیث کی کتابون مین مذکور ہے اب یہان
شرح صدر سے کیا مراد ہے علمار اس کے کیا معنے لکھے ہین ہم سب معنون کو بالاجمال
بیان کئے دیتے ہین۔

(۱) پہلا معنے شرح صدر سے مراد نور ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ شرح صدر کیا ہے آپ نے فرمایا ایک
نور ہے جو دل مین مومن کے ڈالا جاتا ہے پھر صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اوس نور کی
علامت کیا ہے آپ نے فرمایا اوس کی علامت یہ ہے کہ انسان کا دنیا سے الگ رہنا
اور آخرت کا خواہان رہنا اور موت کے لئے مستعد رہنا اور شرح صدر سے مراد نور ہونے
پر دلیل آیت اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ہے

(۲) دوسرے معنے شرح صدر کے انوار جلال کبریائی ذات باری تعالیٰ ہین یعنے اے
میرے مالک کو میرے سینہ کو اپنے انوار جلال سے مملو کردے۔

(۳) یا شرح صدر سے مراد تخلق باخلاق رسل ہے یعنے اے مالک میرا سینہ مثل اور

انبیار کے کھول دے اور اون کے مثل مجھے بھی ویسا ہی خلق بنادے تاکہ جیسے وہ حقوق نبوت کو ادا کرین مین بھی ادا کرون۔

(۴) یا شرح صدر کے معنے یہ ہین اے اللہ میرے سینہ کو ایسا کھول دے کہ مین تیری وحی کی اتباع کما ینبغی کرون یعنے اوامر کو بجالاؤن نواہی سے باز رہون۔

(۵) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے نور ایمان اور یقین عطا فرما تاکہ علم الیقین حق الیقین ہوجائے

(۶) یا یہ کہ اپنے عدل اور قضا اور احکام کے اسرار پر مطلع فرما۔

(۷) یا رب اشرح لی صدری کا مطلب یہ ہے کہ میرے قلب کو ضیا شمس و قمر سے منتقل کرکے اپنے جلال اور عظمت کبریائی کے نور کے طرف لے چل جیسا کہ حضرت ابراہیم کوکب اور قمر اور شمس سے الگ ہو کر کہنے لگے انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔

(۸) یا رب اشرح لی کے یہ معنے ہے چراغ ایمان کو میرے دل مین ایسا روشن کردے جیسا کہ معمولی چراغ سے سارا مکان روشن ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ آگ سلگانے کے لئے پانچ چیزون کی ضرورت ہوتی ہے ایک (۱) چقماق (۲) پتھر (۳) سوزش (۴) گندک (۵) چراغ۔ اسی طرح انوار الٰہی کے بھڑک اونٹھنے کے لئے سات چیزون کی ضرورت ہے (۱) دل مجاہدہ کی چقماق جیسے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (۲) سنگ تضرع اور زاری جیسے اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً (۳) ہوائے نفس کو روکنا جیسے اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی (۴) انابت اور رجوع الی اللہ جیسے اَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ کی گندک (۵) چراغ صبر استعینوا بالصبر والصلوٰۃ (۶) فتیلہ شکر (۷) رضا اور صبر کا تیل جیسے واصبر لحکم ربک ای ارض بقضائک جب یہ سب باتین جمع ہوجائین تب اگر نہایت عجز وزاری سے دعائے رب اشرح لی صدری مانگے تو قلب نور الٰہی سے بھڑک اونٹھتا ہے پھر یہان سے امام فخر الدین رازی فرماتے ہین نور الٰہی جس کو ہم شرح صدر

کہتے ہین یہ نور آفتاب سے کئی وجوہ سے افضل ہے۔

اول تو یہ کہ اس ظاہری آفتاب پر بادل آجاتا ہے لکن آفتاب معرفت کو ساتون آسمان بھی نہین ڈہانپ سکتے

(۲) یہ آفتاب ظاہری دن مین نکلتا ہے رات مین ڈوبتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا لااحب الآفلین شمس معرفت الٰہی کو غروب ہی نہین بلکہ اوسکو طلوع ہی طلوع ہے جیسا کہ اِنَّ نَاشِئَۃَ اللَّیْلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا یلکہ جو لوگ پچہلی رات کو استغفار مانگتے ہین وہ نور رحمانی اور فیوضات ربانی سے اور زیادہ سرفراز ہوتے ہین۔

(۳) شمس ظاہری قیامت کے قریب دہندلا جائیگا لکن شمس معرفت الٰہی کو فنا نہین ہے وہان تو سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ہے۔

(۴) شمس ظاہری جب چاند کے مقابل ہوتا ہے تو چاند کو کسوف ہوتا ہے لکن شمس معرفت الٰہی مین کسوف ہی نہین۔

(۵) شمس ظاہری مین سوزش اور احتراق ہے برخلاف آفتاب معرفت کے کہ اس مین سرور اور خنکی اور تسکین ہے جیسا کہ قیامت کے دن دوزخ کہیگی اے مومن تو جلدی سے گزر کر تیرے نور کی خنکی نے میری سوزش کو بجہا دیا ہے۔

(۶) آفتاب ظاہری سے درد سر اور دوران ہوتا ہے برخلاف آفتاب معرفت کے اس کی وجہ سے دماغی قوتین اور ترقی پذیر ہوتے ہین چنانچہ آفتاب معرفت کا ذکر طار اعلیٰ تک پہونچتا ہے

(۷) آفتاب ظاہری سے صرف دنیا ہی مین منفعت ہے برخلاف آفتاب معرفت کے اس سے دنیا اور آخرت دونون جگہ منفعت ہے کیونکہ آفتاب معرفت سے جو باقیات صالحات ہوتے رہتے ہین وہ ابدی ہین۔

(۸) اس آفتاب ظاہری سے زمین والون کی زینت ہے برخلاف آفتاب معرفت کے کہ اس سے زمین اور آسمان دونون کی زینت ہے۔

(۹) اس آفتاب کا چہرہ بلند ہے جسکا اثر زمین پر پڑتا ہے جو دلالت کرتا ہے کہ بر برخلاف شمس معرفت کے کہ یہ روے زمین پر ہے لکن اوس کے انوار ملا اعلی تک پہونچتے ہین من تواضع رفعه الله ومن تكبر اَذَلَّهُ الله ہے۔

(۱۰) اس آفتاب ظاہری سے مخلوق کی حالتین معلوم ہوتی ہین برخلاف آفتاب معرفت کی اس کے ذریعہ سے معرفت ملا اعلی اور معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے۔

یہان تک ہم نے شرح صدر کی تفصیل کی ورنہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس کے متعلق بہت کچھ بیان کیا ہے ہم نے بخوف طوالت چھوڑ دیا۔

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي الخ یعنے یہ بار نبوت ایک ایسی امانت جس کو کما ینبغی ادا کرنا بہت مشکل ہے اس لئے اے مالک مین تجھسے دعا مانگتا ہون کہ اس کی آسانی کے جو اسباب ہون اونکو مہیا کردے اور جو اسمین موانع پیش آئین اون کو دور کردے وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي کا مطلب یہ ہے کہ میری زبان مین جو ایک قسم کی لکنت ہے اوس کو دور کردے کیونکہ تبلیغ رسالت کے لئے تفہیم کی ضرورت ہے اگر زبان مین لکنت رہی گی تو لوگ میری بات کو سمجھینگے نہیں کیونکہ انسان جب ہی سمجھا جاتا ہے کہ اوس مین دل ہو یعنے دل مین اوس کے علوم اور معارف ہون اور زبان ہو یعنے وہ ایسا طلیق اللسان ہو کہ ہر کوئی اوسکی بات کو سمجھے کیونکہ تبلیغ رسالت مین تفہیم کی ضرورت ہے۔

وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا الخ جیسا کہ دنیا کے بادشاہون کو وزیر کی ضرورت ہے ایسا ہی اس امر نبوت کے لئے جو اوس سے کہین بڑھکر ذمہ داری کا کام ہے ایک وزیر کی ضرورت ہے اور وہ میرا بھائی ہے اور یہ اس لئے کہا کہ بھائی ایک قوت بازو ہوتا ہے دوسرے مشورت سے کام اچھا بنتا ہے اس لئے مجھے ایک ایسے مشیر وزیر کی ضرورت ہے کہ وہ اس خدمت نبوت کو شرکت سے انجام دے اور مشکلات مین میرا معین اور مددگار رہے۔

وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (طه ع ۶) اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کہو اے مالک

مجھکو زیادہ علم دے ف یعنے اے محمد اگر تم اپنے مالک سے مانگو تو زیادت علم معانی کتاب اللہ
مانگو کیونکہ قرآن سے مری مطلوب ہے جلدی جلدی پڑہنا مقصود نہین ہے کیونکہ جو جو آیات
اترتے جائینگے اوس کا علم بھی زیادہ ہوتا جائیگا۔ اس دعا مین تواضع بھی ہے اور شکر بھی
اور اس امر کی تنبیہ بھی ہے کہ علم کا مقام سب مقامون سے افضل ہے عبد اللہ بن مسعود
جب اس آیت کو پڑہتے تو یہ دعا پڑہتے اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا اس کو خطیب
بغدادی نے بھی ذکر کیا ہے مین یہ کہتا ہون کہ اگر یہ دعا مانگی جائے تو بہت بہتر ہے رَبِّ
زِدْنِیْ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا صَالِحًا وَّاِیْمَانًا کَامِلًا وَّیَقِیْنًا تَامًّا وَّعَاقِبَةً مَّحْمُوْدَةً۔

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

(سورۃ الانبیاء ع ۶) اور ایوب نے اپنے پروردگار کو اس طرح سے ندا کر کے پکارا کہ اے
مالک مجھکو تکلیف ہوگئی ہے۔ اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے ف اب اسمین علما کا اختلاف
ہے کہ جو تکلیف ایوب علیہ السلام کو لاحق ہوگئی تھی وہ کیا تھی بعض کہتے ہین وہ کہڑے ہو کر نماز
پڑہتے تھے جب بیماری سے عاجز ہوگئے تو اوٹہہ نہ سکے تب یہ دعا مانگی بعض کہتے ہیں کہ اونہون نے
اس کلمہ مین اپنی عاجزی کا اعتراف کیا اور یہ صبر کے منافی نہین ہے بعض کہتے ہین کہ بہ دن
تک وحی نہین آئی اس وجہ سے اونہون نے یہ دعا مانگی۔ بعض کہتے ہین کہ ایک ٹکڑا اون کے
گوشت سے گر گیا تھا اونہون نے پھر پکڑکر اوس کو اوسی جگہ پر رکہہ دیا پھر وہ ہڈی تک کہا گیا
اوس وقت چیخ اوٹھے بعضون نے کہا کہ ابلیس اون کی بیوی کے پاس آکر کہا کہ اگر تو میرے
کو سجدہ کرے تو مین اچھا کر دون گا۔ پس ڈر کر یہ دعا مانگی کہ اللہ کہین اوس کا ایمان نہ جاتا رہے
بعضون نے کہا کہ قوم اون کو کراہت سے دیکھتی تھی۔ بعضون نے کہا ضرر سے مراد شماتت
اعدا ہے یعنے دشمن اس تکلیف کو دیکھہ کر خوش نہون ابن عساکر نے عقبہ بن عامر سے روایت
کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ایوب علیہ السلام سے
پوچھا اے ایوب تم جانتے ہو کہ تم اس بلا مین کیون مبتلا ہوے اونہون نے کہا خدایا مجھے علم

نہین اونہون نے کہاکہ جب تم فرعون کے پاس گئے تو دو باتون کے کہنے مین سستی کی ابن
عباس سے مروی ہے کہ ایوب علیہ السلام کا گناہ یہ تھاکہ اون سے ایک مسکین نے ظالم
سے مقابلہ کرنے کی مدد چاہی اونہون نے نہیں دی امر بالمعروف نہیں کیا اور نہ ظالم کو ظلم
سے منع کیا اس وجہ سے اون کو اس بلا مین مبتلا کیا۔ اس کلام مین عجیب اور لطیف امر یہ ہے
کہ مطلوب کو ظاہر نہین کیا گویا اونہون نے ضمناً کہاکہ توہی مالک اس امر کا اہل ہے کہ ہم پر
رحم کرے کیونکہ ہم واجب الرحم ہین اور تو ارحم الراحمین ہے اور یہ کہنا ان کا از راہ شکوہ
وشکایت کے نہین تھا۔ کیونکہ غیر خدا سے اپنی تکلیف کا ذکر کرنا شکوہ ہے اور اپنے
مالک حقیقی کے پاس اپنی مصیبت کا ذکر کرنا شکایت نہین ہے بلکہ ایک لذت سرگوشی ہے
جو بندے کو اپنے مالک سے ملتی ہے

ضَرّ فتحہ کے ساتھ ضرر کے معنے مین ہے اور ضُر بالضم اوس کے معنے بیماری اور
دبلے پنے کے ہے۔

شبہ | جبکہ شکایت کرنا صابرین کے شان سے نہین ہے پھر اونھون نے کس طرح
شکایت کی۔

جواب شبہ | سفیان بن عیینہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ جو شخص قضاء الٰہی سے راضی
ہو کر اپنی مصیبت کی حالت خدا ہی کے جناب مین بیان کرے تو وہ جزع نہین کہلا سکتا
جو صبر کا منافی ہو کیونکہ صبر مین کچھ اس امر کی شرط نہین ہے کہ وہ بلا کو شیرین سمجھے تھے
کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی پریشانی کا حال جناب باری مین عرض
کیا تھا اور کہا اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ اب رہا یہ امر کہ خدائے تعالیٰ ارحم الراحمین ہے
اس کے ثبوت پر کئی دلیلین مین (پہلی دلیل یہ ہے) کہ جو شخص کسی پر رحم کرتا ہے یا تو
اوس رحم سے مقصود اوس کو دنیا مین اپنی تعریف ہوتی ہے یا آخرت مین ثواب کی امید
ہوتی ہے۔ ان ہر دو صورتون مین راحم کا رحم اپنے ہی غرض کے لئے ہوتا ہے۔ لیکن

ذات باری تعالے کا رحم ایسا رحم نہیں وہ اپنے بندون پر رحم بلاغرض کرتا ہے اوسکو مقصود رحمت سے نہ ثنا ہے نہ ثواب غرضکہ رحمت ذات باری تعالے اوس کی صفت کمالیہ ہے جو دوسرون مین ویسی نہین (دوسری دلیل یہ ہے) جو شخص کسی پر رحم کرتا ہے وہ بھی رحم اللہ کے مدد ہی سے کرتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو کہانا کہلاتا ہے یا کپڑے پہناتا ہے یا اوس سے بلا کو دفع کرتا ہے یہ فعل بھی اوس کے عنایت اور مدد سے ہوتا ہے اس لیے کہ اگر اللہ تعالے طعام اور غذا اور روئی وپیدا کرتا تو کوئی ان چیزون سے کسی کی مدد نہ کرسکتا غرضکہ بندون کی رحمت کو اللہ کی رحمت سے وہی نسبت ہے جو قطرے کو دریا سے (تیسری دلیل یہ ہے) کہ اگر اللہ تعالیٰ بندون کے دلون مین اسباب رحم کو نہ پیدا کرے تو اوس رحم کا بندون سے صادر ہونا محال ہوجائے پس فی الحقیقت راحم وہی ہے کہ جس نے رحم کو اون کے دلون مین ڈالدیا ہے۔

شک اگر یہان پر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالے کو کیسے ارحم الراحمین کہتے ہو حالانکہ اوسی نے آفات اور بلیات اور امراض پیدا کئے ہین اور ایک کو دوسرے پر مسلط کیا ہے جس سے ہر ایک دوسرے کو مارتا توڑتا ذبح کرتا ہے حالانکہ اوس کو قدرت ہے کہ یہ سب امور نہ ہونے پائین۔

جواب شبہ اس کا جواب یہ ہے کہ خدائے تعالے کا ضار ہونا اوس کے نافع اور مرحمت کے منافی نہین ہے بلکہ وہی ضار ہے وہی نافع ہے اور اوس کا ضرر دینا یا نفع پہونچانا ایسا نہین ہے جیسا کہ ہمارا ضرر دینا یا نفع پہونچانا کیونکہ ہمارا ضرر یا نفع یا تو دفع مشقت کے لئے ہوتا ہے یا جلب منفعت کے لئے بہ برخلاف خدا کے کہ اوس کا ضرر یا نفع ان دونون اغراض سے جدا ہے بلکہ اوس کا نفع یا ضرر ہمارے ہی مصلحت ہی کے لیے ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہم جسکو ضرر سمجھتے ہون اوس کا انجام اللہ کے علم مین خیر ہو یا جس کو ہم خیر سمجھتے ہون اوس کا انجام اللہ کے علم مین شر ہو بندون کو جو اوس وقت تکلیف پہونچتی ہے وہ خواہ مخواہ ابھنت

پریشان ہوتے اس کی مثال ایسی ہے جیسے رگ زن کہ پہلے نشتر مارتا ہے اوسوقت تکلیف ہوتی ہے پھر اوسی زخم پر وہ مرہم رکہتا ہے جس سے وہ زخم چنگا ہو جاتا ہے۔ پس خداے تعالی سے بھی اگر بندے کو تکلیف پہونچے تو ایسا ہی سمجھ لے کہ نہ معلوم اس مین اوس کی کیا مصلحت ہے دوسرے نظام محبت مین جو کچھ محب کو محبوب سے پہونچتا ہے وہ محبوب ہی ہے اور خیر سے مملو ہے وہ شعر لیسا لاتفصح ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔ اسی واسطے اولیاء اللہ مصیبت کے وقت کچھ آہ و نالا نہین کرتے اور نہ جزع اور فزع کرتے ہین کیونکہ وہ سمجھے ہوے ہین کہ اس بلا کے تحت مین کچھ نہ کچھ نعمت ملنے والی ہے ؎ ہر بلا کین قوم را چون دادہ اند ٭ زیر آن گنج کرم بنہادہ اند۔ عرفی کہتا ہے۔ اے متاع درد در بازار جان انداختہ ٭ گوہر ہر سود در جیب زیان انداختہ۔ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

ترجمہ (ع) اے محمد تم اوس وقت کو یاد کرو کہ جب (یونس بن متی) مچھلی والا اپنی قوم سے (غصہ ہوکر چلا گیا اور یہ گمان کیا کہ ہم اوس کو نہ پکڑ سکینگے پھر اندھیرون مین (گھبرا کر) کہا اوٹھا کہ کوئی میرا مالک اور معبود (بچانے والا) سواے تیرے نہین ہے۔ تیری ذات سب عیبون سے پاک ہے مین ہی گنہگار تھا ف اس دعا کا اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام اپنی قوم کو جو فلسطین مین رہتی تھی توحید کے طرف بلایا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا کہ اگر تم اطاعت خدا وندی نہ کروگے تو ہلاک ہو جاؤگے۔ جب عذاب آیا تو اونہون نے توبہ کی عذاب اون سے اوٹھا لیا گیا ہلاک نہ ہوے یونس علیہ السلام اس خیال سے کہ مین اپنی قوم سے جہوٹا اور شرمندہ ہوا بحیرہ روم کیطرف چلے گئے وہان پہونچکر دیکھا کہ لوگ کشتی پر سوار ہو رہے ہین یہ بھی سوار ہوگئے اون کے سوار ہوتے ہی کشتی کو اضطراب ہونے لگا کشتی والون نے کہا اس کشتی مین کوئی نافرمان بندہ ہے جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہے جس کی وجہ سے کشتی ہل رہی ہے۔ کیونکہ ہوا بھی تیز نہین ہے قرعہ ڈالنا چاہیے۔ قرعہ یونس علیہ السلام کے

نام سے نکلا آپ نے فرمایا میں ہی بندہ ہون جو اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہون آپ
دریا مین کود پڑے مچھلی آپ کو نگل گئی۔ مچھلی کو ارشاد جناب باری ہوا خبردار یونس کے بال
تک کو بھی صدمہ نہ ہو۔ رات کی اندہیری دریا کی اندھیری مچھلی کی پیٹ کی اندھیری ان سب
اندھیریون مین گھبرا کر یون اوسنے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ
اللہ تعالےٰ نے اون کی دعا کو قبول کر لیا مچھلی نے ایک میدان مین آپ کو اگل دیا حضرت
یونس علیہ السلام تنگ و بہر نگ شل چوزے کے نکل آئے اللہ تعالےٰ نے اون کے کہانے
کے لئے کدو کا درخت پیدا کیا وہ اوس کے پہلون کو کہاتے جب درخت سوکہہ گیا تو بیخگین
ہوئے کہ اب کہانا کیسے ملے گا اللہ تعالےٰ نے کہا کہ ہم نے تمکو مچھلی کے پیٹ مین آرام
اور حفاظت سے رکہا اب تمکو ہم بہوکا کیسے رکہینگے اب پھر تم اپنی قوم کے طرف جاؤ پھر
یہ اپنی قوم کے طرف جن کی تعداد ایک لاکہہ تھی گئے پھر اپنی قوم کو دعوت توحید کی طرف
بلایا اون کی قوم نے کہا ہم تمکو کیسے سچا جانیں غرضکہ تین روز تک متواتر اپنی قوم کو ہدایت
کرتے رہے اونہون نے انکار کیا اللہ تعالےٰ نے یونس علیہ السلام کو وحی بہیجی کہ اون سے
کہدو اگر اب نہ مانوگے تو تم پر عذاب آئیگا حضرت یونس علیہ السلام نے اس حکم کو بھی
پہونچا دیا پھر اونہون نے انکار کیا عذاب کا جب وقت آن پہونچا تو یونس علیہ السلام کو
وہان پر نہ پایا دفع عذاب کے لئے یونس علیہ السلام کو ڈہونڈہے نہیں ملے دہان کے علما
سے رائے پوچھی اونہون نے کہا اون کو ڈہونڈو اگر وہ یہان ہین تو عذاب نہیں آنے کا
نہیں تو ضرور آئیگا جب ڈہونڈہے تو نہیں ملے۔ جب نا امید ہوئے تو شہر کے دروازونکو
بند کر دیا اور بکریون اور گایون کو نکال دیا مان اپنی لڑکی سے باپ اپنے بیٹے سے جدا
ہونے لگے جب صبح ہونے کو ہوئی اور عذاب کے آثار نمایان ہوئے اور عذاب کو
آسمان سے اترتے دیکہا۔ اپنے کپڑون کو پہاڑنے لگے حاملہ عورتون کے حمل دہشت
سے گر پڑے لڑکے چیخنے چلانے لگے۔ جانور پکارنے لگے اللہ تعالےٰ نے عذاب کو

اوٹھالیا پھر اونہون نے یونس علیہ السلام کیطرف اپنا قاصد بھیجا ایمان لائے اس قول
سے اس امر کی تائید ملتی ہے کہ بعد مچھلی کے پیٹ سے نجات پانے کے یہ اپنی قوم
کیطرف بھیجے گئے۔ یہان تک اس دعا کے متعلق بیان تھا اب ہم دعا کی تشریح کرتے ہین
اس دعا مین تین خوبیان ہین پہلے حصہ مین تہلیل ہے دوسرے مین تسبیح آخیر مین توبہ۔ خدا وند نے
کہا یہ قول یونس علیہ السلام کا اپنے قصور کا اعتراف کرنا اور گناہ سے توبہ کرنا ہے اب اسمین
علما کا اختلاف ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ مین کتنے دون رہے بعض کہتے ہین (۳) دون بعض
کہتے ہین (۷) دن بعض کہتے ہین چار گھنٹے۔ غرضکہ لا الہ الا انت کلمہ توحید بھی ہے تہلیل بھی
سبحانک کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ تو سب عیبون سے پاک ہے تجھکو کوئی چیز عاجز
نہین کرسکتی جملہ انی کنت من الظالمین گناہ کا اعتراف ہے جملہ سبحانک مین تسبیح
اور تنزیہ باری تعالی ہے ہر نقائص سے اونہین نقائص سے عجز بھی ایک نقص ہے
چونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے گمان کیا تھا کہ اللہ تعالی عذاب نہین کرے گا اللہ تعالی
نے اون کے گمان کی تردید کی کہ تم جو ہم سے بھاگ کر چلے گئے اور تم یہ سمجھے تھے کہ ہم نہ پہنچ
پائینگے پھر اللہ تعالے نے تم کو کسطرح سے ڈبو دیا پھر بطن حوت سے نجات دی
غرضکہ اس جملہ کی تقدیر یہ سبحانک ان یفعل ذلک جوراً ہے یعنے اے مالک تیری
شان سے بعید ہے کہ تو کسی پر ظلم کرے یا کسی سے انتقام لے یا اس قید و حبس سے
نجات دینے کے لئے تو عاجز نہین ہے۔ بلکہ جو کچھ تو نے کیا اپنی حکمت اور حقوق الوہیت کی
مراد سے کیا اب رہا یہ قول انی کنت من الظالمین یعنے مین نے جو اپنے نفس پر ظلم کیا کہ
اپنی قوم سے بلا تیرے اذن مانگے چلا گیا مین اس امر کا اقرار کرتا ہون کہ مین ظالم تھا مین اپنی
قصور سے تائب اور پشیمان ہون اب تو مجھکو اس مصیبت سے دور کردے اسمین دوسری
توجیہ یہ بھی ہے کہ پہلے مین توصیف ہے یعنے اے مالک تو اپنی ربوبیت مین کامل ہے
اور مین جو ہون ایک ضعیف البشر ہون اور ادائے حقوق عبدیت مین قاصر ہون حسن و تناؤ

سے کہتے ہین کہ یہ قول یونس علیہ السلام کا اعتراف کرنا تھا اپنی تقصیر سے اور توبہ کرنا تھا اپنی خطا سے)

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ (انبیاء ع) اور زکریا نے اپنے پروردگار کو یہ کہکر پکارا کہ اے میرے مالک تو مجھکو اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث سے ہے ف یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام نے اوس وقت مانگی جب اونکو اولاد کی خواہش ایسے وقت مین ہوئی کہ اونکی بیوی کی عمر ۹۹ برس کی تھی اور اونکی عمر سو برس کی یعنے اے مالک تو خوب جانتا ہے کہ مین تن تنہا ہون میری میری اولاد نہین جو میرے بعد اس نبوت اور دین کے احکام کو پہونچاوے اور سب کے مرنے کے بعد تو ہی زندہ رہنے والا ہے۔ اگر تو مجھکو اولاد نہ دے تو اس دین کی حفاظت کرنے تو ہی کافی ہے جب مین اس امر کو بخوبی جانتا ہون تو اپنے دین کو ضائع نہین کرے گا اور اپنے بندون مین سے اوسی کو تبلیغ رسالت کے لئے پسند کرے گا جو اس کا اہل ہو۔ اس لئے مین یہ دعا مانگ رہا ہون۔ اس دعا مین حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ نکتہ رکھا کہ اے رب مجھے تو بڑہاپا آگیا اور کوئی ایسا نہین کہ اس دینی خدمت مین میرا ساتھ دے اور اوس سے مجھکو انست ہو مین تنہا ہون اور بوڑہا بھی ہوگیا ہون کوئی نہ کوئی میرا جانشین ہونا چاہیے تاکہ یہ منصب رسالت کی خدمت انجام دے۔ غرضکہ یہ دعا حضرت زکریا علیہ السلام کی نہایت مخلصانہ اور عارفانہ تھی وہ جانتے تھے کہ اس سن مین اولاد کا ہونا ایک محال عادی ہے لیکن خدا کی قدرت سے اوس کو بعید نہین سمجھے تھے خَيْرُ الْوَارِثِينَ کے لانے مین دو نکتے ہین ایک نکتہ تو یہ رکھا کہ اگر تو مجھکو وارث نہ عطا فرمائے تو مجھے اسکا غم بھی نہین اور نہ اوسکی پروا کیونکہ تو سب سے بہتر وارث ہے۔ دوسرا اس مین تعریف خداوندی کی کہ تو سب سے اچھا وارث ہے۔

قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ

(انبیاء ع) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا مین یہ کہا کہ اے پروردگار تو ہمارا فیصلہ انصاف کے ساتھ کر اور ہمارا پروردگار جو بڑا ہی ہم پر مہربان ہے ہم اپنی حاجات مین اوسی سے مدد چاہتے ہین اور یہ جو تم کفر و تکذیب کر رہے ہو اس کے توڑنے مین وہی ہمارا معین ہے۔ ف۔ اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو بسبیل حکایت بیان کیا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو مانگتے ہین کہ اے مالک ہمارے اور ان جھٹلانے والون کے درمیان تو ہی حق کے ساتھ فیصلہ کر دے ابو عبیدہ کہتے ہین کہ یہان صفت کو قائم مقام موصوف کے کیا ہے تقدیر اس عبارت کی رب احکم بحکمک الحق ہے یعنے اے پروردگار تو حکم بھی کر تو ایسا حکم کر جو حق ہو امام فخر الدین رازی نے اس آیت کی تفسیر دو طرح سے کی ہے ایک تو یہ کہ حق سے مراد عذاب آلہی ہے یعنے اے اللہ ہمارے اور مکذبین کے درمیان تو فیصلہ عذاب کا کر یعنے اون پر عذاب نازل فرما۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور اون کے درمیان ایسا فیصلہ کر کہ حق ظاہر ہو جائے یعنے ہمکو اون سے مقابلہ کرنے مین مدد دے چنانچہ جنگ بدر مین اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی سب کفار مارے گئے ربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون کی دو توجیہین ہین ایک تو یہ کہ مین توحید کا جو مدعی ہون حق ہے اور تم مشرک اور کفر کے مدعی ہو جو باطل ہے تو اللہ ہی سے اس امر مین مدد مانگتا ہون کہ شرک اور کفر جو باطل ہے مٹ جائے اور توحید کے طرف تم آجاؤ دوسری توجیہ یہ ہے کہ وہ طمع رکھتے تھے کہ شوکت اور غلبہ ہمکو ہو اللہ تعالےٰ اون کے گمانون کو جھوٹا کر دکھایا اور اون کی سب امیدون کو ملیامیٹ کر دیا اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کی مدد کی یعنے تم جو اپنی شوکت اور بلندی چاہتے ہو۔ یہ نہین ہوگا بلکہ اللہ ہماری ہی مدد کرے گا اور ہماری ہی شوکت قایم ہوگی اور اس مین تسلی بھی جناب سرور کائنات کو دی گئی یعنے مقصود تو اون کی اصلاح ہے اگر وہ اپنی اصلاح نہین چاہتے اور اپنے کفر ہی پر اصرار کرنا اونکو منظور ہے تو پھر تم اس امر سے کیون غمگین ہو اون سے قطع تعلق کر لو خود اللہ تعالیٰ تمہارے اور اون کے درمیان تعجیل عذاب سے فیصلہ کرے گا یا اون کو مہلت دیگا

یا جہاد کا حکم نازل فرمائے گا کیونکہ گو اس وقت عذاب مین تاخیر ہے لکن جو چیز ہونیوالی ہے
وہ ضرور ہوکر رہے گی اور یہ جو حدیثون مین آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا
کو لڑائی مین پڑہتے تھے یہ دلیل ہے اس امر کی کہ خدائے تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
سکھلایا کہ اون کے جہاد کے بارے مین جلدی مت کرو ہم سے مدد مانگو کیونکہ ہم ہی تمہاری
مدد کرنے والے ہین۔ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ (مومنون ۲ع) (نوح) نے
کہا اے مالک جب میری قوم مجھے مجنون کہتی ہے اور میری تکذیب کرتی ہے تو تو ہی اس تکذیب
کا اون سے بدلے لے میری مدد کر قُلْ رَبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ۝ رَبِّ فَلَا
تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (مومنون ۵ع) اے محمد تم یہ کہو کہ اے مالک اگر
ان ظالمون پر عذاب موعود نازل کرکے تو مجھے ضرور دکہانا چاہتا ہے تو مجھے بے انصافون
مین مت کر یعنے اون کے عذاب سے مجھے الگ کرلے ف زجاج نے کہا کہ اس عبارت
کی تقدیر یون ہے ان انزلت بہم النقمۃ یارب فاجعلنی خارجًا منہم یہ دعا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھلائی کہ تم اس طرح سے کہو کہ اے مالک اگر تو ان کافرون پر عذاب
نازل کرتا ہے تو مجھکو اوس عذاب مین شریک مت کر اب یہان پر شبہ اس امر کا گزرتا ہے
کہ جب انبیا ظالمین کے ساتھ ہی نہین تو پھر یہ کہنا کہ اللہ ظالمین کے ساتھ نکر اس کے کیا معنی
ہون گے اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت مین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع
کی تعلیم دی گئی کہ تواضع کس طرح سے کرنا چاہئے اور کیسا اپنے نفس کو مارنا چاہئے پہلے
آپ نے اپنے کو اون مین شریک فرمایا کہ مین اونکی اصلاح کے لئے گو اون مین ہون لکن جب
وہ میری اصلاح کو نہین مانتے اور نہین سنتے اور تو اون پر عذاب نازل ہی کرنا چاہتا ہے
تو مجھے اون سے الگ کرلے اور اسمین اس امر کی تنبیہ بھی کی کہ کفر کی نحوست بھی ایک ایسی
نحوست ہے کہ جو نیک بھی ہین اون کو بھی کفر کی نحوست لگ جاتی ہے کیونکہ بندہ کی شان
یہ ہے کہ اپنے مالک سے وہ چیز بھی مانگے کہ جس کا علم بندے کو ہے کہ اگر ہم مانگین گے

تو ہم کو دے گا اور اوس چیز سے بھی پناہ مانگے کہ جس کا اوس کو علم ہے کہ اوس کو نہیں کریگا
کیونکہ اسمین اظہار عبودیت اور تواضع ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے خطبہ کے وقت
کہا تھا کہ مین تمہارا حاکم ہون لکن مین تم سے بہتر نہین ہون باوجود اس امر کے جاننے کے
کہ وہ خلیفہ تھے اسی طرح مومن کی بھی شان ہے کہ اپنے مالک کے سامنے اپنے کو
ذلیل وخوار سمجھے اور گو اوس کو شر پہنچنے کا علم ہو بھی تب بھی اوس شر سے پناہ مانگتا رہے
وَقُلْ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ
رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (مومنون ۶ ع) اے محمد تم یہ کہو کہ اے مالک مین شیطانون
کے اُسکانے اور اون کے حاضر ہونے سے پناہ چاہتا ہون ف لغت مین ہمز کے
معنے ہاتھ سے کسی چیز کو دفع کرنے کے ہین اور بعضون نے کہا کہ ہمزہ وہ کلام کہ جو پیچھے
کسی کی برائی مین کہا جاوے اور لمز کہتے ہین اوسکو جو سامنے کہا جاے یہان مراد ہمزات سی
وہ وساوس وخطرات شیطانی ہین جو دل پر گزرتے ہین لفظ ہمزات جمع کا صیغہ اس وجہ سی
بولا گیا کہ شیطان بار بار دہوکے دیتا ہے اور اوس کے وساوس اقسام اقسام سے مختلف
اور متعدد اوقات مین ہوتے ہین یا اس لئے کہ جب شیاطین متعدد ہین تو وساوس اور
خطرات بھی متعدد ہین غرضکہ اس آیت مین گو خطاب حضرت کے طرف سے ہے لکن
تعلیم اُمت کو دی گئی ہے کہ شیطان سے پناہ مانگین تو اسطرح سے مانگین یا ہمزات
شیاطین سے مراد انسان کے وہ غضبی جوش ہین جن سے انسان اپنے نفس پر آپ قابو
نہین پاتا جب اللہ تعالےٰ نے شیاطین کے وسوسون سے پناہ مانگنے کا حکم دیا تو ہر شیاطین
کے حاضر ہونے سے پناہ مانگنے کے لئے کہا کہ یا اللہ وہ نہ حاضر ہون نہ وسوسے ڈالین
استعاذے مین زیادہ اہتمام مقصود تھا اس لئے ندا کو دلیعنے لفظ رب کو دوبارہ لایا گیا اور
اور عامل کو بھی یعنے لفظ اعوذ کی بھی تکرار اسی غرض سے کی گئی مطلب یہ ہے کہ اے مالک
مین پناہ چاہتا ہون اس امر سے کہ وہ کسی وقت اور کسی حالت مین موجود ہین یعنے وہ

موجود ہی نہ رہین کیونکہ اگر موجود رہینگے تو خواہ مخواہ مجھے وسوسے مین ڈالینگے اور شر کیطرف آمادہ کرینگے اور نیک کامون سے پھیر دینگے حدیث شریف مین آیا ہے صحابہ کہتے ہین کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے گھبرا کر اوٹھہ جانے کے بعد اس دعا کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ ۔

امام حسن علیہ السلام جب نماز شروع کرتے تو آپ لا الٰہ الا اللہ تین مرتبہ پڑھتے پھر آپ یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ هَمْزِهٖ وَنَفْثِهٖ وَنَفْخِهٖ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ہمز کیا ہے آپ نے فرمایا وہ جنون جو انسان کو شیطان اکسانے سے لاحق ہوتا ہے پھر صحابہ نے یہ پوچھا نفث کیا ہے آپنے فرمایا شعر ہے پھر صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ نفخ کیا ہے آپ نے فرمایا غرور اور تکبر کرنا ۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ط (مومنون ۶ ع) (یہ کفار اور مشرکین خدا کی جناب مین جو چاہین کہین اللہ تعالےٰ اون سب عیوب سے پاک ہے) جب ان مین سے کسی ایک کو موت آ جائیگی تو اوس وقت آرزو کر کے کہے گا اے ہمارے مالک مجھکو آپ کی جناب مین یہ عرض کرتا ہے مجھے پھر (دنیا مین) لوٹا دیجئے تاکہ مین وہان جا کر پھر نیک کام کرون (اس کا جواب دیا جائیگا نا یہ تو ہرگز نہ ہوگا (ایسے وقت مین) تو وہ ایسی بات کہے گا لکن اب کہان سنی جاتی ہے

ف ارجعون جمع کا صیغہ بغرض تعظیم لایا گیا ہے ابن ابی الدنیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ کافر جب قبر مین رکھدیا جائیگا تو اپنا وہ مقام جو دوزخ مین ہے دیکھے گا اوس وقت کہے گا اے مالک پھر مجھے دنیا مین لوٹا دے تاکہ مین نیک کام کرون اوس کے جواب مین کہا جائیگا تم کو ہم نے دنیا مین مہلت بہت دی تھی اب کچھ نہین ہوتا پھر اوسکو قبر دبوچے گی زمین کے سب بچھو اور سانپ اوس کو ڈسنے کیلئے دوڑینگے اللھم احفظنا من عذاب القبر

أَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

(مومنون ع ۶) اللہ تعالیٰ دوزخیون سے پوچھے گا کیا ہماری آیتین تمکو پڑھکر سنائی نہین جاتی تھین پھر تم اون کو جھٹلاتے تھے (یعنے کہتے تھے کہ یہ اللہ کی آیتین نہین ہین کبھی اوسین تاویل کرتے تھے) غرضکہ وہ کہینگے اے ہمارے مالک ہماری کمبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ لوگ تھے (نفس کی خواہش اور دنیا کا مزا ہم پر غالب ہوگیا اور تیری راہ سے بہٹک گئے غرضکہ اپنے قصور کا اعتراف کرینگے اور یہ دعا کرینگے) اے ہمارے مالک ہمکو ایکبار دوزخ سے نکال دے پھر اگر ہم ایسا کرین تو بے شک قصوروار ہین (ایک مدت تک اس دعا کا جواب نہ ملیگا یعنی سات ہزار یا بارہ ہزار یا تین سو ساٹھ برس تک) پھر اللہ تعالے فرماے گا (کتو) دور ہو اوسی مین پڑے رہو اور مجھہ سے بات مت کرو (یعنے دوزخ سے نکلنے کا نام مت لو پھر اوس کے بعد دوزخی کوئی بات نہ کرین گے بجز یون ہاے واے کرتے رہینگے اور کتے کی طرح آواز نکالینگے اللہم احفظنا دیکھو) ہمارے بندون مین سے کچھ لوگ (دنیا مین یون) دعا کرتے تھے اے مالک ہمارے ہم تجھہ پر سچے دل سے ایمان لے آئے ہم کو بخشدے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے **ف** حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جب دوزخی دوزخ مین سپلے جاینگے تو ہزار برس تک یہ کہینگے رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ اونکو جواب دیا جائیگا حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ پھر ہزار برس تک یہ دعا مانگتے رہینگے رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ پھر جواب دیا جاے گا

إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ پھر ہزار برس تک کہینگے یَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا
رَبُّكَ جواب دیا جائیگا اِنَّكُمْ مَاكِثُونَ پھر ہزار برس تک کہینگے رَبَّنَا
اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پھر جواب دیا جائیگا۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ پھر ہزار برس تک کہینگے
رَبِّ ارْجِعُوْنِ پھر ذات باری تعالیٰ ارشاد فرمائیگا اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ یعنی
اے کتو دور ہوجاؤ ہم سے بات مت کرو تمہاری تو دنیا مین یہ حالت تھی کہ جب ہماری
نیک بندے ہمکو پکار کر رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ کہتے
تو تم اون کے ساتھ مسخر کی کرتے اور اونکو اپنا مضحکہ ٹھیرا لیتے آج کے دن ہم اون کو
اون کی صبر کی جزا دیتے ہین کہ وہی آج فایز المرام ہین اور تمکو کچھ حصہ نہیں دوزخ مین پڑی رہو
وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (مومنون ع)
اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعاے استغفار کی تعلیم
فرمائی تاکہ امت بھی آپ کی اس استغفار کی اقتدا کرے اور ارحم الراحمین کی وجہ
اوپر گذر چکی گو مغفرت مین بھی رحمت ہے لکن رحمت مین مضمون مغفرت سے زیادہ
ہے۔ کیونکہ مغفرت چاہتی ہے گناہ معاف ہوجائین اور رحمت چاہتی ہے کہ علاوہ
مغفرت کے ایصال احسان بھی ہو۔
وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا
(فرقان س ع) اور پیغمبر (اوس وقت یعنی قیامت کے دن افسوس کرکے) کہے گا
اے مالک مین کیا کرون (مین تو قرآن کے احکام کو سنا دیا) لکن میری قوم اس
قرآن کو چھوڑ بیٹھی ف بعضون نے اس کا ترجمہ یون کیا ہے میری قوم نے اس قرآن کو
(معاذ اللہ) بیہودہ بکواس سمجھا اور لگے دوسری لغو و لاطائل کتابین پڑھنے اب تمام
اسلامی مدارس مین اور دیگر مدارس مین جہان انگریزی پڑھائی جاتی ہے سب جگہ یہی بلا
پھیلی ہوئی ہے کہ قرآن کا ترجمہ نہیں پڑھایا جاتا شاذ و ایسے مدارس ہین ہین کہ کہین

اس کا چرچہ ہے وہ بھی مشتے نمونہ از خروارے ۔ حالانکہ بچون پر پہلے سب سے
فرض ہے کہ اونکو عقاید کی ضروری تعلیم دیجاے پھر قرآن کا ترجمہ پڑہایا جاے پھر
حدیث اور فقہ کی ضروری کتابین پڑہا کر کوئی وہندا کسب معاش کا سکہایا جاے
یہان بالکل اولٹا ہے پہلے روٹیون کی فکر کے لئے کچہ شُد بُد استعداد ہوئی انگریزی
پڑہا دی نہ اونکو دینی تعلیم اچہی دیجاتی ہے اور نہ دنیوی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو
تعلیم یافتہ ہوکر نکلتے ہین نہ وہ دین کے کچہ کام کے ہوتے ہین اور نہ دنیا کے خسر الدنیا
والآخرہ اللہم انی اعوذ بک من علم لا ینفع ۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ
عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَاۤءَتْ
مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا (فرقان س۳ ع) اور وہ یہ دعا مانگتے ہین کہ اے ہمارے
مالک دوزخ کے عذاب کو ہم سے ٹہالے کیونکہ دوزخ کا عذاب توپری طرح چمٹتا ہے
یہ جہنم بھی کیا برا ٹہکانا اور بری رہنے کی جگہ ہے ۔ ف اللہ تعالیٰ اپنے بندون کی
فضیلت بیان کرتا ہے ۔ کہ اون رحمن کے بندون کی فضیلت یہ ہے کہ علاوہ
راتون مین سجدہ اور قیام کرنے کے یہ بھی اون کی عادت ہے کہ وہ اس دعا سے اپنے
مالک کو یاد کرتے ہین غرام کہتے ہین اس طرح سے چمٹ جانے کو کہ پھر چہوٹنا نہ ہو اور
غرام اوس برائی کو بھی کہتے ہین جو ہمیشہ لگی رہے اور چہوٹے نہیں اسی واسطے قرضخواہ
کو بھی غریم کہتے ہین کہ وہ مدیون کے ساتھ اپنے تقاضے کے لئے لگا رہتا ہے جملہ
ساءت مستقراً ومقاماً پہلے جملہ کی تعلیل مین واقع ہوا ہے یعنے یہ عذاب چمٹا ہوا کیون
ہے کہ وہ جہنم کا عذاب ہے کہ جو دوزخیون کے رہنے کا برا ٹہکانا اور برا مقام ہے
اب مستقر اور مقام ان دونون کا عطف ایک دوسرے پر یا تو اس وجہ سے کیا گیا
ہے کہ ایک دوسرے کی تفسیر ہے یا دونون مین معنوی اختلاف ہے یعنی مستقر
وہ مقام جو چند روز کے لئے قرارگاہ ہو اور وہ عاصیون اور گناہ گارون کیلئے ہے

اور مقام وہ ہے کہ جو دار الاقامت ہو چونکہ جہنم کافرون کا ہمیشہ کے لئے دار الاقامت ہی
اس لئے مقام کا لفظ کہا گیا مخصوص بالذم محذوف ہے یعنے وہ جہنم ایک ایسا ہولناک
اور برا مقام ہے کہ اے اللہ تو ہی ہم کو اوس سے بچالے جملہ انہا سارت مستقراً ومقاماً
ہوسکتا ہے کہ اون بندون کا مقولہ ہو جس کو اللہ تعالےٰ نے بہ سبیل حکایت بیان کیا ہو
چونکہ کافر کے لئے عذاب کا ہونا ضرور ہے اس لئے کمال مبالغہ کے لئے لفظ غرام
بغرض لزوم لایا گیا۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا
قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (فرقان ع ع) اور وہ یہ کہتے ہین کہ اے مالک
تو ہمکو ایسی بیویان اور ایسی اولاد دے جو ہماری آنکھون کی ٹھنڈک ہون اور ہمکو
پرہیزگارون کا پیشوا بنا زمخشری نے کہا کہ مِن اسمین بیانیہ ہے یعنی ایسی بیویان یا ایسی
اولاد کہ جن سے دل کو سرور اور آنکھون کو نور ہو یا مِن ابتدائیہ ہے یعنے بیویون
اور اولاد سے ہم خوش ہون اور اون سے ہمکو راحت ملے ایک قراءت ذریۃ بھی
آئی ہے غرضکہ یہ لفظ بھی ایسا ہے کہ اس کا اطلاق واحد اور جمع دونون کے لئے ہے
صاحب مفصل کہتے ہین قرۃ عین سے کیا مراد ہے۔ اس مین تین قول ہین ایک قول
تو یہ ہے کہ آنکھون کی ٹھنڈک کے معنے انسوون کی ٹھنڈک کیونکہ ٹھنڈے آنسون
کا نکلنا دلیل ہے خوشی اور ہستی کی جیسا کہ گرم آنسوون کا نکلنا دلیل ہے غم اور رنج
کی دوسرا قول یہ ہے قرۃ عین سے نیند مراد ہے کیونکہ نیند ہمیشہ فارغ البال اور
غم اور رنج کی دور ہونے سے ہوتی ہے کیونکہ اگر اطمینان خاطر نہ ہو اور غم رہے تو
نیند نہین آتی یعنے ایسی اولاد دے کہ جس سے ہم آرام سے سوئین تیسرا قول
قرۃ عین سے رضامندی ہے یعنے ہمکو ایسی اولاد اور ایسی بیویان عطا فرما جن سے
ہم راضی رہین ابن عباس کہتے ہین کہ قرۃ العین سے مراد ہمکو ایسی بیوی اور اولاد
عنایت فرما کہ جو ہماری باتون کو سنے اور ہماری اطاعت کرے کیونکہ مومن آدمی

کے لئے اس سے بہتر کوئی خوشی نہین کہ اوسکی بیوی اور اولاد اطاعت گزار ہو کہ جسکو دیکھکر دل کو خوشی اور آنکھین ٹھنڈی ہون۔ واجعلنا للمتقین اماما یعنے ہم کو امور خیر کا پیشوا اور مقتدا بنا تاکہ ہم علم اور توفیق عمل صالح سے مراسم دین کو قایم رکھین لفظ امام کہا اور مراد اوس سے ائمہ رکھا یا مراد اوس سے واحد ہی ہے تو اوس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے لئے ایک ایسا پیشوا ے دین مقرر کر دوے کہ ہم سب اوسی کے تابعدار ہین ہمارا حکم اور ہمارا راستہ اوس کی وجہ سے ایک رہے بعضون نے کہا کہ یہ کلام مقلوب ہے اصل اس کی واجعل للمتقین لنا اماما ہے بعض لوگون نے کہا کہ یہ صیغہ متکلم مع الغیر کے ساتھ ہے یعنے ہمکو اور ہماری اولاد کو پیشوا اقرار دے صاحب تفسیر نیشاپوری کہتے ہین کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ دینی ریاست ایک ایسی مرغوب شے ہے جسے ہر شخص کو طلب کرنا چاہیئے۔ اہل سنت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ بندہ کا فعل بھی اللہ تعالےٰ کا فعل ہے بندہ اپنے فعل کا آپ خالق نہین جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کیونکہ دین کی امامت نہین ہوسکتی مگر ساتھ علم و عمل کے اور جب بندہ نے خدا سے اس امر کی دعا کی کہ تو ہمکو امام بنا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا عمل اور علم تیری ہی توفیق اور مدد سے ہے ہمکو کچھ دخل نہین۔

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ (شعراء ع)

اے میرے مالک مجھے حکومت عطا فرما اور نیکون کے ساتھ مجھے ملا دے اور پچھلون مین میرا ذکر خیر جاری رکھہ اور نعمت جنت کا مجھے وارث گردان اور میرے باپ کو بخشدے کیونکہ وہ گمراہون مین سے تھا۔ اور جسدن لوگون کا حشر و نشر ہوا مدان

مجہیر سوات کر ۔ ف ۔ حکم سے کیا مراد ہے اسکو سمجھنا چاہیئے ۔ بعضون نے کہا حکم سے مراد علم اور سمجھ اور عمل مین کمال تاکہ اوسکی وجہ سے انسان خلیفۃ اللہ کہلائے اور خلق کا سردار ہو بعضون نے کہا حکم سے مراد نبوت اور رسالت ہے بعضون نے کہا حکم سے مراد اللہ تعالےٰ کے حدود اور احکام کے مطابق فیصلہ کرنا اس دعا سے پہلے کئی ثنائیہ جملے آئے ہین جن سے اس امر کے طرف آگاہ کیا گیا ہے کہ دعا سے پہلے ثنائے باری تعالیٰ کرنا چاہیئے ۔

ضرورت ثنا و حقیقت دعا — دعا کی حقیقت یہ ہے ارواح بشریہ کو تشابہ ملایکہ سے ہو جا کے جسقدر اللہ تعالےٰ کی معرفت اور محبت اور ذکر مین زیادہ اشتغال ہوگا اوسی قدر اوس کو عالم روحانیات سے اور فرشتون سے مشابہت ہوتی جائیگی اور جس قدر انسان کا مشغلہ لذائذ دنیوی کے طرف رہیگا اوسی قدر اوس کی مشابہت بہائم کیساتھ ہوتی جائیگی اور اوسی قدر اوس مین ضعف اور قوۃ تاثیر کی کمی بھی ہوتی جائیگی پس جو شخص یہ چاہتا ہے کہ مین اپنے کو ذکر آلہی مین مشغول کرون اور ماہیت دعا کا انکشاف ہو اوس کو پہلے چاہیئے کہ ذات باری تعالیٰ کے اوصاف اور اوس کی ثنا اور عظمت کا ذکر کثرت سے کرے تاکہ اوس ذکر کی وجہ سے استغراق اللہ کی محبت اور معرفت مین زیادتی ہو جب یہ بات حاصل ہو جاتی ہے تو ایک طرح کی مشابہت ملائکہ سے ہوتی ہے اوس مشابہت کی وجہ سے اس کو ایک قوۃ آلہیہ منجانب اللہ ہوتی ہے اور وہی اوسکا قبلہ اور مطلوب دعا کا ہوتا ہے اور یہی مقام ہے کشف ماہیت دعا کا خلاصہ یہ کہ دعا سے پہلے ثنا واجبات دعا سے ہے اور اس مضمون سے جناب سرور کائنات کی اوس حدیث کا بھی مطلب حاصل ہوگیا جس مین آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص کو میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے کے لئے روک دیا مین اوسکو دوسرے مانگنے والون سے زیادہ دونگا ۔

اس دعا مین کئی باتین ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے مانگین۔ پہلے حکومت کا سوال کیا دوسرے نیکو کارون مین شامل ہونیکا امام فخر الدین رازی رحمۃ علیہ فرماتے ہین یہان حکم سے مراد نبوت نہین ہے کیونکہ نبوت تو اونکو حاصل تھی بلکہ مراد یہان پر حکم سے تکمیل قوۃ نظریہ ہے اور یہ جب ہوتا ہے کہ انسان حق امر کی تلاش کرے اور الحقنی بالصالحین سے مراد اونکی قوۃ عملیہ ہے اور یہ قوۃ کامل جب ہوتی ہے کہ انسان نیکیون پر حسب طریقۂ سنت عامل ہو کیونکہ کمال انسان کا یہ ہے کہ حق کو پہچان کر اوس کے مطابق عمل کرے ورنہ محض معرفت کارگر نہین ہوتی جب تک عمل اوس پر نہو اسی وجہ سے پہلے حکمت نظریہ کو بیان کیا پھر حکمت عملیہ کو۔

واجعل لی لسان صدق فی الاخرین اور آنے والے لوگون مین میرا ذکر خیر باقی رکھہ یعنے دنیا مین جو لوگ میرے بعد آئین وہ میری تعریف اور میرا ذکر نیکی سے کرین۔ یہان پر استعارہ کیا ہے لسان سے کلمہ کا یعنے زبان کا لفظ کہتے ہین اور اوس سے مراد کلمہ رکھتے ہین اس لئے کہ زبان سبب ہے کلمہ کے نکلنے کا خداوند تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول کر لیا کیونکہ ہر ملت ابراہیم علیہ السلام کو معظم اور مکرم سمجھتی ہے۔ اور خاص کر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز مین التحیات پڑہنے کے وقت اون پر درود اور سلام بھیجتی ہے۔ امام مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ مین میری اُمت مین ایسا شخص پیدا ہو جو حق پر قائم رہے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے آپ اونکی نشانی ہین۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ فرماتے ہین رب ہب لی الخ مین تین تاویلین ہین (۱) پہلی تاویل تو یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اس امر کو طلب کیا کہ جو دنیا اور آخرت دونون جگہ مین انسان کا کمال ذاتی ہے اور وہ علم ہے چنانچہ حکم سے مراد علم ہے پھر اللہ تعالیٰ سے کمالات دنیا طلب کئے اور بعد اوس کے کمالات آخرت۔ کمالات دنیا کی دو قسمین ہین ایک داخلی دوسرے خارجی۔ داخلی کمالات کی پھر

دو قسمین ہین ایک خُلق ظاہری دوسرے خُلق باطنی[1] وہ خلق ہے جو تعلق روح سے رکھتا ہے
اور خلق ظاہری وہ جو جسم سے تعلق رکھتا ہے چونکہ روح جسم سے افضل ہے اس لئے الحقنی
بالصالحین سے خلق باطنی کی تکمیل چاہی اب رہے کمالات خارجی تو وہ مال اور عزت ہی
چونکہ اس کو بھی ایک گونہ تعلق روح سے ہے اس وجہ سے کہ عزت نفس سے روح خوش
ہوتی ہے اس لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ میرے بعد میرا ذکر خیر لوگون مین باقی رکھہ۔ اب
یہان پر سوال یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اس دعا سے غرض کیا تھی کیا یہ مقصود تھا
کہ لوگ میری تعریف کرین اور مین سَرا ہا جاؤن حالانکہ ایسا نہین اس اعتراض کے
دو جواب ہین (پہلا جواب) تو یہ ہے کہ جن ارواح کا اثر جسم پر پڑتا ہے اوس کی دو قسمین
ہین ایک تو وہ ارواح جن کا اثر قوی ہوتا ہے دوسرے وہ ارواح جن کا اثر اجسام مین
ضعیف ہوتا ہے لکن جب ایک انسان ایسا ہو جس نے حد درجہ مین کمال پیدا کیا ہو
اور اوس کی تعظیم اور تکریم لوگون کے دلون مین جاگزین ہو جائے تو یہ خود ذکر خیر کا باعث
ہوتا ہے اور جب ہی حصول اثر کمالات کا دوسرون کے لئے اور ایسے شخص پہ لوگون کا جمع ہونا
تو وہ پیدا کرتا ہے دوسرون کے لئے اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی (دوسرا
جواب) اس کا یہ ہے کہ جو شخص اکتساب کمالات کی وجہ سے مشہور ہو جاتا ہے۔ تو
اوس کی مدح اور شہرت باعث ہوتی ہے اکتساب کمال کی اس لئے اونھون نے کہا
کہ میرا ذکر لوگون مین جاری رکھہ۔ تاکہ لوگ بہت ساری باتون مین میری اقتدا کرین چنانچہ
یہ دعا بھی قبول ہوئی الحمد للہ سب مناسک حج مین آپ ہی کی اقتدا کی جاتی ہے حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ساری باتون مین ملت ابراہیمی کی چال چلتے تھے بشرطیکہ
اوس کے خلاف وحی نہ نازل ہوئی ہو۔

واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم ۔ اے مالک تو ہم کو اون لوگون مین شامل کر جو جنت کے
نعمتون کے وارث ہین۔ جیسا کہ انسان کو میراث بلا مشقت اور تعب کے حاصل ہو جاتی ہے

[1] خلق باطـ

ویسا ہی ہمکو جنت کا وارث کر۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کا حصول کچھ حسن عمل پر نہین ہے۔ بلکہ اوس کی فضل و عنایت پر ہے اور جنت کی اضافت جو نعیم کے طرف ہے یہ اضافت محل کی حال کی طرف کی گئی ہے اس سے مقصود کمال مبالغہ نعمار جنت کا بتلانا ہے۔ جب پہلی آیت سے دنیا کی سعادت ابراہیم علیہ السلام مانگ چکے تو پھر آخرت کی سعادت مانگی اور لفظ میراث کا بغرض تشبیہ لایا گیا ہے جیسا کہ دنیا کی نعمت میراثاً ملجاتی ہے ایسا ہی آخرت کی نعمت بھی میراث مین دنیا کے مشابہ ہے۔

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ اور اے مالک میرے باپ کو بخشدے کیونکہ وہ سیدھے راستہ سے بہنکا ہوا تھا ف یہ دعا ابراہیم علیہ السلام نے اس وجہ سے مانگی کہ اون کے باپ نے ایمان کا وعدہ کیا تھا۔ جب بعد کو انکار کیا تو ابراہیم علیہ السلام الگ ہوگئے

وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ اور اے مالک مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کیجیو۔

ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہین جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام کیون ایسی دعا مانگتے

شبہ ایک شبہ یہان یہ ہوتا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ اے مالک تو مجھے جنت کا وارث گردان تو پھر رسوائی نہ ہونے کا سوال بے کار تھا۔ دوسرے یہ کہ جب رسوائی اور عذاب کافرون کے لئے ہے تو معصوم انبیا کیون اس سے ڈرین

جواب شبہ اس کا جواب یہ ہے کہ نیکون کی نیکیان مقربین کے حق مین برائیان ہین اور سلوک کے مقامات مین ہر ایک ادنی مقام دوسرے مقام اعلی کے نسبت کرتے رسوائی ہے پس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ مقامات سلوک کے طے کرنے مین یا تیری عبادت مین ہم سے کسی قسم کا قصور ہو جس مین ہماری رسوائی ہے سو ایسی رسوائی بھی ہم کو قیامت مین نہ دکھلا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر سے ایسی حالت مین ملینگے کہ گرد وغبار اونکی

چہرے پر ہوگا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے پوچھینگے کیون مین نہ کہا تھا کہ تم میری
نافرمانی نہ کرو اون کے باپ کہینگے آج کے دن سے مین نافرمانی نہین کرونگا پھر ابراہیم
علیہ السلام جناب باری مین عرض کرینگے اے مالک میرے تونے وعدہ کیا تھا کہ قیامت
کے دن رسوا نہ کرونگا اب اس سے بڑھکر کیا رسوائی ہے کہ باپ میرا مجھسے الگ ہے
اللہ تعالے فرمائگا مین نے تو جنت کافرون کے لئے حرام کردی ہے۔ پھر اللہ تعالے
فرمائے گا اے ابراہیم تم اپنے پیرون کے نیچے دیکھو نیچے دیکھینگے تو ایک نر بجو ذبح
کیا ہوا اوکہائی دیگا پھر وہ آگ مین ڈال دیا جائیگا۔

رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ (شعرا روع) اے اللہ میری قوم جو جو برے
افعال (یعنے لواطت وغیرہ) کرتی ہے ان بدکامون سے مجھکو اور میرے اہل کو نجات دے
یا اس بدکاری کی سزا مین جو اونکو عذاب ملنے والا ہے اوس سے مجھکو بچالے ف یہ دعا
لوط علیہ السلام نے جب مانگی کہ جب اونکی قوم کو لواطت کی عادت ہوگئی تھی نعوذ باللہ
من شر الشیطن۔ اللہ تعالیٰ نے پتھر کا عذاب برسایا سب قوم ہلاک ہوئی لوط علیہ السلام
اور اون کے اہل (سواے) لوط علیہ السلام کی بیوی کے سب بچ گئے۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا
وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (شعرا ۱ ع) نوح علیہ السلام
نے کہا اے میرے مالک میری قوم نے مجھے جھٹلایا اب ہمارے اور ہمارے قوم
کے درمیان حق فیصلہ کردے اور مجھکو اور میرے ساتھ جو دوسرے ایماندار لوگ
ہین اون کو ڈوبنے سے نجات دے ف یہ دعا نوح علیہ السلام کی یہان مجمل ہے
اس کی تفصیل سورہ نوح مین مفصل ہے آیندہ اسکا بیان آتا ہے۔ یہان مختصر ہم یہ
بیان کرتے ہین کہ اونہون نے اس دعا مین یہ کہا اے مالک با وجودیکہ مین ساڑھے
نو سو برس تک قوم کو توحید کے طرف بلایا لکن وہ میری تکذیب پر اصرار ہی کرتی رہی اب

اب ہمارے اور اون کے درمیان حق فیصلہ کر دے یعنے عذاب اور ہلاکت اون پر نازل کر اللہ تعالے نے (سواے نوح اور اون کے ساتھیون کے جو کشتی پر تھے باقی) سب کو ہلاک کر دیا

قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ (نمل ۳ ع)

اے مالک مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر ادا کرون یا مجکو اپنی شکران نعمت کا پابند کر دے اور اس امر کی بھی توفیق دے کہ اس احسان کا بھی شکر بجا لاؤن جو تو نے ہمارے ماں باپ پر کیا ہے اور اس بات کی بھی مجکو توفیق دے کہ ہم وہ کام کرین جو تیری بارگاہ مین پسندیدہ ہو اور اپنی مہربانی سے مجکو اپنے نیک بندون مین شامل کرے ف علامہ زمخشری اس جملہ کی تقدیر کہتے ہین ہے اجعلنی ازع شکر نعمتک عندی واکفہ وارتبطہ لا ینفلت عنی لا انفک شاکرا لک یعنے مجھے ایسا کر دے کہ مین شکر پر لگا رہون اور وہ شکر مجھسے کبھی جدا نہ ہو واحدی کہتے ہین کہ اوزعنی کے معنے الہمنی کے ہین یعنے ہمکو شکر کا الہام کر اور زجاج کے معنے [illegible] یعنے مجھکو شکر کا مفتون کر دے قرابی نے کہا کہ اوزعنی کی اصل وزع ہے جس کے معنے منع کرنے اس صورت مین منشا ہوتے [illegible] یعنے اے اللہ مجھے ایسی باتون سے روک دے جو تیرے غضب کا موجب ہو زجاج نے کہا اس کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ مجھے روک دے کفران نعمت سے یعنے مجکو توفیق دے کہ مین شکر کرون یہان ملزوم کو چھوڑ کر لازم کی تفسیر کی گئی ہے نعمت سے مراد نبوت اور سلطنت اور علم ہے علی والدی یعنے اے اللہ جیسا کہ مین اوس نعمت کا شکر ادا کرون جو تو نے مجھے عطا فرمائی ہے ویسا ہی مین اوس نعمت کا شکر بجا لاؤن جو تو نے میری والدین کو دی ہے والدین کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ والدین پر جو نعمت ہے وہ اولاد پر بھی ہے اور خاصکر جبکہ وہ نعمت دینی ہو۔

جب سلیمان علیہ السلام نے سوابق نعمت کا ذکر کیا تو اب لواحق نعمت کو بیان کیا اور

ناشکر وہ جبکہ نعمت دینی ہو۔اسی وجہ سے کہا ان اعمل صالحاً یعنے اے اللہ تو توفیق دے کر اپنے بقیہ عمر مین ایسا عمل کرون کہ جس سے تو راضی ہوجائے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ انبیا کا درجہ تو صالحین سے بڑھکر ہے پھر انبیا کا یہ کہنا کہ اے مالک تو مجھے نیکوکارون مین داخل کر گویا مرتبہ تحت کو مانگنا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہان صالحین سے مراد صالح کامل ہو اور صالح کامل اوس کو کہتے ہین کہ جو اللہ تعالے کی کسی حالت مین نافرمانی نہ کرے اور نہ کسی قسم کا گناہ کرے اور یہ سب سے بلند درجہ ہے جب یہ بیان کر چکے تو پھر اس امر کی خواہش کی کہ جو نتیجہ ہے عمل صالح کا یعنے جنت مین مجھے نیکوکارون کے زمرے مین شامل کر یہان پہلی معنومین جمع کے ہے اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنت جو پرہیزگارون کا گھر ہے وہ محض خدا کی مہربانی سے ملے گا نہ عمل سے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اِنَّهٗ لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اَحَدٌ بِعَمَلِهٖ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ یعنی اسکے راستے مین مضبوط رہو اور اللہ کا تقرب ڈھونڈو اور اس بات کو بخوبی جان رکھو کہ جنت مین کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے نہ جائیگا صحابہ نے کہا کیا آپ بھی آپ نے فرمایا ہان مین بھی جب ہی جنت مین جاؤنگا جبکہ اللہ مجھے اپنی رحمت سے داخل کرے سبحان اللہ کیا ارشاد مبارک ہے اور کیا دعا ہے جو سلیمان علیہ السلام نے مانگی اللھم انی ادعوک بما دعاک نبیک سلیمان علیہ السلام ان تفتح منی سلسلۃ علوم القران وتفضل علی بالایقان وان کنت مقصراً ان اوضح معانی الفرقان کماینبغی ولکن فضلک اوسع ومواہبک اجزل وھو سبب الفوز ورحمتک ارجی عندی من عملی یا رب العالمین یا ارحم الراحمین۔

قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (نمل ۳ ع) بلقیس شاہزادی سبا نے کہا اے مالک مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور مین نے سلیمان کے ساتھ پروردگار عالم کی اطاعت قبول کرلی۔

ف جب بلقیس کا تخت سلیمٰن علیہ السلام کے پاس لایا گیا اور سلیمٰن علیہ السلام نے دربار شیشہ محل مین حاضر ہونے کا حکم دیا تو فرش بلورین کو پانی کا حوض سمجھکر اپنے پائنچے چڑہا لئے لیکن لوگون نے کہا یہ فرش بلورین ہے یون ہی آئے اس پر بہت شرمندہ ہوکر یہ دعا مانگین یعنے مین نے جو یہ گمان کیا کہ پانی ہے اور اس مین مجھکو ڈوبانے کی غرض سے بلایا گیا ہے یہ میرا گمان غلط ہے اس بدگمانی سے مین معافی چاہتی ہون یا یہ کہ پہلے جو آفتاب کی مین نے پرستش کی اوس سے مین نے توبہ کی اور مین نے سلیمٰن کے موافق توحید کو اختیار کیا اور اپنے مالک رب العالمین کی پوری فرمان بردار ہوگئی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ (قصص ۲ ع) اس دعا کا قصہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام شہر سے باہر چلے جا رہے تھے دیکھا تو دو آدمی لڑ رہے ہین ایک اسرائیلی ہے دوسرا فرعونی اسرائیلی نے موسیٰ سے فریاد چاہی کہ قبطی ناحق نا روا مجھے مارے ڈالتا ہے موسیٰ نے قبطی کو ایک مکہ مارا اوس کا کام تمام ہوگیا۔ موسیٰ نے کہا لو یہ شیطانی حرکت مجھہ سے سرزد ہوگئی پھر یہ دعا مانگی اے مالک مین نے اپنے نفس پر آپ ظلم کیا تو مجھے بخشدے کیونکہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بڑا مہربان ہے اور کہا اے مالک اگر تو مجھہ پر احسان کرے کہ اس قصور کو (جو مجھہ سے اس وقت ہوگیا ہے) معاف کردے تو آیندہ سے مین کبھی مجرمون کی مدد نہین کرون گا ف جب انبیا علیہ السلام معصوم ہین تو اون سے یہ قصور کیسا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ فعل موسیٰ علیہ السلام سے اوس وقت ہوا جبکہ وہ نبی نہین ہوئے تھے کیونکہ نبوت اونکو اس واقعہ کے بعد ملی ہے۔ بعضون نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ انہون نے مغفرت اس وجہ سے مانگی کہ جو بات بہتر تھی اوس کو چھوڑ دیا یعنے ترک اولیٰ کی وجہ سے معافی چاہی کیونکہ اولی یہی تھا کہ اس ظالم کو سمجھاتے۔ یا مراد اس سے یہ ہے کہ یہ معافی

اپنے نفس پر ظلم کیا کہ جو اوس کافر کو مارا کیونکہ اگر فرعون کو معلوم ہو جائیگا تو مجھے وہ قتل
کریگا تو گویا مین نے اپنا آپ خون کیا بعضون نے کہا کہ اغفرلی اپنے حقیقی معنے پر ہے
یعنے اے اللہ اس واقعہ کو مستور اور پوشیدہ رکھہ تا کہ فرعون کو خبر نہ ہو لکن یہ تاویل خلاف
ظاہر ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام ہمیشہ اس فعل سے نادم رہے۔ بعضون نے کہا یہ فعل
اون کا مکلف اور بالغ ہونے سے پہلے کا تھا کیونکہ اوس وقت اونکی عمر ۱۲ برس کی تھی اسمین
تو کسی کا شک نہین ہے کہ تمام انبیا کبایر سے معصوم ہین اب رہا قتل تو ہوسکتا ہے کہ یہ فعل
اون سے عمداً صادر نہ ہوا ہو اور جب عمداً نہ ہوا تو کبیرہ بھی نہین کیونکہ مُکّہ مارنے سے آدمی
مرتا نہین۔ بعضون نے کہا کہ یہ فعل اون کا گناہ ہی نہین تھا کیونکہ مظلوم کی مدد کرنا اور ظالم کو
سزا دینا سب ادیان اور شرائع مین ہے۔

قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (قصص ۲ ع) موسیٰ علیہ السلام نے
کہا اے اللہ مجھے (فرعون کی) قوم سے جو ظالم ہے نجات دے اور اون کی بلا ہم سے
دفع کر دے اور تو ہم کو اپنی حفاظت مین لے لے تا کہ فرعون کے لوگ جو مجھہ کو پکڑنے کے لئے
نکلے ہین وہ ہم سے نہ ملنے پائین ف جب موسیٰ علیہ السلام قبطی کو مارنے کے بعد فرعون سے ڈرکر
مصر سے مدین کو بھاگے تو اوس وقت یہ دعا مانگی

فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ (قصص ۳ ع)
(قصہ) جب موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے مدین کا راستہ لیا تو راہ مین کیا دیکھتے ہین کہ شہر
مدین کے کوئین پر لوگون کی ایک بھیڑ جانورون کو پانی پلا رہی ہے اور وہان دو عورتین الگ اپنی
بکریون کو روکی کھڑی ہین موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم اپنی بکریون کو پانی کیون نہین پلاتے وہ
کہنے لگین ہم تو اوس وقت تک پانی نہ پلاینگے جب تک بھیڑ نہ چھٹ جائے ہمارا باپ بوڑھا ہے
اوس مین طاقت نہین کہ بکریون کے ساتھہ آئے اس لئے ہم خود اپنی بکریان لے آئین ہین
موسیٰ علیہ السلام بکریون کو پانی پلا کر ایک درخت کے نیچے کھڑے ہوگئے۔ جب بھوک

کی شدت ہوئی پیٹ پیٹھ سے لگ گیا تو ضبط نہ ہو سکا تو یہ دعا مانگی وہ بھی سبحان اللہ کس
ادب و لحاظ سے کہ میرے مانگنے اس نعمت کو جو نعمت تو مجھ پر اتارے مین اوس کا
محتاج ہون ف حنفی کہتا ہے کہ یہان لام بمعنی الی ہے جیسے کہ فقیر لہ کہہ سکتے ہین ویسے
فقیر الیہ بھی کہہ سکتے ہین ابن عباس نے کہا اگرچہ موسیٰ علیہ السلام تمام مخلوقات مین مکرم تھے
لیکن جب بھوک سے اون کا پیٹ پیٹھ سے لگ گیا اور ایک کھجور تک اون کو نہین ملا بھوک
سے اون کی پیٹ کے گہانس کی سبزی ہوائی دیتی تھی تب اوس وقت یہ دعا مانگی ایک روٹی کا
ٹکڑا ہی مل جاوے تاکہ شدت بھوک سے نجات ملے اور اس دعا کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
مین گو فرعون کے پاس بہت عیش و آرام سے تھا لیکن ظالمون کے پنجے سے نجات ملنا
اور ایسی دنیا جس مین ظلم ہو نکل جانا ہی بہتر ہے یا اللہ زمخشری کہتے ہین لما مین انی سے
کے معنے ہین یعنے جو کچھ تو بھیجے خواہ تھوڑا ہو یا بہت مین اس وقت محتاج ہون یہان فقیر کا تعدیہ
الی کے ساتھ نہ کر کے لام کے ساتھ اس وجہ سے کیا گیا کہ اسمین تضمین رکھی معنے سوال کی یعنی انی
سائل وطالب لما انزلت الی من خیر یعنے اے اللہ مین سائل اور طالب ہون تیری جناب
مین خیر کا۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ (عنکبوت س ع) جب
لوط علیہ السلام اپنی قوم کو افعال شنیعہ سے روکتے رہے تو جب اونہون نے نہ مانا تو عذاب سے
ڈرایا پھر بھی نہ مانا قوم لوط نے کہا اچھا اے لوط اگر تم عذاب خداوندی سے ڈراتے ہو تو اوس
عذاب کو لے آؤ تب اپنی قوم سے ناامید ہوئے اور یہ دعا مانگی (یعنے اے اللہ تو اون
پر عذاب نازل کر کے میری اون پر مدد کر مین نے جو اون سے کہا یا ہے کہ عذاب نازل
ہونے والا ہے اوس کو کر کے دکہاوے اور مفسدین اس وجہ سے کہا کہ یہ علاوہ لواطت
کے لوگون کو گناہون کے کامون پر اور بدکاری کے کامون پر آمادہ کرتے تھے یا اس وجہ سے
اون کو مفسدین کہا کہ پہلے پہلے اس فعل بد (لواطت) کا طریقہ انہون ہی نے ڈالا تھا دوسرے لوگ

بھی اون کا دیکھا دیکھی کرنے لگے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو شخص کسی برے امر منکر کو ایجاد
کرتا ہے اور لوگون کو سیدے راستہ سے روکتا ہے اُس کو ہمکو دوتا اور دوتا عذاب دینگے اس
وجہ سے کہ وہ زمین مین فساد کرتے تھے اگر غور سے دیکھا جائے تو فی الحقیقت فعل لواطت
افساد ہے اسوجہ کہ خلاف فطرہ یعنے کھیتی جہان پر ہوتی ہے وہان تخم نہ ڈال کر دوسری جگہ ڈالنا
تخم کو غارت کرنا ہے اور یہی افساد ہے۔
وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا۔ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي
كُنَّا نَعْمَلُ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ
فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ (فاطر ۳۶ ع) دوزخی دوزخ مین چلا کر یہ دعا مانگے گے
اے مالک ہمارے ہمکو یہان سے نکال لے (یعنے ہمکو پھر دوبارہ دنیا مین بھیجدے) اسکے
بار اچھے کام کرینگے جیسے پہلے برے کام کرتے تھے ویسے نہین کرینگے (پروردگار اونکو جواب
دیگا) کیا ہم نے دنیا مین تم کو اتنی عمر نہین دی تھی۔ اگر کسی کو سوچنا منظور ہوتا تو سوچتا اور اس کے
علاوہ تمہارے پاس ڈرانے والا (پیغمبر بھی) پہونچا جب بھی تم نے نہ مانا) اب (سزا تم کو
بھی دیجاتی ہے) کہ اپنی نافرمانی کا بدلہ چکھتے رہو نافرمانونکا کوئی مددگار نہین ف یعنے دوزخی
دوزخ مین چلا چلا کر یہ کہین گے کہ پروردگار ہم کو جہنم سے نکال دے ہم وعدہ کرتے ہین کہ
شرک اور گناہ کے کام نہین کرینگے بلکہ ایمان لاکر توحید اور اطاعت کو اختیار کرینگے
جواب دیا جائیگا کہ کیا ہم نے تم کو دنیا مین ۶۰ یا ۷۰ برس کی عمر نہین دی تھی یہ تو بہت مہلت
تھی اولم نعمرکم کا استفہام توبیخی ہے یا تقریری یعنے تم کو اس امر کی ملامت کی جاتی ہے
کہ باوجود اس قدر مہلت دینے کے تم ہم سے غافل رہے پھر عمر کے علاوہ اپنی حجت
بھی ہم نے قایم کی یعنے پیغمبرون کو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا جب تم نصیحت پذیر
نہ ہوئے تو اب کیا ہوتا ہے اپنے کرتوتون کی سزا چکھو۔ بھلا کہین بے انصافون کا
بھی کوئی مددگار رہوتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (صافات ع ۳) اے پروردگار مجھے
کوئی نیک بیٹا عنایت فرما۔ ف جب ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس مین تشریف لائے
تو اونہون نے یہ دعا مانگی اے مالک تو مجھے ایسا نیک بیٹا عطا فرما جو تیری اطاعت
مین میری مدد کرے اور غربت مین میرا مونس اور غمخوار رہے۔
قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ اور
یہ کافر ٹھٹے سے یہ کہتے ہین مالک ہمارے جو کچھ حصہ عذاب یا ثواب قبل حساب کے دن
کے جو ہم کو جلدی سے (یہین دنیا مین) دے ڈال اے پیغمبر ان کے باتون پر صبر کئے
رہو۔ ف جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب سے ڈرایا تو کفار مسخرگی
سے دعا مانگے اگر ہمارے حصہ مین جنت ہو یا دوزخ تو وہ ہم کو یہین قبل قیامت کے
کیون نہین دیتا۔ یہین ہمکو مل جاوے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
تسلی کے لئے فرمایا یہ جو کہہ رہے ہین ان کو کہنے دو اور صبر کرو ہم سمجھ لینگے فراکہتا ہی
کہ قط کے معنے نصیب اور حصے کے ہین۔
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِي لِاَحَدٍ مِّنْ
بَعْدِي اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ص ع ۲) سلیمان علیہ السلام
نے کہا اے میرے مالک مجھکو بخشدے اور مجھکو ایسی سلطنت دے جو میرے بعد
کسی کو حاصل نہ ہو بیشک تو بڑا دینے والا ہے ف اگرچہ انبیا علیہم السلام کا طلب
مغفرت کرنا اور اپنے گناہون کی ہر وقت معافی چاہنا از راہ تذلیل نفس و بغرض اظہار
ذلت و خشوع ہوتا ہے لکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے چھوٹے سے قصور کو بڑا قصور سمجھکر مغفرت
مانگی جاتی ہے۔ چنانچہ سلیمن علیہ السلام نے اسی بناپر اپنے قصور کی معافی چاہی ہوا یہ کہ
سلیمن علیہ السلام کی ستر بیویان تھیں ایک دن یون کہہ بیٹھے اگر مین آج شب کو سب
بیویون کے پاس جاؤن گا تو ۷۰ لڑکے پیدا ہونگے اور وہ اللہ کی راہ مین جہاد کرینگے

انشاء اللہ تعالیٰ کہنا بھول گئے کسی بیوی کو حمل نہ رہا۔ ایک بیوی کو ہوا بھی تو گیا بچہ
وہ کرسی پہ لاکر ڈالا گیا۔ غرض کہ اسی بھول پر ایسی مغفرت چاہی بعض کہتے ہین کہ اونہون
نے ایک عورت جبراوہ نامی سے عقد کیا تھا اوس کو بہت چاہتے تھے وہ فریق جھگڑا
اپنا حضرت سلیمٰن علیہ السلام کے پاس لیکر آئے اوس مین سے ایک فریق بیوی
کے طرف کا تھا۔ اپنے بیوی کے طرف دارون کے طرف فیصلہ کرنا چاہا اس پر عتاب
ہوا۔ پھر فیصلہ اون کے درمیان حق کے ساتھ کیا۔ امام واحدی کہتے ہین کہ اکثر مفسرین
کا یہ قول ہے کہ سلیمٰن علیہ السلام نے ایک بادشاہ کی لڑکی سے شادی کی وہ اپنے گھر
مین بت رکھکر پوجتی تھی سلیمٰن علیہ السلام کو اس امر کی خبر نہ ہوئی اس غفلت کی وجہ سے
اللہ تعالےٰ نے اون کی سلطنت ۴۰ دن تک چھین لی اور صخر جن نے سلطنت کی
کعب احبار کہتے ہین کہ آفتاب ڈہل چکا تھا اصیل گھوڑے دیکھنے مین ایسے مشغول
ہوئے کہ شام ہوگئی عصر کی نماز جاتی رہی اس پر افسوس کیا اور کہا مین مال کی محبت
مین اپنے پروردگار کی یاد سے غافل رہا غصے مین آنکر سب گھوڑون کے پیر اور
گردنین کاٹ دین یہ جو ظلم گھوڑون پر ہوا اوس کی مغفرت چاہی۔ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ
نے سلیمٰن علیہ السلام کو ایسی سلطنت دی کہ کسی کو نہ ملی۔ ہوا اور جن اور پری اور انسان
سب آپ کے مسخر تھے۔ صحیح حدیث مین ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
شریر جن رات کو میری نماز توڑنے کے لئے آیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھکو اوس پر غالب کردیا
جی میں آیا کہ مین اوس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دون لکن مین نے اپنے بھائی
سلیمٰن علیہ السلام کی دعا کا خیال کیا کہ اونہون نے یہ دعا کی تھی کہ مجھکو ایسی بادشاہت دے
جو کسی کو نہ ملی ہو اس لئے مین نے اوس کو چھوڑ دیا۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ (ص ع ۴)

دوزخی دوزخ مین یہ دعا کرینگے اے ہمارے مالک جس شخص نے ہم سے پہلے اس کام کو

کیا ہے جس کی وجہ سے ہم کو یہ عذاب سہنا پڑا اوس کو دوزخ مین دونا عذاب کر ایک عذاب تو گمراہی کا دوسرا عذاب گمراہ کرنے کا۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (ص ع ۵) ابلیس نے کہا اے مالک ہمکو اوس دن تک مہلت دے جب سب لوگ دوبارہ زندہ ہوکر اوٹھائے جائینگے۔ ف اللہ تعالی نے بھی اپنے بندون کی اطاعت کا امتحان لینے کے غرض سے اوس کو صور کے پھونکے جانے تک مہلت دیدی تاکہ دیکھے کون خدا کی اطاعت کرتا ہے اور کون شیطان کی۔ قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ (زمر ۵ ع)

اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے اور چھپے اور کھلے باتون کو جاننے والے جس امر مین تیرے بندے جھگڑے کر رہے ہین توہی اون کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے ف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا اوس وقت مانگی جب کہ مشرکین کا ظلم وستم انتہا درجہ کو پہنچ گیا تھا فاطر السموات والارض کو نصب ندا کی راہ سے ہے انت تحکم الخ سے مراد اے اللہ تیرے بندے جس امر مین اختلاف کر رہے ہین توہی ان کے بارے مین حق فیصلہ کر ہم کو فیصلہ کرنے کا کچھ اختیار نہین ہے یعنے جو بندے ہدایت اور گمراہی مین اختلاف کر رہے ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے کو حق پر کہتا ہے اور جو فرقہ حق پر ہے اوس کو باطل سمجھتا ہے توہی ان کے بارے مین فیصلہ کرنے والا ہے دوسرے طور پر اس آیت کی توضیح یہ ہے کہ اے اللہ جس نے اپنے عمل اچھے کئے ہین اوس کو ثواب دینے والا اور جس نے عمل برے کئے ہین اون کو عذاب دینے والا توہی ہے کیونکہ اُس وقت ظاہر ہو جائیگا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر یعنے ہم ان کفار کو شرک اور کفر کو چھوڑ کر توحید اور اسلام کے طرف بلا رہے ہین اور یہ کفار

اختفیا ئے ازلی اپنی کفر اور شرک کو حق جھکر اسی پر اڑے پڑے ہین تو ہی ان پر عذاب
یا ذلت اُتار کر فیصلہ کر۔ ابن مسیب کہتے ہین کہ یہی ایک آیت سب سے کہ جو اس آیت کو
پڑھکر دعا مانگی اللہ تعالے فوراً اوس کی دعا قبول کرتا ہے ربیع بن خثیم بہت کم سخن
تھے جب اونکو قتل امام حسین علیہ السلام کی خبر پہنچی تو لوگون نے کہا کہ اس حادثہ کے
وقت ضروریات کرینگے پھر اونھون نے ایک آہ کی اور یہ آیت پڑہی امام بیہقی رحمتہ اللہ
نے کتاب الاسماء والصفات مین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب
جناب سرور کائنات رات کو تہجد کی نماز کے لئے کہڑے ہوتے تو نماز کو اس دعا سے
شروع کرتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ
اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اس دعا مین کئی خوبیان ہین پہلی خوبی اس دعا مین یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اپنی قدرت
تامہ کو بیان کیا ہے اور قدرت تامہ اوس کی یہی آسمان اور زمین کا پیدا کرنا ہے دوسری خوبی
جو جملہ عالم الغیب والشہادہ مین ہے وہ یہ ہے کہ اسمین اشارہ اس امر کے طرف ہے کہ
اوس کا علم کامل ہے کوئی پوشیدہ اور ظاہر امر اوس سے مخفی نہین قدرت کے ذکر کو علم پر
اس واسطے مقدم کیا کہ علم قدرت مطلق علم پر مقدم ہے کیونکہ جس شخص کو کہ اس امر کا
علم ہوگا کہ مین اس کام پر قادر ہون تو اوس کو اس امر کا بھی علم ہوگا جو کچھ اوس مقدورات
کے تحت مین ہین اوس کو بھی مین جانتا ہون غرضکہ علم قدرت اشیاء کو تقدم ہے علم
اشیاء پر جب اس کا ذکر ہو چکا تو اصل دعا بیان کیا گیا۔ آیت انت تحکم سے مراد
یہ ہے کہ مین جو توحید کا وعظ کرتا ہون اوس سے ان کو نفرت ہوتی ہے اور شرک
کے باتون کے سننے سے ان کو خوشی ہوتی ہے ان کا یہ فعل عقلاً اور نقلاً خلاف ہے
باوجود اس حماقت کے یہ وہی بد اعتقادی اور مذہب باطل سے الگ نہین ہوتے

اور اسی پر اڑے ہوئے ہین ان کے سوء اعتقادی کے زایل کرنے اور ان کے مذہب باطل کے مٹنے پر توہی قادر ہے اور توہی فیصلہ کنندہ ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○ رَبَّنَا وَاَدْخِلْھُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّھُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ وَقِھِمُ السَّیِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَہٗ وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○

(مومن اع) عرش کے اوٹھانے والے فرشتے اور وہ فرشتے جو عرش کے گرد ہین۔ وہ سب اپنے مالک کی تسبیح اور تحمید کرتے ہین اور اوسپر ایمان رکھتے ہین اور ایمان والون کے لیئے بخشش کی دعا مانگتے ہین۔ یہ کہتے ہین اے ہمارے مالک تیری رحمت اور تیرے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔ جو لوگ توبہ کرتے ہین اور تیرے بتائے ہوئے راستے (یعنے سچے دین پر) چلتے ہین اون کو تو بخشدے اور دوزخ کے عذاب سے اونکو بچالے اے ہمارے مالک ایسا کر کہ اون کو اور اون کے مان، باپ دادون اور بی بیون اور اون کی اولاد مین سے جو نیک ہون اون کو ہمیشہ رہنے کے باغون مین لیجا (جن کے دینے) کا تو نے وعدہ کرلیا ہے بے شک توہی زبردست حکمت والا ہے اور قیامت کے دن اون تمام برائیون اور تکلیفون سے بچالے اور جس کو تو نے اس دن برائیون سے بچایا اوس پر تو نے بڑا رحم کیا۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے **ف** یہ دعا اُن فرشتون کی ہے جو حاملین عرش رب العالمین ہین اللہ تعالےٰ اون فرشتون کی دعا کو بسبیل حکایت بیان کرتا ہے اور وہ مومنین کے لئے اس طرح سے دعا مانگتے ہین اس دعا مین یہ مبالغہ

کیا گیا ہے کہ پہلے ذات باری تعالیٰ کی تعریف کی گئی یعنے اے مالک تیری شان رحمت
اور تیرا وسعت علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اگرچہ علم کو تقدم ذاتی ہے رحمت پر لکن چونکہ
موقعہ استغفار کا تھا اور مقصود بالذات مغفرت تھی اس لئے رحمت کو پہلے بیان کیا اور علم
کو بعد لِلَّذِيْنَ تَابُوْ سے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے گناہ اور شرک سے توبہ کی ہے یعنے
اگرچہ اون پر گناہ کا وبال پڑے گا لکن پھر بھی اونکو بوجہ تائب ہونے کے اور تیری راہ
یعنے اسلام پر چلنے کی وجہ سے اونکو بخشدے وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ اس لئے لایا گیا کہ اونہون نے
صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ تیرے راستہ پر چلے دوسری درخواست یہ کی کہ تو اون کو
عذاب جحیم سے بچالے یعنے اون کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھہ یعنے تو اون کو دوزخ
کے عذاب سے اس طرح بچا کہ اون کو توفیق دے کہ وہ شریعت پر قایم رہین تاکہ تیری
نعمت اون پر پوری ہو کیونکہ تونے وعدہ کیا ہے جو عمل حسنہ کرلے گا اوس کو دوسرا اجر
دیا جائے گا رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ مین اس امر کا عطف وَقِهِمْ پر ہے اور جملہ ندائیہ جو رَبَّنَا لایا گیا ہے
وہ بغرض مبالغہ و تکرار ذکر باری تعالےٰ لایا گیا ہے۔ اور الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ یہ صفت جنات کی ہے
یعنے وہ جنات ایسے ہین جس کا تونے وعدہ کیا ہے۔ صلاحیت سے مراد ایمان اور
عمل علی الشریعۃ ہے۔ کیونکہ جو شخص ایسا ہوتا ہے وہی دخول جنت کے قابل ہوتا ہے۔
اب اسمین اختلاف ہے کہ وَمَنْ صَلَحَ کا عطف کس پر ہے بعض کہتے ہین کہ وَعَدْتَّهُمْ مین هُمْ
جو ضمیر ہے اوس پر ہے ای وعدت من صلح اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ جو اونکی
ماں باپ اور ذریات مین صالح ہین اونکو بھی داخل کر لکن اولیٰ یہ ہے کہ وَمَنْ صَلَحَ کا عطف
ادخلهم پر ہو کیونکہ اس صورت مین صراحتاً ثابت ہوگی یعنے جیسا کہ تونے اون کو داخل کیا
ویسا ہی اون کے ماں باپ کو بھی داخل کر اور دوسری صورت مین اون کا داخل ہونا
ضمناً ہوگا یعنے مشروط ہوگا اور نہین کیساتھہ جن کے ساتھہ وعدہ ہوا خلاصہ یہ کہ اے مالک
تو اونکی خوشی کو پورا کر یعنے جیسا کہ اون کو جنت مین داخل کیا ہے ایسا ہی اون کے

صالحین ماں باپ کو بھی جنت مین داخل کر انک انت العزیز الحکیم یعنے تو غالب اور
کثیر الحکمت ہے۔ وقہم السیات مین وقایت کر معنے حفاظت کے ہین ای احفظہم عن العقوبات
وجزاء السیات یہان مضاف مقدر اور محذوف ہے قتادہ کہتے ہین اس جملہ کی تقدیر
وقہم السیوء ہم من العذاب ہے۔ دوسری دعا دوزخ کے عذاب اور قیامت کے عذاب
اور حساب اور سوال کے عذاب سب کو شامل ہے اور جملہ وقہم عذاب الجحیم صرف دوزخ
کے عذاب کو غرضکہ اس جملے مین تخصیص کے بعد تعمیم بغرض توضیح کی گئی یومئذ سے مراد قیامت
کا دن ہے اور تنوین اوس کی تنوین عوض ہے جو کلام مین موجود نہین ہے صرف سیاق
کلام سے سمجھہ لی جاتی ہے اس جملہ کا مضاف الیہ محذوف ہے ای یوم اذ تدخل من تشاء الجنۃ
ومن تشاء النار یعنے جس دن کہ تو جس کو چاہے دوزخ مین ڈالے اور جس کو چاہے
جنت مین ڈالے اوس دن تو تائبین کو بچالے یعنے قیامت کے دن بعضون نے
کہا کہ اس کی تقدیر یوم اذ تواخذ بہا ہے یعنے جس دن تو گناہون کی وجہ سے اون پر
مواخذہ کرے گا اوس دن تو اون کو بچالے جس کو تو نے اوس دن بچا لیا اوس پر تو نے
بڑا رحم کیا کیونکہ تو نے اوس کو عذاب سے بچایا اور جنت مین داخل کیا۔ وَذٰلِکَ
ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور یہی بڑی کامیابی ہے یعنے جنت مین داخل ہونا اور گناہون سے بچنا
یہ ایسی کامیابی اور ایسی نجات ہے اُس کی مثل کوئی کامیابی اور نجات نہین کیونکہ جو اعمال
منقطعہ تھے اوس کی جزا ایسی نعمتون سے ملی جو غیر منقطع ہین اور ایسے اعمال جو بالکل حقیر
تھے اوس کے معاوضہ مین ایسی سلطنت اور ایسی نعمت ملی کہ اوس کی عظمت اور شان
کے سمجھنے مین عقول قاصر ہین۔ مطرف کہتے ہین کہ فرشتے مومنین کے لئے سب سے
زیادہ خیر خواہ ہین اور شیاطین مومنین کے لئے سب سے زیادہ بدخواہ ہین اور اسی
بدخواہی کی وجہ سے انسانون کو دہوکا دیتے ہین۔

قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا

فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ (مومن ۲ ع) دوزخی جب دوزخ مین جائینگے تو وہان کی تکلیفین دیکھکر اپنی جان سے بیزار ہو جائینگے پہر یہ) کہینگے مالک ہمارے تونے دو بار ہم کو مارا اور دو بار ہمکو جلایا اب تو ہم اپنے گناہون کا اقرار کرتے ہین کیا یہان سے نکلنے کا بھی کوئی رستہ ہے (اللہ تعالے فرمائیگا اب نکلنے کا کوئی رستہ نہین **ف** دو بار کی موت سے مراد یہ ہے کہ پیدائش سے پہلے آدمی بیجان تھا وہ ایک موت دوسری موت جو آنے والی ہے اسیطرح دو زندگیان ہین ایک دنیا کی ایک آخرت کی بعضون نے کہا پہلی موت دنیا کی موت اور پہلی زندگی قبر مین سوال کیوقت زندہ ہونا پھر دوسری موت قبر مین سوال کے بعد مرنا پھر دوسری زندگی آخرت مین اوٹھنا غرضکہ دو زندگیان اور دو موتین ہو چکین اب کوئی رستہ ہمارے نکلنے کا بھی ہے اللہ تعالے ارشاد فرمائے گا اب کچھ نہین ہوسکتا۔ تمہاری تو دنیا مین یہ حالت تھی جب توحید کے لئے تم کو پکارا جاتا تو اوس کی توحید کا انکار کرتے اور گوسالہ پرستی شدرے پرستی بت پرستی ہوا پرستی کے طرف بلائے جاتے تو بہت خوشی سے اوس کی تصدیق کرتے آج تو ہماری بادشاہت ہے جب تم نے ہمارا کہنا نہ سنا تو اب ہم کب تمہاری دعا کیطرف التفات کرتے ہین۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ (حم السجدہ ۳ ع) اور قیامت کے دن کافر یہ کہینگے اے ہمارے مالک ایک نظر ہم کو اون شیاطین اور آدمیون کو دکہلادے جنہون نے ہم کو دنیا مین گمراہ کیا تھا (آج) ہم اون کو اپنے پاؤن کے تلے ڈالکر کچلین تاکہ وہ خوب ذلیل ہون **ف** حضرت علی نے کہا جن سے مراد شیطان ہے اور آدمی سے مراد قابیل جس نے دنیا مین گناہ کی بنا ڈالی

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (زخرف ۷ ع) اور پیمبر کے اس کہنے کی قسم

اے میرے پروردگار یہ وہ لوگ ہین جو کبھی ایمان نہ لائینگے (خیر نہ لائین) اس وقت
تو تم اون سے منہ پھیر لو یا درگذر کرو اور کہدو اچھا حضرت سلام۔ آگے چلکر اون کو معلوم
ہو جائیگا۔ ف اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین پیمبر کے دعا کی قسم کہائی ہے اور فرمایا کہ یہ
لوگ کبھی ایمان لانے والے نہین۔ تم کیون اے محمد ان کے پیچھے پڑ رہے ہو اب تو
خیر ان سے درگذر کرو جب ہم جہاد کا حکم نازل کرینگے تب اوس وقت یہ اپنے کامونکی
سزا پائینگے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی
وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ
ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ احقاف ع

اے میرے مالک تو مجھے اس امر کی توفیق دے کہ مین تیرے اوس احسان کا جو
تو نے مجھپر اور میرے ماں باپ پر کیا ہے۔ شکر بجا لاؤن اور مجھے اس امر کی توفیق
دے کہ مین کوئی ایسا نیک عمل کرون جس سے تو راضی ہو جائے اور اے مالک
میری اولاد کو نیکوکار کردے۔ اے مالک مین تیرے طرف بالکل متوجہ ہو گیا اور مین
تیرا فرمان بردار ہون ف یہ دعا سورہ احقاف کی ہے اللہ تعالےٰ اس سورہ مبارک
مین ارشاد فرماتا ہے جب انسان چالیس برس کا ہوتا ہے تو وہ یہ دعا مانگتا ہے۔
اوزعنی کے کئی معنے ہین ایک الہام یعنے اے اللہ تو میرے دل مین اس امر کا الہام
ڈال کہ مین تیری نعمت کا شکر کرون دوسرے معنے ترغیب کے ہین یعنے اے اللہ تو
مجھے ترغیب دے کہ مین رغبت سے دل لگا کر تیرے طرف متوجہ ہون تیسرے معنے
توفیق کے ہین یعنے اے اللہ تو توفیق دے کہ مین تیرا شکر بجا لاؤن جوہری کہتے ہین۔
اوزعنی استوزعت اللہ فاوزعنی سے ہے یعنے مین نے اللہ سے طلب الہام کیا اللہ نے
نے اوس الہام کو میرے دل مین ڈالا نعمت سے مراد ہدایت ہے یعنے اے اللہ تو

جو یہ نعمت ہدایت دی ہے اوس کے شکر کی توفیق دے اور میرے والدین پر جو تو
نے احسان کیا یعنے والدین نے جو مجھکو اپنی نہایت شفقت سے بچپنے مین پرورش کیا
یہ بھی تیری ہی نعمت ہے یا نعمت سے مراد یہ ہے کہ تو نے جو مجھکو صحت اور عافیت عنایت
فرمائی ہے اوس کا شکر بجالاون اور والدین پر نعمت کرنے سے مراد یہ ہے کہ اون کو
مال اور قوۃ اسی ایسی دی کہ جس سے اونہون نے میری پرورش کی وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ
کا مطلب یہ ہے کہ میری اولاد کو دین مین راسخ اور مضبوط کر دے یہان فی ذریتی مین
تضمین کی گئی ہے یعنے اصلاح میری ذریت کی ہو تو وہ بھی الطاف اور مہربانی سے ہو
اس آیت مین اس امر کو بتلایا کہ جب ۴۰ برس کی عمر کو پہونچے تو انسان یہ دعا کرے
تُبۡتُ کے معنے یہ ہین کہ مین گناہون سے توبہ کر کے تیرے طرف رجوع کیا مسلمین
سے مراد یہ ہے کہ مین تیرے اطاعت گزار بندون مین ہون یا مین تیری توحید مین
خالص ہون - اس دعا مین تین باتون کی ترتیب رکھی گئی ہے (۱) انعامات آلہی پہ
توفیق طلب شکر (۲) اعمال مرضیہ جو اللہ کے پاس مقبول ہون (۳) اصلاح اولاد
ان تینون باتون مین جو ترتیب رکھی گئی ہے اس کی دو وجہین ہین اول تو یہ کہ سعادت
کے تین مراتب ہین - پہلا مرتبہ نفس کا ہے یعنے نفس کی اصلاح اور وہ شکران نعمت
سے ہوتی ہے دوسرا مرتبہ بدن کا ہے تیسرا مرتبہ امور خارجہ کا - نفس کی سعادت یہ ہے
کہ قلب اللہ تعالےٰ کی نعمتون کا شاکر رہے اور بدن کی سعادت یہ ہے کہ طاعت آلہی مین
سرگرم اور مستعد رہے اب رہی سعادت خارجی اور وہ اہل اور مال اور اولاد کی درستگی
ہے - دوسری وجہ اوس کی یہ ہے کہ اعمال دو قسم کے ہین ایک اعمال متعلقہ قلب دوسرے
اعمال متعلقہ جوارح شکر بقبیل اعمال قلب ہے اور عمل بقبیل اعمال جوارح اور عمل قلب کا
اشرف ہے اعمال جوارح سے اس لئے اوس کو مقدم کیا - اور اعمال صالحہ بھی دو قسم کے
ہین ایک تو وہ اعمال صالحہ ہین جو خود بندے کے پاس بھی وہ صالح ہین اور خدا کے

پاس بھی۔ اور ایک وہ اعمال صالحہ کہ بندہ اون کو اپنے زعم مین عمل صالح سمجھتا ہے لیکن اللہ کے پاس وہ صالح اور پسندیدہ نہین ہے اس لئے دعا مین یہ کہا کہ اے اللہ ہمکو ایسے اعمال کی توفیق دے کہ جو تیرے پاس عمدہ اور پسندیدہ ہون تیسرا مطلوب اس دعا مین یہ رکھا گیا کہ سب نعمتون مین عمدہ نعمت اللہ کی۔ اولاد ہے اس لئے یہ دعا کی کہ جیسا کہ میری اصلاح تو نے کی ہے ویسی ہی اصلاح میرے ذریت کی کر دے تُبْتُ مین اشارہ اس امر کے طرف کیا کہ دعا بغیر توبہ کے صحیح نہین ہوتی یعنے اے اللہ مین جو اس دعا کو تجھ سے مانگ رہا ہون تو کفر اور شرک اور سب طرح کی برایون سے توبہ کر کے مانگ رہا ہون اور مین جب مسلمان اور تیرا اعتقادی بندہ ہون تو پھر تجھکو میری دعا قبول کرنے مین کیا کلام ہے۔ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (قمر ا ع) اور نوحؑ نے اپنے پروردگار کو پکار کر کہا کہ اے مالک مین اپنے قوم کے ہاتھون سے عاجز آگیا ہون اب تو ہی اون سے میرا بدلا لے ف جب دشمنون سے عاجز ہو تو یہ دعا مانگ سکتا ہے یعنے یون کہہ سکتا ہے (رب انی مغلوب فانتصر)

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (حشر ا ع) مہاجرین اور انصار کے بعد جو لوگ مسلمان ہو کر آئین اون پر بھی حق ہے کہ وہ سابقین کے لئے۔ یہ دعا مانگین اے ہمارے مالک تو ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جنہون نے ایمان مین سبقت کی ہے بخش دے اور ہمارے دل مین ایمان والون کی طرف سے بغض نہ ہو تو ہی بڑا مہربان اور نرمی کرنے والا ہے ف اس آیت مین اللہ تعالی نے مومنین کو اس امر کا حکم دیا کہ جیسا وہ اپنے لئے بخشش چاہتے ہین ویسا ہی مہاجرین اور انصار کے لئے بھی دعائے مغفرت مانگین صاحب مصباح نے کہا کہ اخ کی اصل اخو ہے لام کلمہ مین جو واو ہے حذف کر دیا گیا ہے اور اس کی

دلیل یہ ہے کہ تثنیہ مین وہی واو واپس آتا ہے اور اخوان اور اخوۃ کہتے ہین۔
غل کہتے ہین بغض کینہ حسد اور حقد کو یعنے اے اللہ تو ہمارے دلون مین یہ نڈال کہ
ہم کسی سے کینہ رکہین یا بغض کرین یا کسی کو دہوکا دین یا کسی سے حسد رکہین رؤف
اور رحیم مبالغہ کے صیغہ ہین یعنے اے مالک تو بڑا مہربان اور کثیر الرحم ہے تو ہی جانتا ہے کہ
کون اس رحمت کا مستحق ہے اور کون نہین ولا تجعل مین اس امر کا اشارہ ہے کہ مہاجرین اور
انصار کے لئے دعا مغفرت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس امر کی دعا مانگے کہ مطلقاً مومنین
کیطرف سے کسی قسم کا کینہ دلون مین نرہے اوپر کی آیت مین جو سابقین فی الایمان ہین اونکی
مصداق اولی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین کیونکہ سیاق آیت اس امر پر دلالت کرتی
ہے کہ مومنین مین اشرف اور اعلیٰ وہی ہین اور اوس کی وجہ ہے کہ اونہون نے ہجرت کی دوسرے
یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی غرضکہ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے جو شخص عموماً
صحابہ کے لئے استغفار نہین مانگتا اور پھر اللہ تعالےٰ کی رضامندی چاہتا ہے وہ گویا خدا کے
حکم کے خلاف کرتا ہے اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین حکم استغفار کیا ہے اس آیت سے
صاف طور پر حکم مستنبط ہوتا ہے کہ جس کے دل مین ذرا بھی مومنین سابقین کے طرف سے غل
ہے اوسکو شیطانی وسوسہ کا کچھ نہ کچھ کونچا لگا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کوئی نہ کوئی حصہ اونے کر
لیا ہے کیونکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اولیا راست اور خیر امت مین سے ہین جناب عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کو پڑھکر سنایا اور کہا کہ دیکھو اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین
اصحاب کے استغفار مانگنے کے لئے حکم دیا ہے سعید بن مسیب سے کسی نے پوچھا عثمان
اور طلحہ اور زبیر کے بارے مین تم کیا کہتے ہو اونہون نے کہا کہ مین وہی کہتا ہون جو اللہ تعالےٰ
نے کہا ہے اوس وقت یہ آیت پڑھکر سنائی تفسیر ابن مردویہ مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ اونہون نے ایک شخص کو سنا کہ وہ مہاجرین صحابہ کے شان مین بے ادبی کرتا
تھا۔ اونہون نے آیت للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم پڑھکر سنائی پھر اوس سے

پوچھا کہ تو ان لوگون مین سے ہے کہا نہین پھر اونہون نے آیت والذین تبوؤ الدار والایمان کی آیت پڑھکر سنائی اور کہا یہ لوگ انصار ہین کیا تو انہین سے ہے اوس نے کہا کہ نہین پھر اونہون نے والذین جاؤ وامن بعدہم کی آیت پڑھی پھر اوس سے پوچھا کیا تو ان لوگون مین سے ہے کہا مجھے اُمید ہے کہ مین ان لوگون مین ہون پھر اونہون نے کہا کہ تو ان مین سے نہین ہو سکتا کیونکہ جو شخص مہاجرین اور انصار کو بُرا کہتا ہے وہ اس آیت کا مصداق نہین ہے امام فخرالدین رازیؒ فرماتے ہین وَالذین جاؤ امن بعدہم کا عطف مہاجرین پر ہے اب اس کے مراد مین اختلاف ہے کہ وہ کون لوگ ہین جنہون نے مہاجرین اولین کے بعد ہجرت کی بعض کہتے ہین کہ تابعین مراد ہین بعض کہتے ہین وہ لوگ جو مہاجرین اور انصار کے بعد قیامت تک دین اسلام مین داخل ہون کیونکہ آیت مین تعمیم ہے خلاصہ یہ کہ یہ آیت تمام مومنین امت محمدیہ کو شامل ہوگئی۔ اس لئے مومنین یا مہاجر ہونگے یا انصار یا وہ لوگ جو مہاجرین اور انصار کے بعد آئے وہ والذین جاروامن بعدہم کے مصداق ہوے۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ○ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

(ممتحنہ ا ع) اے ہمارے پروردگار ہم نے تیرے پر بھروسا کیا اور ہم تیرے طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف ہمکو لوٹنا ہے یعنے تو ہی سب کا ملجا وماوا ہے اے ہمارے پروردگار ہمکو کافرون کے امتحان کا نشانہ نہ بنا۔ اور اے ہمارے مالک ہمکو بخشدے کیونکہ تو ایسا غالب ہے جو کسی سے مغلوب ہی نہین ہوتا۔ اور تیری حکمت اور دانائی سب مین کامل ہے ف یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی ہے جن کے بارے مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تمکو ابراہیم کے اقتدا مین بہتری ہے۔ غرضکہ اس دعا کے بارے مین مومنین کو اس امر کی تعلیم ہے کہ یہ کہین۔ توکل کی تعریف یہ ہے کہ سب امور کو اللہ کے طرف سونپ دیا جائے۔ اور مصیبت اور راحت مین اوس کے طرف رجوع کیا جائے والیک المصیر مین

جار مجرور کی تقدیم بغرض حصر ہے یعنے سب کا ملجا اور ماوی وہی ہے اور کوئی نہین یہ جملہ دعائیہ مین متعدد دعائین ہین ہر ایک جملہ دعائیہ کو دوسرے جملہ دعائیہ کے ساتھ سوائے ربط دعا کے اور کسی قسم کا ربط نہین معلوم ہوتا ۔ زجاج نے ربنا لاتجعلنا فتنۃ کے معنے بیان کئے ہین کہ اون کو ہم پر غالب مت کر کیونکہ اگر وہ غالب ہو جاینگے تو اس امر کا گمان کرنے لگینگے کہ ہم حق پر ہین پس اونکے غلبہ کی وجہ سے ہم فتنہ مین پڑ جاینگے مجاہد نے اس کے معنے یہ بیان کئے ہین کہ اے پروردگار اون کے ہاتھون سے ہمکو عذاب ندے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو وہ یہ کہنے لگینگے کہ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو کس لئے ان کو عذاب ہوتا ابن عباس نے اس کی تفسیر اس طرح سے بیان کی ہے کہ اے اللہ تعالے تو اون کو ہم پر مسلط مت کر تا کہ اونکی تسلیط کی وجہ سے ہم فتنہ مین نہ پڑ جائین ۔

نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (تحریم ع ۲) مومنین کا نور سامنے اور سیدہے طرف ہوگا اور (پل صراط پر سے اس طرح سے) کہتے ہوئے گذرینگے اے مالک ہمارے نور کو پورا کر تا کہ ہم پل صراط پر سے گزر کر جنت کو چلے جائین اور ہمکو بخشدے کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لوگ پل صراط پر سے حسب خوبی اعمال گزرینگے کسی کا نور مثل پہاڑ کے ہوگا کسی کا نور مثل درخت کھجور کے ہوگا اور وہ نور جو سب سے کم ہوگا وہ انگوٹھے کے برابر ہوگا غرضکہ نور ہر ایک کا بقدر اوس کے اعمال کے ہوگا اس وجہ سے وہ اتمام نور کی دعا مانگینگے کہ اے مالک ہمارے نور کو کامل کر دے تا کہ ہم پل صراط پر سے گذر جائین ۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا (نوح ع ۱) نوح نے یہ دعا کی اے میرے مالک مین نے اپنی قوم کو رات دن (ایمان کیطرف) بلایا باوجود میرے بلانے کے وہ اور زیادہ بھاگنے لگے ف جب نوح

ایک مدت تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے جب اونہون نے نہ مانا تو یہ دعا مانگی کہ اے مالک میرے باوجود بلانے کے اونکو ایمان سے اور زیادہ نفرت ہونے لگی حالانکہ اون کو ایمان سے الفت ہونا چاہیے تھا۔

قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا (نوح ۲ ع) (اس پر بھی جب نوح کی قوم نے نہ مانا تو پھر نوحؑ نے یہ دعا کی) اے میرے مالک وہ میرا کہنا نہین مانتے اور وہ اون لوگون کی سنتے ہین جنکی مال اور اولاد نے انکو (فایدہ تو نہ دیا) بلکہ اولٹا نقصان پہونچایا۔ ف یعنے وہ تو اپنے رئیسون اور امیرون اور مالدارون کے تابع ہین میرا کہنا نہین سنتے ان امیرون اور مالدارون کو اون کے مال اور اولاد نے تباہ کر دیا۔ اور وہ خدا کو بھول گئے اسی طرح یہ بھی اونکی پیروی کر کے خدا کو بھول گئے اور یہی مال اور اولاد جیسا کہ متبوعین کے تباہی کا باعث ہوئی ویسا ہی تابعین کے بھی تباہی کا باعث ہوئی۔

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَّبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا

(نوح ۲ ع) (آخرش نوح علیہ السلام نے یہ دعا کی) ای میرے مالک زمین پر ان کافرون مین سے ایک بسنے والا بھی نہ چھوڑ کیونکہ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ تیرے بندون کو بہکائینگے اور اون کی جو اولاد ہوگی وہ بھی بدکار ناشکرگزار ہوگی اے میرے مالک مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور میرے گھر مین جو کوئی ایماندار مرد اور ایماندار عورت ہو اون سب کو بخشدے اور ظالمون اور مشرکون کی تباہی روز بروز بڑہاتا جا۔ ف جب نوح علیہ السلام اپنے قوم کے ایمان لانے سے ناامید ہوگئے تو آخرش مجبور ہوکر

اون کے ہلاکت کی بد دعا کی قتادہ کہتے ہین یہ دعا نوح علیہ السلام نے جب کی کہ جب اللہ تعالے
نے اونکو وحی بھیجی کہ جو لوگ ایمان لا چکے لا چکے اب کوئی ایمان ہرگز نہ لائے گا۔ محمد بن مقاتل
اور ربیع بن انس اور ابن زید اور عطیہ یہ کہتے ہین کہ نوح علیہ السلام نے یہ دعا جب مانگی کہ
اللہ تعالے نے ۷۰ برس پہلے اون کی نسل سے ہر مومن کو نکال لیا قتادہ کہتے ہین کہ عذاب
کے وقت کوئی لڑکا ان مین نہین تہا۔ حسن اور ابو العالیہ کہتے ہین اللہ تعالے نے بچون کو
بلا عذاب ہلاک کیا اور اون کو عذاب سے ہلاک کیا۔ دَیّاراً اوس کو کہتے ہین جو اقطار
ارض مین پھرتا ہے۔ اور احاطہ مین بسر کرتا ہے اس کی اصل دیوار ہے دار یدار سے
قتیبی کہتے ہین کہ نہین اصل اسکی دار ہے اے نازل بالدار غرضکہ دیار ایک ایسا نام ہے
جو نفی عام کے لئے لایا جاتا ہے اس کے معنے یہ ہین کہ اے اللہ ہلاکت سے کوئی نہ چھوڑ
جب کافرین کے لئے بد دعا کی تو پھر اپنے اور اپنے والدین اور اولاد کے لئے یہ دعا مانگی
والدین سے مراد ماں باپ ہین ان کے لئے دعا اس وجہ سے کی کہ یہ دونون مومن تھے نوح
علیہ السلام کی باپ کا نام لامک یا ملک تہا اور ماں کا نام شمخا یعقوب نے کہا والدین سے مراد
آدم وحوا لکن قول اول اولی ہے سعید بن جبیر کہتے ہین کہ والدین سے باپ اور دادا مراد
ہین ایک قرات والدی بہی آئی ہے ضحاک اور کلبی کہتے ہین کہ بیت سے مراد مسجد ہے بعض
کہتے ہین کہ نہین جس گھر مین رہتے تھے وہ مراد ہے بعض کہتے ہین کہ نہین کشتی مراد ہے بعض
کہتے ہین کہ بیت سے مراد دین ہے یعنے جو میرے دین مین داخل ہو مؤمناً کو نصب حال کے
اعتبار سے ہے یعنے جو میرے گھر مین صفت ایمان کے ساتھ متصف ہو کر داخل ہوا ہے
اس سے اونکی بیوی اور وہ لڑکا جو پہاڑ جاکر ٹھیر گیا تہا نکل گئے کیونکہ یہ ایمان نہین لائے
تھے پھر دعا مین تعمیم کی یعنے جو مرد یا عورت ایمان دار ہے اے اللہ تو اونکو بخشدے اس سے
معلوم ہوا کہ ایمان ایک بہت بڑی چیز ہے پھر کافرون کے حق مین یہ دعا کی وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ
اِلَّا تَبَارًا یعنے اے اللہ جو ظالمین ہین اون کے لئے ہلاکت اور خسران زیادہ کر

اغفر لی کے معنے یہ ہین کہ مجھسے جو کسی ترک اولی مین قصور ہو گیا ہو تو اوس کو معاف کر دے
یا اس کے یہ معنے ہوسکتے ہین کہ مین نے جو کافرون کے حق مین بد دعا کی ہے گویا حقیقت مین اون
سے بدلا لینا تھا۔ اس انتقام مین چونکہ حظ نفس کا شایبہ تھا اس لئے اس کی بھی نوح علیہ السلام
نے معافی مانگی۔

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ الخ مین یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم ڈوب گئی تو بچون نے
کیا قصور کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے طوفان نوح کے آنے سے چالیس برس
پہلے اون کے آبا کے صلب کو خشک کر دیا تھا اور اونکی عورتون کو بانجھ کر دیا تھا اور اس پر دلالت
نصوص یہ ہے کہ اللہ تعالی پہلے ارشاد فرمایا تھا استغفروا ربکم یمددکم باموال وبنین اگر تم استغفار
مانگو گے تو اللہ تعالی تمہاری مدد مال اور اولاد سے کریگا جب اونہون نے استغفار اپنے گناہون کی
نہین مانگی تو اون کی مدد بھی مال اور اولاد سے نہین کی دوسرا جواب یہ ہے کہ گو وہ اون کے
ساتھ ڈوبے لیکن اونکو عذاب کی راہ سے نہین ڈبایا گیا بلکہ بالتبع وہ ڈوب گئے۔

بیگناہان در غضب ہمہ گنہگاران خورند ؎ تا منیر شد از خشم شیران بر زمین برنالہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۔ (سورہ فلق ع ۱)

مین اس سورہ کو اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے (ای محمد)
جب تم بلاؤن اور آفتون سے پناہ چاہتے ہو تو یون کہو مین پناہ مین آگیا صبح کے رب کے ہر چیز
کی بدی سے جو اوس نے بنائی ہے اور بدی سے اندھیری کے جب سمٹ آئے اور بدی سے
اون عورتون کی جو گرہون مین پھونکتی ہین اور بدی سے ہر برا چاہنے والے کے جبکہ وہ برائی چاہے

ف فلق کے معنون مین مفسرین کا بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہین فلق سے مراد صبح ہے
لفظ فلق مین ایک ضرب المثل بھی آئی ہے۔ جیسے کہتے ہین ہوا ابین من الفلق یعنے یہ بات صبح
سے زیادہ واضح ہے فلق بمعنی مفلوق ہے۔ یعنے جو چیز پردے سے پھوٹ کر باہر نکل آتی ہے

چونکہ صبح بھی رات سے پھوٹ نکلتی ہے اس لئے صبح کو فلق کہتے ہین یہ جمہور مفسرین کا قول ہے
بعض حدیثون مین فلق کی تفسیر جہنم سے آئی ہے لیکن یہ حدیثین ضعیف ہین بعض کہتے ہین کہ
فلق آگ کا درخت ہے بعض کہتے ہین کہ فلق پہاڑ اور چٹانین ہین۔ کیونکہ یہ بھی اللہ کے خوف
سے پھٹ جاتی ہین اور پھر اون سے پانی اور چشمے بہتے ہین امام قرطبی کہتے ہین کہ فلق بمعنی
شق ہے یعنے پھوٹ نکلنے کے عام اس سے کہ وہ حیوان کا نکلنا ہو یا دانے کا یا گٹھلی کا اب
یہان فلق کے لانے مین بلاغت کیا رکھی گئی ہے اس کو سمجھنا چاہئے تخصیص فلق مین اشارہ
اس امر کے طرف ہے کہ جو شخص ایسے شدید اندھیرون کو نکالکر عالم مین اجالا پھیلاتا ہے اوسکو
ہر بلا سے وضع کرنیکی بھی قدرت ہے بعضون نے کہا کہ یہان تمثیل ہے جیسا کہ انسان رات مین
طلوع صبح کا منتظر ہوتا ہے ویساہی ڈرنے والا بھی خوف کے چلے جانے کا جو مثل صبح کے
ہے منتظر رہتا ہے مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اس من کا تعلق اعوذ کے ساتھ ہے یعنے مین اپنے
مالک سے جو صبح کو اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے اوس سے ہر شر سے پناہ چاہتا ہون یہ جملہ عام ہے
اوس کے بعد دوسرے جملے خاص ہین۔ اب من شر ما خلق سے کیا مراد ہے بعض کہتے ہین کہ
ابلیس اور اوس کی ذریت مراد ہے بعض کہتے ہین کہ جہنم ہے لیکن حق یہ ہے کہ شر ما خلق سے
ہر ضرر دینے والی چیز مراد ہے۔ ومن شر غاسق اذا وقب اور رات سے جب وہ خوب چھاجائے
فرا کہتا ہے غسق اللیل اذا اظلم زجاج کہتا ہے غاسق اور غسق بردا اور اولی کو کہتے ہین چونکہ رات
بھی سرد ہوتی ہے اس لئے رات کو غاسق کہا گیا رات مین چونکہ درندے اپنے گوشون سے اور
کیڑے اپنے سوراخون سے نکلتے ہین اور شریر لوگ رات مین فساد مچاتے ہین اس لئے غاسق
سے رات مراد لی گئی وقوب کہتے ہین سیاہی کے داخل ہونے کو وقبت الشمس اذا غابت
یعنے جبکہ بہت اندھیرا ہو جائے بعضون نے کہا غاسق سے ثریا مراد ہے کیونکہ جب ستارۂ
ثریا ڈوب جاتا ہے تو بہت بیماریان طاعون وغیرہ پیدا ہوتی ہین اور جب طلوع ہوتا ہے
تو سب قسم کی بیماریان دفع ہوتی ہین۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن چاند کو

جیسا کہ جنون مین ہین ویسے ویسا ہی انسانون مین بھی ہین کیونکہ دوسری آیت سے اسکا
پتہ چلتا ہے ای شیاطین الانس یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا۔ الحاصل جیسا کہ
شیاطین جن لوگون کے دلون مین وسوسہ ڈالتے ہین ویسا ہی شیاطین انس بھی لوگون کے
دلون مین وسوسہ ڈالتے ہین اور پھر وسوسہ بھی اسطرح سے کہ پہلے اپنے کو ناصح مشفق
قرار دیتے ہین پھر دلین اپنے کلام کو نصیحت اور خیر خواہی جتلا کر ڈالتے ہین غرضکہ من
الجنۃ والناس کو اگر الذی کا بیان ٹھیراؤ تو اوس کے یہ معنے ہونگے جو اوپر بیان کئے گئے
اور اگر اوس کو متعلق یوسوس کے ساتھ کروگے تو اس آیت کی تقدیر یون ہوگی ای یوسوس
فی صدورہم من جہۃ الجنۃ ومن جہۃ الناس یعنے شیاطین جنون کے دلون مین بھی وسوسہ ڈالتے ہین
اور لوگون کے دلون مین بھی امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین جن اور ناس تحت فی صدور
الناس کے ہے یعنے قدر مشترک اسمین بلفظ انسان ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک جماعت
جنون کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اون سے پوچھا گیا کہ تم کون لوگ ہو
اونھون نے کہا ناس من الجن دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جیسے رجال کا لفظ
انسان پر استعمال کیا ہے ویسا ہی رجال کا لفظ جنون کی جماعت کے لئے استعمال کیا گیا ہے
جیسا کہ آیت رجال من الانس یعوذون برجال من الجن بعضون نے کہا کہ نہین ناس سے مراد
ناسی ہے جیسے یوم یدع الداع سے مراد داعی ہے کیونکہ ہر ایک نفس خواہ جن ہو یا
انس بھول اور غفلت مین مبتلا ہے لکن اسکی عمدہ تفسیر صاحب فتح البیان نے کی ہے کہ ناس کو عطف
دیا جاوے وسواس پر ای من شر وسواس الجن ومن شر وسواس الناس گویا دو چیزون کے شر سے
پناہ مانگی گئی۔ ایک شر سے وسواس جن کے دوسرے شر سے وسواس انس کے حسن نے کہا دونون
کے وسوسون مین فرق ہے شیطان جن جو وسوسہ ڈالتا ہے تو چھپ کر ڈالتا ہے اور شیطان
انس جو وسوسہ ڈالتا ہے وہ کہلم کہلا وسوسہ ڈالتا ہے قتادہ کہتے ہین کہ جن مین بھی بعض
شیاطین ہین اور انس مین بھی بعض شیاطین ہین نعوذ باللہ من شیاطین الجن والانس دعوھم

فِیْہَا سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلَامٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (یونس ا ع) جنت مین جنتیون کی یہ دعا ہوگی کہ اے اللہ تیری ذات سب عیبون سے پاک ہے ہم تیری تسبیح کرتے ہین اور ملاقات اونکی جنت مین سلام علیک سے ہوگی یعنے ایک جنتی جب دوسرے جنتی سے ملے گا تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہے گا اور آخری دعا ان سب کی یہ ہوگی کہ جب خوبیون اور ثناؤن کے لایق اللہ ہی کی ذات پاک ہے جو سارے جہان کا مالک ہے ف لفظ دعوی سے یہان مراد دعا ہے کیونکہ اللہم کا جملہ ندا ہے اس صورت مین معنے یہ ہون گے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نُسَبِّحُکَ اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہین اور تجھے سب عیبون سے پاک سمجھتے ہین جیسا کہ قنوت مین پڑھا جاتا ہے اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہان دعا سے مراد عبادت ہو جیسے ابراہیم علیہ السلام کا کہنا وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ یعنے مین تم سے بھی الگ ہوتا ہون اور اللہ کے سوا جو تم بتون کی عبادت کرتے ہو اون سے بھی الگ ہوتا ہون اس صورت مین آیت کے معنے یہ ہونگے کہ جنت مین نہ کسی قسم کی تکلیف ہوگی اور نہ عبادت اور اگر عبادت ہوگی بھی تو یہی ہوگی کہ اللہ کی تحمید اور تقدیس بجا لاینگے اور اونکو بلا تکلف تسبیح کرنے کا الہام ہوگا پس وہ الہام کو لذت سے کہتے جاینگے اور تسبیح کے بعد تحمید کیساتھ جناب باری کو یاد کرینگے یعنے سبحانک اللہم کے بعد الحمد للہ رب العالمین کہینگے اور تحیتہم فیہا سلام کے یہ معنے ہونگے کہ جنت مین جو ایک دوسرے کو پکارے گا تو یہی کہے گا السلام علیکم بعضون نے کہا کہ یہ تحیت ملائکہ کی ہوگی یہان پر مصدر کی اضافت مفعول کے طرف کی گئی ہے یعنے تحیۃ الملائکۃ ایاہم یعنے فرشتے جب اون کو تحیت کرینگے یا دعا دینگے تو کہینگے سبحانک اللہم بعضون نے کہا یہان تحیت سے تحیت الٰہی مراد ہے یعنے اللہ تعالےٰ جب اون سے مخاطب کریگا تو یہ کہے گا السلام علیکم۔ اگرچہ یہ آخر کی دعا سورہ یونس کی ہے لکن چونکہ ہم نے اپنے رسالہ علم الدعا من القرآن کو تحمید باری

کے ساتھ شروع کیا تھا ایسا ہی ہم نے چاہا کہ تحمید باری کے ساتھ اس کا اختتام بھی ہو
الحمد للہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مجھ ضعیف اور ناتوان سے باوجود کثرت مشاغل
علمیہ کے محض اپنے فضل سے رسالہ علم الدعا من القرآن کو ختم کرا دیا خداے تعالے نے
جیسا کہ اوس کو ختم کرا دیا ہے ویسا ہی اللہ تعالی میرے اور رسالون کو بھی محض اپنے فضل
سے ختم کرادے اور مثل اور رسالون کے اس کو مقبول فرمالے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

(معذرت)

ناظرین سلسلۂ علوم قرآن مجھے معاف فرمائینگے کہ کتاب علم الدعا بہت دیر مین چھپی اسکی خاصکر
ایک وجہ یہ ہوگئی کہ مین اس عرصہ مین کتاب سلوک الملک فی تدبیر الملک اور کتاب الاسمار
والصفات امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ مین مصروف تھا۔ ورنہ یہ نمبر جلد ہی شایع ہوتا فقط

مناجات حضرت مخدومی فریدالدین عطار قدس سرہ

خداوندا امیدمن وفاکن	دلم را از کرم حاجت رواکن
منور دار جانم را بنوری	ز خواب غفلتم بیدار گردان
دلم را زندہ گردان از حضوری	دلم را محرم اسرار گردان
چو جان را منقطع شد از جہاندم	تو ما را ذوق ایمان دہ دران دم
چو با ایمان فرو بردی بخاکم	دران ایام چون نظارہ گانیم
نیاید از جہانے جرم باکم	خداوندا ہمہ بیچارہ گانیم

کہ داند تا بمعنی شقی کیست + سعید از ما کدام است و شقی کیست

خاکسار (ابوالبرکات محمد عبید اللہ خادم علوم کتاب و سنت

اگرچہ سلسلۂ علوم قرآن کے چارون نمبرون کی مجموعی قیمت معہ محصول عمعہ ہے لکن جو صاحب
نمبر ایکدم خرید ینگے اونکے ساتھ رعایت یہ کیجائیگی کہ کل چارون نمبر عمعہ مین بلا محصول دیدیئے جائینگے
جن صاحبون کو ضرورت ہو وہ مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائین حیدرآباد دکن کنئہ روڈ۔

متصل بنگلہ مولوی عبداللطیف خانصاحب ناظم آبکاری محاذی آبدارخانہ عبدالغفور صاحب مرحوم۔ ابوالبرکات محمد عبیداللہ

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ

دل مجروح را شفا قرآن — درد دل سوز را دوا قرآن

ہرچہ جوئی زنص قرآن جو — کہ بود گنج علمہا قرآن

سلسلۂ علوم قرآن نمبر (۵)

متعلقہ فصاحت و بلاغت

عِلمُ النِّداءِ مِنَ القرآن

اس رسالہ مین اقسام ندائے قرآن سے بحث ہے

مؤلفہ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب مولوی فاضل خادم

علوم کتاب و سنت

حیدرآباد دکن ۔ کتہ بوڈ ۔ محاذی بنگلہ اسپیشل مجسٹریٹ اصلاح سرکار عالی (ابو البرکات محمد عبید اللہ مدیر سلسلۂ علوم قرآن) قیمت ۲/ ؍

فہرست کتاب علم الندا من القرآن

یا فتّاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبْحانَکَ یامَنْ تَرَدّٰی بِالوَقارِ وَالْکِبْرِیاءِ سُبْحانَکَ یامالِکَ جَمیعِ الْاَشْیاءِ سُبْحانَکَ یامَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَۃِ وَبِالْعُلاءِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنا مُحَمَّدٍ نِبْراسِ الْاَنْبِیاءِ وَنِبْرِقانِ الْاَصْفِیاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ الْاَتْقِیاءِ الْاَخْفِیاءِ الْاَثْرِیاءِ ؕ

رسالۂ علم النداء من القرآن سلسلۂ علوم قرآن کا پانچوان نمبر ہے ندا اور دعا کا فرق ہم علم الدعاء مین بیان کر چکے ہین یہان دہرانیکی ضرورت نہین ندا کے لغوی معنی بلند آواز سے پکارنے کے ہین اس کا ماخذ ندیٰ ہے جس کے معنی رطوبت کے ہین عرب کہتا ہے صَوْتُکَ نَدِیٌّ تیری آواز بلند ہے آواز کا استعارہ ندا کے ساتھ اس وجہ سے کیا گیا کہ جس شخص کے منہ مین رطوبت زیادہ ہوگی اُس کی آواز بھی زیادہ بلند اور اچھی ہوگی اور جس شخص کے منہ مین خشکی ہوگی اُسکی آواز بھی پست اور کرخت ہوگی۔ مُقرر جب تقریر کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو حلق کے خشک ہو جانیکی وجہ سے اُسکی آواز نہین نکلتی پانی جب پی لیا یا کوئی تر چیز کہا لی تو حلق کی خشکی جاتی رہتی ہے پھر اپنی سلسلۂ تقریر کو بڑہاتا ہے اسی واسطے فصیح و بلیغ شخص کو ندیٰ کہتے ہین جیسا کہ ندا کا اطلاق مجرد آواز پر ہوتا ہے ویسا ہی ندا کا اطلاق اُس کلام پر بھی ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے ہم کسی کو اپنے طرف متوجہ کرتے ہین جیسے یاھارُونُ یعنی اے ہارون ہماری طرف متوجہ ہو علاوہ برایں اُس کلام کو بھی ندا کہتے ہین کہ جس غرض کے لئے کلام لایا گیا ہے یعنی جواب ندا پر بھی اطلاق ندا کا ہوتا ہے جیسے وَاِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اور جب تیرے پروردگا

نے موسیٰ کو یہ ندا کی کہ ظالم قوم کے پاس جاؤ اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے جملہ (اِنِ اْیتِ القومِ الظالمین) کو ندا سے تعبیر کیا ندا کے معنی دعا کے بھی ہین جیسے اِذَا نُودِیَ لِلصَّلوٰۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلیٰ ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ یعنی جب جمعہ کے دن نماز کے لیے بلاجاؤ تو اللہ کی یاد کے لئے دوڑے جاؤ اور اذان کو بھی اسوجہ سے کہتے ہین کہ اُس مین مخصوص الفاظ کے ساتھ نمازیون کو نماز کی طرف بلایا جاتا ہے۔

تعریفات

جس کلام کے ذریعہ سے ہم کسی کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہین ندا ہے۔

جس حرف کے ذریعہ سے ہم کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہین وہ حرف ندا ہے۔

جس شخص کو پکارا جاتا ہے وہ مُنادیٰ ہے۔

پکارنے والا شخص مُنادِی ہے۔

جس مطلب کے لیے جس شخص کو پکارا جائے وہ مطلب جواب ندا یا مقصود بالندا ہی

ضرورت

ندا کے تفصیلی بیان سے پہلے یہ بتلانا ضرور ہے کہ متکلم جملہ ندایہ کو کیون لاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ منادے فی الحقیقت مفعول بہ ہے جسکا فعل اختصاراً بضرورت حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ بعض وقت موقع کلام کا ایسا ہوتا ہے کہ وہانپر اگر پورا فعل ذکر کرین تو کلام طویل ہوجاتا ہے جو مقتضائے فصاحت کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ ہم کو اتنی فرصت نہین ہوتی کہ ہم پورا فعل ذکر کرین تیسرے ہم ایک ہی دفعہ نہین چاہتے کہ اپنے مقصد کو بیان کرین بلکہ ہم چاہتے ہین کہ مخاطب پہلے ہمارے طرف متوجہ ہو پھر اُس سے ہم کلام کرین تاکہ وہ ہمارے کلام کو اچھی طرح سے سنے غرضکہ جملہ ندایہ اُن غافلین کے آگاہ کرنیکے لئے ایک محرک آلہ ہی جو غفلت اور لہو ولعب مین اپنی زندگی بسر کرتے ہین اور اپنے اوقات عزیز کو غیر ضروری کامو نمین ضایع کرتے ہین یا یہ کہو کہ جملہ ندائیہ رہروان میدان طریقت کے لئے ایک تازیانہ ہے

کہ جواُن کو راہ طریقت پر تیزی کے ساتھہ دوڑاتا ہے یا یہ سمجھہ لو کہ جملہ ندائیہ محبین صادقین کے آتش محبت کو بھڑکانے کا ایک سنگ چقماق ہے کہ جس سے آتش محبت بھڑک اٹھتی ہے

حروف ندا

عربی زبان مین حروف ندا آٹھ ہین (۱) ہمزہ جیسے أَزَيْدُ یہ قریب کے لئے ہے (۲) اَئے جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اپنے چچا ابوطالب سے آئے عَمّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ اُے میرے چچا لا الہ الا اللہ کہو یہ بہی ندائے قریب کے لئے ہے (۳) یا یہ ندائے بعید کے لئے ہے خواہ منادے حقیقۃً بعید ہو یا حکماً جیسے غافل یا نایم یا ساہی کو ہم ندا کرین (۴) اَیَا بعید کے لئے ہے جیسے اَیَا زَیْدُ (۵) ھَیَا اسکی اصل اَیَا ہے بعض کہتے ہین اصل ھَیَا ہے الف (ہ) سے بدلا ہوا ہے (۶) آ مد سے جیسے آ زَیْدُ سے یَا زَیْدُ (۷) جمہور کے پاس یہ حروف ندبہ کے لئے آتا ہے لکن اسکا استعمال ندا مین بہت قلیل ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ابن عباس سے کہنا وَا عَجَبًا لَكَ یا ابن عباس (۸) آئے مد کے ساتھ ائے زَیْدُ۔

قرب وبعد منادے کی بحث

باعتبار قرب اور بعد منادے کے ندا کی دو قسمین ہین ندائے قریب ندائے بعید۔

ندائے قریب	ایک شخص نزدیک بیٹھا ہو ہم اسکو حرف ندا سے پکارین تو ایسی ندا ندائی قریب ہے جیسے أَزَيْدُ
ندائے بعید	جو شخص دور ہو ہم اسکو حرف ندا سے پکارین تو ایسی ندا ندائے بعید ہے جیسے یَا مُوسیٰ
شُبہ	حرف ندا کے بیان مین ہم کہہ آئے ہین کہ حرف یا ندائے بعید کے لئے ہے

لکن قران مین بہی قریب کو یا سے پکارا گیا ہے جو خلاف موضوع ہے۔

جواب شبہ	قرانین یا کے ساتھہ ندا کثرت سے آنیکی کئی اسباب ہین اولاً تو یہ کہ جیسا

کہ اَلَا وغیرہ حرف تنبیہ ہین ویسا ہی یَا بہی علاوہ ندا کے تنبیہ کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ جہان کہین قرانین یَا کیساتہہ جملہ ندائیہ لایا گیا ہے وہان یہ امر بلحاظ خاطر رکہا گیا ہے کہ آئندہ

سامعین اس مضمون کے سننے کے لئے بخوبی آمادہ و آگاہ ہوجاوین کہ وہ ایک عظیم الشان امر ہی
جیسے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا - ای لوگو! اللہ کی عبادت
کرو اور اپنے پروردگار سے ڈرو ان جملون مین حرف یا کے ساتھہ تنبیہ اس امر کو بتلاتی
ہے کہ عبادت اور تقوی ایک بہت بڑی چیز ہے جسپر عمل کرنا ہر ایک شخص کو ضروری ہے
دوسرے یہ کہ جہان کہین کلام کو موکد کرنا مقصود ہوتا ہے تو وہان پر تاکید کے لئے یا ہی
کا لانا انسب ہے اور کلام کی تاکید اسوجہ سے ہوتی ہے کہ پہلے یا حرف ندا سے جو بعید کیلئے
تہا اسکو قریب کے لئے استعمال کرتے ہین جسمین ضمنًا یہ امر ملحوظ ہوتا ہے کہ قریب کا آدمی
پہلے حرف تنبیہ سے آگاہ ہولے پہر اُس سے مطلب بیان کیا جائے - اب رہا یہ سوال
کہ یا جب ندائے بعید کے لئے ہے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم قریب کو بہی یا سے ندا کرین جیسا کہ
کہتے ہین یَا رَبِّ کیونکہ جب خدا یتعالے شاہ رگ سے بہی قریب ہے تو یا نہ پکارنا
چاہئے بلکہ (اَ) سے ندا کرنا چاہئے جار اللہ زمخشری کہتے ہین کہ قریب کو یا سے ندا کرنیکی
پانچ اسباب ہین -

عظمت وجلال منادے | پہلا سبب اسکا یہ ہے کہ گو منادی قریب ہوتا ہے لکن اُسکی عظمت
وجلال کی وجہ سے ندا کرنیوالا اپنے مرتبہ سے اُسکو دور سمجہتا ہے اسی واسطے یا سے ندا کرتا
ہے جیسے کہتا ہے یَا اَللّٰہُ یَا رَبِّ اگرچہ خدا کی ذات پاک بندے سے بہت قریب ہے
لکن بندے کی حقیقت اور مرتبت خدا کے مرتبے کے سامنے کچہہ بہی نہین اسلئے وہ خدا
قریب کو بعید تصور کرکے یا سے ندا کرتا ہے گویا ضمنًا یہ کہہ رہا ہے کہ اے مالک گو تو مجہسے
قریب ہے لکن مین ایک ایسا عاجز اور مسکین اور حقیر ہون کہ تجہہ تک میری رسائی ممکن نہین
اس لئے تیرے علو شان کے اعتبار سے تجہکو دور سمجہہ کر یا سے ندا کر رہا ہون -

اہتمام غرض ندا | دوسرا سبب یا سے تخاطب کا یہ ہے کہ ندا جس غرض سے کی گئی ہے
وہ غرض ایک ایسی مہتم بالشان چیز ہے کہ جسکا اہتمام کرنا منادے پر لازم ہے تو گو منادی

قریب ہی کیون نہ ہو لکن ذراسی بہی غفلت اُس غرض سے ایک بڑی غفلت سمجھی جاتی ہے اسلئے منادا ے قریب کو بعید تصور کر کے یَا سے ندا کی جاتی ہے جیسے یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَكَ یعنی ای محمد رسول اللہ جو تم پر وحی نازل کی گئی ہے تم اُسکو پہونچا دو اگر تم نے نہین پہونچایا تو حق رسالت کو تم نے ادا نہین کیا جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کچھہ خدا سے دور نہین تہے بلکہ بہت تقرب خدا کی ذات سے تہا لکن تبلیغ رسالت ایک ایسا مہتم بالشان امر تہا کہ جسکی ذراسی بہی غفلت بہت بڑی غفلت گنی جاتی ہے اسلئے گو آپ قریب تہے لکن پہر بعید ٹھرا کر آپکو یَا سے ندا کی گئی اور اس امر مین اس بات کو ظاہر کیا گیا کہ تم تبلیغ رسالت مین ذراسی بہی غفلت نکرو کیونکہ اگر ذراسی بہی تم نے غفلت کی تو تم نے حق منصب نبوت کو ادا نہین کیا جیسا کہ اسکے بعد کے جملے سے ظاہر ہوتا ہے۔

شدت رغبت منادے[۳]

تیسرا سبب یَا سے تخاطب کا یہ ہے کہ کبھی متکلم کو منادے کے متوجہ ہونیکی از حد رغبت ہوتی ہے اور اسی شدت رغبت کی وجہ سے گو منادے قریب ہو لکن متکلم اسکو دور سمجھکر یَا سے ندا کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ہم شدت سے پیاسے ہون اور پانی اور غلام ہمارے پاس ہو ہم غلام سے کہین یَا غُلَامُ هَاتِ الْمَاءَ اے غلام پانی لا گو پانی بہی قریب ہے اور غلام بہی قریب ہے لکن پیاس کی شدت کی وجہ سے گو وہ قریب لکن دور سمجھا جاتا ہے اور یَا سے ندا کی جاتی ہے قران مین اسکی مثال یَا مُوسٰی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ہے اے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو نہین موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تہے کچھہ خدا سے ایسے دور نہ تہے کہ اللہ تعالےٰ انکو یَا سے ندا کرتا لکن اللہ تعالےٰ کو موسیٰ علیہ السلام کا بالکل سامنے آجاتا اور خوف کا اُن سے چلا جانا از حد مرغوب تہا تو گو موسیٰ قریب تہے لیکن پہر انکو دور ٹھرا کر یا سے ندا کیگئی

سہو یا بلادت یا غفلت منادے[۴]

چوتھا یَا سے ندا کرنیکا سبب غفلت یا سہو یا بلادت منادے ہے۔ یعنی کبھی ایسا بہی ہوتا ہے کہ منادی قریب ہوتا ہے لیکن ہم نداجس غرض سے کر رہے ہین

اُس سے وہ غافل ہے یا بہول گیا ہے یا ایسا بلید ہے کہ سمجہتا ہی نہین اسلئے ہم اسکو دور سمجہکر یا سے ندا کرتے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص ہمارے ہان ہو اور اُسکے گہر مین آگ لگی ہو اور غافل بیٹہا ہو ہم اُس سے کہین او میان کدہر بیٹہے ہو تمہارے گہر مین آگ لگ گئی قرآن مجید مین اس کی مثال کئی ہین جیسے یَا اَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ (نساء ۲۴) اے لوگو تمہارے پاس رسول حق بات لیکر تمہارے پرورگار کے طرف سے آیا ہے پس اگر تم ایمان لے آؤ تو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے اس آیت مین کچہہ لوگ نبی سے دور نہین تہے جو یا سے ندا کی جاتی لکن چونکہ وہ رسول کے حق امر لانے سے (یعنی قران سے) غافل تہے اس لئے بوجہ غفلت کے اُن کو بعید ٹہرا کر یا سے ندا کی گئی۔

تحقیر یا توہین منادے | پانچوان سبب یا سے ندا کا منادی کی تحقیر شان اور توہین ہے یعنی متکلم کبہی ایسا کرتا ہے کہ گو منادے قریب ہی کیون نہ ہو لکن اسکی بے وقعتی اور تذلیل کرانیکی غرض سے اُسکو بعید ٹہرا کر یا سے ندا کرتا ہے مثلاً ایک شخص ہمارے مجلس کے لایق نہین ہے ہم اُس سے مخاطب ہو کر کہتے ہین مَنْ انت یا ھذا یعنی اے مرد تو کون ہے قران سے اسکی مثال فرعون کا وہ قول جو موسٰی علیہ السلام کے لئے اُسنے کہا انی لاظنک یا موسٰی مسحورًا مین تو اے موسٰی تم کو ایک دیوانہ جسپر جادو کیا گیا ہے ویسا آدمی سمجہتا ہون خیالش کہ یہان موسٰی علیہ السلام کی تحقیر منظور تہی اسلئے یا موسٰی سے ندا کی گئی لکن سبحان اللہ موسٰی علیہ السلام نے بہی فرعون کو جواب ترکی بہ ترکی تحقیر ہی کیساتہہ دیا۔ اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یَا فِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا (بنی اسرائیل) مین بہی تجہکو اے فرعون ہلاک ہونیوالا خیال کرتا ہون۔

قران مجید مین یا ایہا سے ندا اکثر کیون آئی ہے

قران مجید مین یا ایہا سے ندا اکثر آنے کی وجہ یہ ہے یا ایہا سے ندا کرنے مین بہ نسبت

اور حروف کے تاکید زیادہ ہے قران مین اوامر بہی ہین نواہی بہی وعدہ بہی ہے وعید بہی
اگلے انبیا کے عبرت آمیز قصص بہی ہین اور ضرب الامثال بہی جنکے لانے سے ذات باری
تعالی کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اوامر کو بجا لائین نواہی سے باز رہین وعدے سے خوش ہون وعید سے ڈرین
قصص سے عبرت حاصل کرین ضرب الامثال سے نصیحت پذیر ہون اسلئے یہان پر پہلے ایسے لفظ کی ضرورت
ہوئی کہ جسمین تاکید بہی ہو اور تنبیہ بہی ان سب باتون کا جامع یا ایہا تہا اسلئے اسکو اختیار کیا گیا اب
رہا یہ امر کہ (یا ایہا) مین تاکید اور تنبیہ کیون ہے سو اسکا سبب یہ ہے کہ پہلے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ
یا جیسے ندا کا فایدہ دیتا ہے ویسا ہی تاکید کا بہی فایدہ دیتا ہے کیونکہ یا سے پہلے مخاطب غافل کو
آگاہ کیا جاتا ہے جس سے اس امر کے طرف اشارہ ہوتا ہے کہ آگے چلکر ہم ایک ایسا مضمون
بیان کرنیوالے ہین جسکو مخاطب دل لگا کر سنے پہر اسکے بعد ایؐ سے ابہام کیا جاتا ہے پہر اسکے
بعد تفصیل کی جاتی ہے تاکہ ابہام کے بعد تفصیل سے کلام موکد ہو اور اس کا سبب یہ ہے کہ ابہام
مین تلاش ہوتی ہے کہ منادی نے کسکو مخاطب کیا ہے آیا ذی روح کو یا غیر ذی روح کو پہر ذی روح مین
ذوی العقول کو یا غیر ذوی العقول کو پہر ذوی العقول مین خاص کو یا عام کو غرضکہ ایؐ سے پہلے ابہام کیا جاتا ہے
پہر تفصیل اسکی یا تو ناس سے ہوتی ہے یا اسم موصول سے یا ملاء سے یا قوم سے یا شخص سے جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فلان شخص کو یا فلان فرقہ کو یا عام لوگون کو مخاطب کیا گیا ہے غرضکہ اسمین پہلے
ندا تنبیہی ہوئی پہر تاکید ان سب باتون نے کلام کو موکد کر دیا اب رہا یہ سوال کہ ایؐ ہی کو کیون
اختیار کیا گیا اسکی ضرورت اسوجہ سے ہوئی کہ یا کا الف ساکن ہے اور منادی ذواللام کا لام ساکن
ہے اور اجتماع دو ساکنون کا کلام عرب مین ثقیل ہے اور اسماے موصول مین کوئی اسم سوائے ایؐ
کے اس لایق نہین تہا کہ اسکے بعد لایا جائے اسلئے ایؐ کو انتخاب کیا گیا اور ایؐ کا استعمال بغیر اضافت
کے نہین ہو سکتا اسلئے اسکے مضاف الیہ ہونیکے لئے ھا کا انتخاب کیا گیا کیونکہ جبکہ یا مین ندا کے
علاوہ تنبیہ ہے ویسا ہی ھا مین بہی تنبیہ ہے غرضکہ تنبیہ اور تاکید اور ابہام اور پہر تفصیل اور پہر تفصیل کے بعد
پہر تنبیہ ان سب امور کی جمعیت نے کلام مین حسن پیدا کر دیا اسلئے ندا مین اکثر یا ایہا کو انتخاب کیا گیا۔

ندا کے اقسام

ذکر حرف ندا کے اعتبار سے ندا کی دو قسمین ہین ندائے تحقیقی ندائے تقدیری۔

ندائے تحقیقی | اگر حرف ندا جملہ ندائیہ مین مذکور ہو تو وہ ندائے تحقیقی ہے جیسے یَا رَبِّ یَا مُوسٰی

ندائے تقدیری | اگر حرف ندا جملہ ندائیہ مین مذکور نہ ہو تو وہ ندائے تقدیری ہے جیسے یُوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا
اے یوسف تم اس سے اعراض کرو۔

سامع منادے کے اعتبار سے ندا کی پہر دو قسمین ہین ندائے حقیقی ندائے مجازی۔

ندائے حقیقی | جس ندا مین منادے کو صلاحیت سننے کی ہو یعنی اگر اسکو پکارین تو سنے ایسی ندا ندائے حقیقی ہے
جیسے یَا اَیُّهَا النَّاسُ۔

ندائے مجازی | جس ندا مین منادا ئے غیر ذی روح کو منادا ئے ذی روح کے قائم مقام ٹھیرایا گیا ہو تو ایسی ندا
ندائے مجازی ہے جیسے یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ (سباع) اے پہاڑو تم داؤد کے ساتہہ تسبیح کیا
کرو اور اے پرندون تم بہی ایسا ہی کرو۔

منادے کی تعریف کے اعتبار سے ندا کی اور بہی قسمین ہین۔

ندائے تعمیمی | جس ندا مین منادی عام رکہا گیا ہو وہ ندائے تعمیمی ہے جیسے یَا اَیُّهَا النَّاسُ یَا مَعْشَرَ
الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین یَا اَیُّهَا النَّاسُ جہان کہین آئے تو اُس سے مراد
اہل مکہ ہین اور یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا جہان کہین قران مین آئے تو اُس سے مراد اہل مدینہ ہین لکن تعمیم کے
رو سے اگر دیکہا جائے تو یا ایہا الناس مین سب لوگ داخل ہین اور یا ایہا الذین امنوا مین سب ایماندار
داخل ہین۔

ندائے تخصیصی | جس ندا مین منادی خاص ہو تو ایسی ندا ندائے تخصیصی ہے اب خاص کی دو صورتین ہین ایک خصوصیت نوعی
دوسرے خصوصیت شخصی۔

ندائے تخصیص نوعی | جس ندا مین منادی ایک خاص نوع ہو تو وہ ندائے تخصیص نوعی ہے جیسے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا۔ یَا اَهْلَ الْکِتٰبِ۔ یَا اَیُّهَا الْمَلَأُ۔

ندائے تخصیص شخصی جس ندا مین منادی ایک خاص شخص ہو وہ ندائے شخصی ہے اِسکو ندائے اسمی بھی کہتے ہین جیسے یَا مُوسٰی یَا هَارُونُ۔

وجہ توجیہ یا اللہ اللہ کی اصل اَلْاِلٰہ ہے اور اُسکی اصل اِلٰہ ہے جب اِلٰہ پر الف اور لام تعریف لایا گیا تو ہمزہ مذکورہ کو خلاف قیاس حذف کیا اور لام کو لام مین ادغام کیا یا آللہ ہو گیا چونکہ اللہ کا ہمزہ قطعی ہے اسواسطے جب اُس پر یا لگایا جاتا ہے تو وہ ہمزہ گرتا نہین یا آللہ کہتے ہین کیونکہ وہ جزو عوض ہے حرف اصلی کا پس جیسے یا اِلٰہُ مین ہمزہ نہین گریگا ویسا ہی یا اللہ مین بھی نہین گرے گا۔

وجہ توجیہ اَللّٰهُمَّ

مذہب جمہور جمہور کے پاس اَللّٰهُمَّ کی اصل یَا اَللّٰهُ ہے اول سے یا کو حذف کرکے یا کے عوض آخر مین میم مشدد لایا گیا اَللّٰهُمَّ ہو گیا۔

مذہب فرّا فرّا کے پاس اَللّٰهُمَّ کی اصل یَا اَللّٰهُ اُمَّ بِخَیْرٍ ہے (ای اللہ تو ہمارے لیے بہتری کا قصد کر) کثرت کلام کی وجہ سے حرف ندا کو اور اُمَّ کے ہمزہ کو حذف کر دیا اور بخیر کو بھی گرا دیا اَللّٰهُمَّ ہو گیا وہ کہتا ہے کہ اسکی بہت ساری نظیرین کلام مین پائی جاتی ہین جیسے کہتے ہین هَلُمَّ کیونکہ اسکی اصل هَلْ اُمَّ ہے ہمزہ کے ضمہ لام کلمہ کو دیا اور ہمزہ کو حذف کر دیا هَلُمَّ ہو گیا۔

اعتراض جمہور بر فرّا پہلا اعتراض جمہور کا فرّا پر یہ ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ اَللّٰهُمَّ کی اصل یا اللہ اُمَّ بخیر ہے تو اَللّٰهُمَّ افْعَلْ کذا بلا حرف عطف کہنا صحیح نہ ہوگا حالانکہ یہ سب بلا عطف کہتے ہین جیسے کہتے ہین اللّٰہم اغفر لی کیونکہ اللہم کی تقدیر یا اللہ ام بخیر ہے اور اُسکے بعد اغفر لنا یا اور کوئی جملہ لایا جائے تو یہ امر مسلم ہے کہ جب امر کے صیغہ پر عطف کرین تو حرف عاطفہ کا لانا ضرور ہے اس تقدیر اللہم اغفر لنا کی تقدیر یا اللہ اُمَّنَا بِخَیرٍ وَاغْفِرْ لَنَا بخیر ہوگی اور ہم نے کسی سے نہین سنا کہ اسطرح سے حرف عطف کا ذکر کرے

اعتراض زجاج بر فرّا دوسرا اعتراض زجاج کا فرّا پر یہ ہے کہ جب اَللّٰهُمَّ کی اصل یا اللہ اُمَّ بخیر ہے تو جیسا کہ وَیْلُ اُمِّہٖ کہنا صحیح ہے ویسا ہی اَللّٰهُ اُمَّ کہنا بھی صحیح ہو لیکن کوئی اس طرح سے نہین کہتا۔

اعتراض ثالث بر فرّا تیسرا اعتراض فرّا کے قول پر یہ ہے جیسا کہ اللہم کہنا صحیح ہے ویسا ہی یا اللہ اُمَّ

کہنا ہی صحیح ہو حالانکہ کوئی اس طرح نہین کہتا ۔

جواب فترا | فرا نے ان سب اعتراضون کے جواب دئے ہین پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اللھم افعل کذا یا اللھم اغفر لنا مین ہم عطف مانتے ہی نہین کیونکہ عطف اس صورتین ہوگا کہ معطوف اور معطوف الیہ کو ہم مغایر مانین اور جب ہم اللھم کے بعد کے جملے کو مغایر مانتے ہی نہین بلکہ ہم اسکو پہلے جملہ کی تفسیر کہتے ہین تو اس صورتین حرف عطف کے لانیکی ضرورت ہی نہین کیونکہ اس صورتین دونون جانتو مین مطلوب ایک ہوگا اور بعد کا جملہ موکد ہوگا اور اس کی نظیرین قران مین بہت ہین۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ جو کہا گیا ہے جیسا کہ "ویل امّہ" کہنا صحیح ہے ویسا ہی اللہ امّ کہنا ہی صحیح ہو ہم اسکو مانتے نہین کیونکہ فرع سے تکلم کرنا مستلزم اس کے تکلم کو نہین جیسا کہ خلیل او سیبویہ ماأکرمہ کی اصل ای شیئ أکرمہ ہے لکن ای شیئ أکرمہ کوئی نہین کہتا بلکہ سب ماأکرمہ کہتے ہین۔

جواب | تیسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ جو جمہور کہتے ہین یا اللھم کہنا جایز نہین اسکو ہی ہم مانتے جبکہ ہم خود اس کی سند کلام عرب سے پیش کرتے ہین اور وہ یہ شعر یہ ہے ۔

وَمَا عَلَيْكِ أَنْ تَقُولِي كُلَّمَا سَبَّحْتِ اَوصَلَّيْتِ يَا اَللّٰهُمَّا

تیرا کیا حرج ہے جب تو تسبیح کرے یا نماز پڑہے تو یا اللھم کہے۔ اور یہ جو بصریین نے کہا ہے کہ یہ شعر مشہور نہین نقل کے خلاف ہے اور یہ جو جمہور کہتے ہین کہ اس صورتین حرف ندا کا ذکر کرنا لازم ہوگا یہ بھی غلط ہے کیونکہ حرف ندا کو حذف بھی کرسکتے ہین جیسے یُوسُفُ أَیُّهَا الصِّدِّیقُ ہوسکتا ہے کہ اللھم مین التزام حذف کا ہو۔

اعتراض فرا بر جمہور | فرا کا جمہور پر پہلا اعتراض یہ ہے کہ اگر ہم میم کو قائم مقام حرف ندا کے کہین تو چاہئے تہا کہ وہ پہلے ہوتا یہان عوض حرف ندا کو منادی سے موخر کردیا اور یہ جایز نہین کیونکہ اللہ یا کہنا صحیح نہین اور اگر یہ قول مان لیا جاے تو اس طرح سے کہنا جایز ہوگا ۔

دوسرا اعتراض | دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر میم قائم مقام حرف ندا کے ہے تو جیسا کہ یا زید یا بکر کہنا جایز ہے ویسا ہی زیدمّ بکرمّ کہنا ہی جایز ہو حالانکہ کوئی اس طرح سے نہین کہتا ۔

تیسرا اعتراض | تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر میم بدل ہو حرف ندا کا تو عوض اور معوض جمع نہ ہوتے حالانکہ شعر سابق
مین دونون جمع ہوئے ہین ۔

چوتہا اعتراض | چوتہا اعتراض یہ ہے کہ عرب نے کبہی اسما تامہ مین اسطرح سے میم زاید نہین کیا ہے۔

نکتۂ ازدیاد میم | اب رہا یہ امر کہ اَللّٰھُمَّ مین میم ہی کیون اختیار کیا گیا ہے اسکا نکتہ یہ ہے کہ اسمین میم بغرض
تعظیم لائی گئی ہے اور اسمین اشارہ ہے اللہ تعالےٰ کے تمام اسما حسنی کیطرف گویا اَللّٰھُمَّ کہنے والا یہ کہتا ہے
یَا اَللّٰہُ الَّذِی لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی چونکہ ضمیر غایب مین جیسے عَلَیْہِ کے لئے حرف (ہ) اور جمع کیلئے
علیہم کہتے ہین ویساہی میم یہان بمنزلہ واو جمع کے لائی گئی ہے گویا میم اشارہ ہے تمام اسماء حسنی کے طرف

ندائے موصولی | جس ندا مین منادی موصول ہو ایسی ندا ندائے موصولی ہے جیسے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
جو موصول اور صلہ کے فایدے ہین وہی ندائے موصولی کے فایدے ہونگے ۔

ندائے مدحی | جس ندا مین منادی کو کسی خاص صفت مدحیہ کے ساتہہ ذکر کیا ہو تو ایسی ندا ندائے مدحی ہے
جیسے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ ۔

ندائے ذمی | جس ندا مین منادی کو کسی خاص صفت مذمومہ کیساتہہ ذکر کیا ہو تو ایسی ندا ندائے ذمی ہے
جیسے یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ یَا اَیُّھَا الْجَاھِلُوْنَ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

ندائے اضافی | جس ندا مین ترکیب اضافی ہو وہ ندائے اضافی ہے اسکی بہی دو صورتین ہین اگر منادی
یائے متکلم کیطرف مضاف ہو تو وہ ندائے اضافی بیائے متکلم ہے جیسے یَا عِبَادِی یَا قَوْمِ اور اگر منادی
اسم کے طرف مضاف ہو وہ ندائے اضافی اسمی ہے اسکو ندائے نسبتی بہی کہہ سکتے ہین جیسے
یَا بَنِی اِسْرَائِیْل یَا بَنِی اٰدَمَ خلاصہ یہ کہ ندائے اضافی کی تین صورتین ہین ندائے اضافی
باضافت یائے متکلم ۔ ندائے اضافی باضافت غیر یائے متکلم پہر ندائے اضافی باضافت یائے متکلم کی
دو صورتین ہین ایک یہ کہ سوائے ابن واب کے اور کوئی اسم یائے متکلم کے طرف مضاف ہو جیسے
یَا عِبَادِیْ دوسرے یہ کہ ابن یا اب کا لفظ یائے متکلم کے طرف مضاف ہوا ہو جیسے یَا اَبَتِ
یَا بُنَیَّ یَا بَنِیَّ تیسرے یہ کہ ابن یا اب کا لفظ غیر یائے متکلم کیطرف مضاف ہو جیسے یَا بَنِی اِسْرَائِیْل یَا بَنِی اٰدَم

قراتین

تفصیل قرات ندا اسم بیائے متکلم | جبکہ سوائے اب اور ام اور ابن کے کوئی اور اسم یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اُسمین چند لغتین کلام عرب مین آئی ہین۔

(۱) یا کو حذف کرکے صرف کسرہ پر اکتفا کرنا جیسے یَا عِبَادِ یَا قَوْمِ کو یَا عِبَادِ یَا قَوْمِ کہنا

(۲) یائے ساکنہ کو اپنی حالت پر برقرار رکہنا جیسے یَا عِبَادِیْ۔

(۳) یائے ساکنہ کو اپنی حالت پر رکہہ کر اسکو فتحہ دینا جیسے یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا۔

(۴) یائے ساکنہ کو فتحہ دیکر اس یا کو الف سے بدل دینا جیسے یا حَسْرَتَا اسکی اصل یا حَسْرَتِیْ تہی

(۵) یائے ساکنہ اور الف کو حذف کرکے صرف فتحہ پر اکتفا کرنا جیسے یا غُلَامِیْ سے یا غُلَامَ کہنا۔

(۶) الف کو بہی حذف کرکے جو حرف پہلے سے مکسور تہا اسکو ضمہ سے پڑہنا جیسے سورہ یوسف مین ایک قرأت رَبُّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ بہی آئی ہے۔

تفصیل قرات اب یا ام مضاف بیائے متکلم | اگر اب یا ام کا لفظ یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اُسمین چار طور سے قرات آئی ہے (۱) یائے متکلم کو تائے مکسورہ سے بدل دینا جیسے یَا اَبِیْ کو یَا اَبَتِ پڑہنا چنانچہ سوائے ابن عامر کے باقی سات قاریون کی یہی قرات ہے یہ کسرہ وہی ہے کہ جو یَا اَبِیْ مین یا کے ماقبل با کو تہا اور یَا اَبَتَ مین یا کو فتحہ اس واسطے دیا گیا کہ تائے تانیث ہمیشہ اپنے ماقبل فتحہ کو چاہتی ہے

(۲) یائے متکلم کو تائے مفتوحہ سے بدل دینا جیسے یَا اَبِیْ سے یَا اَبَتَ کہنا اور یہ قیاس کے موافق ہے کیونکہ اصل مین یا مفتوح تہی اُسکے عوض مین جو حرف آیا وہ بہی مفتوح رہنا چاہئے وہی قرات عامر کی ہے (۳) یا کو دو حرفون سے بدلکر پڑہنا یعنی تا اور الف سے جیسے یَا اَبِیْ سے یَا اَبَتَا پڑہنا اس صورتمین دو عوضون کو یعنی الف اور تا کو جمع کرنا ہے۔

(۴) یا کو بحال رکہہ کر یا کے عوض مین جو تا آیا ہے اُسکو بہی بحال رکہنا یعنی یَا اَبَتِیْ کہنا اس صورتمین عوض اور معوض دونون جمع ہونگے یہ قرات بہی شاذ ہے۔

(۵) سکون یا سے یَا اَبَتْ کہنا۔

(۶) فتحہ یا سے یَا اَبُوَیَ اس صورتمین اصل لفظ کو یائے متکلم کیطرف مضاف کیا گیا کیونکہ اَب کی اصل اَبُوٌ ہے۔

ندائے استعطافی یا ترحمی | جب ندا سے مقصود ترحم یا مہربانی ہو تو وہاں منادی لفظ اَبٌ یا اُمٌ یا عَمٌّ یا اَخِی یا ابن
ام ہوتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ قرابتی تعلقات کے وجہ سے منادی کو منادی پر رحم آجاتا ہے
قرآن مین ہے یَا ابْنَ اُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ اے میرے ان کے بیٹے تم میری ڈاڑھی پکڑو
اور نہ سر ہارون علیہ السلام نے اپنے بہائی موسیٰ کو یا موسیٰ نہ کہا بلکہ ابن ام سے ندا کیا تاکہ موسیٰ کو رحم آجاوے۔

ف اگر لفظ ابن عم یا ابن ام یائے متکلم کے طرف مضاف ہو تو اسمین چار قرأتین آئی ہین۔

(۱) یا کو حذف کرکے میم کو حالت کسرہ پر رکہنا یا اِبْنَ اُمِّی سے یا اِبْنَ اُمِّ کہنا۔

(۲) یا کو حذف کرکے میم کو فتحہ سے پڑہنا یا اِبْنَ اُمَّ کہنا۔

(۳) یا کو باقی رکہنا یعنی یا اِبْنَ اُمِّی کہنا۔

(۴) یا کو الف سے بدل دینا یعنی یا اِبْنَ اُمَّا کہنا۔

ندائے تاسفی یا مندوبی | جس ندا مین اظہار غم وافسوس وحسرت ہو تو ایسی ندا ندائے تاسفی یا مندوبی ہے اس صورت مین کبھی لفظ
مصیبت یا حسرت یا ویل کو منادی ٹھیراتے ہین اور کمال مبالغہ غم مین ظاہر کرنیکی غرض سے اُسی کو مخاطب ٹھیراتے ہین
جسمین اشارہ اس امر کیطرف ہوتا ہے کہ مین خود غم کی شکایت کیا کرون بلکہ خود غم اور افسوس اور مصیبت کو پکارتا
ہون کہ وہ خود میری مصیبت اور غم کو دیکھے اور میری حالت کیطرف متوجہ ہو اس قسم کے ندا ندائے مجازی ہین
جیسے یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ ای افسوس یوسف پر اسی قبیل سے یَا حَسْرَتَا یَا وَیْلَتَا وغیرہ مین

ندائے تمنی | جس ندا مین اظہار آرزو ہو تو ایسی ندا ندائے تمنی ہے اس صورت مین منادی لفظ لیت کو ٹھیرایا
جاتا ہے جیسے یَا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (مریم) ای کاش مین اس سے پہلے مرگئی ہوتی اس مین
لَیْتَنِیْ مِتُّ نہ کہکر یَا لَیْتَنِیْ کہا تاکہ کمال آرزوے موت کیطرف اشارہ ہو یعنی مین موت کو کیا
بلاؤن بلکہ خود آرزوے موت کو پکارتی ہون کہ وہ خود آجائے اور میری حالت کو دیکھے۔ شدت کمال آرزو مین
جس چیز کی آرزو ہوتی ہے اُسکو بہول کر خود آرزو کو منادی ٹھیرایا جاتا ہے یہی حالت مصیبت اور غم کی ہے

ندائے تعجبی | جب ندا سے مقصود اظہار تعجب ہو تو ایسی ندا ندائے تعجبی ہے جیسے یَا وَیْلَتَا ءَاَلِدُ وَ
هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ای واہ تعجب ہے کہ مجھے ایسی حالت مین اولاد ہو کہ جب میرا شوہر بھی بوڑھا ہو۔

ندائے تبشیری | جس ندا سے مقصود اظہار مسرت یا خوشخبری ہو تو ایسی ندا ندائے تبشیری ہے جیسے یا بُشْریٰ ھٰذا غُلَامٌ ای لو واہ واہ یہ تو کوئیں سے غلام نکل آیا جہاں پر اظہار کمال خوشی مقصود ہوتی ہے تو وہاں مبشرہ کو نہ بیان کرکے بشارت ہی کو منادی ٹھہراتے ہیں جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں اس قدر خوش ہوں کہ اس کمال مسرت میں مبشرہ کو بھول کر خود بشارت کو پکارتا ہوں۔

ندائے حرفی | جس ندا میں پورے نام کو چھوڑ کر صرف اُس میں چند حروف کو یا ایک حرف کو منادی ٹھیرایا جائے تو ایسی ندا ندائے حرفی یا ترخیمی ہے اور یہ وہاں کیا جاتا ہے کہ جہاں اختصار منظور ہوتا ہے جیسے یٰسٓ اس کی اصل یا توانسان ہے جسکی تصغیر یا انیسین ہے اسمیں تین حروف کو حذف کرکے صرف یس پر اکتفا کیا گیا ہے یا اُسکی اصل یَا سَیِّد یا سیدی تھی یا اور دال کو حذف کرکے صرف سین پر اکتفا کیا گیا

ندائے تشریفی | جس ندا میں منادی کو ایک خاص معزز اور مکرم شخص کیطرف نسبت دی گئی ہو تو ایسی ندا ندائے تشریفی ہے جیسے یَا نِسَآءَ النَّبِی یعنی ای نبی کی عورتو یَا اَھْلَ الْکِتَابِ یعنی اے اہل کتاب۔

ندائے لقبی یا وصفی | جس ندا میں منادی کو کسی خاص لقب یا خطاب سے منادی ٹھیرایا گیا ہو تو ایسی ندا ندائے لقبی یا وصفی ہے جیسے یَآ اَیُّھَا الرَّسُول یَآ اَیُّھَا النَّبِی یَآ اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ یَآ اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ۔

محل ندا و جواب ندا

ف اگر یا کیساتھ منادی دعا یا امر یا نہی کیساتھ آوے تو وہاں پر یا کو ندائیہ سمجھو اور اگر مراد دعا یا نہی نہ ہو تو وہاں یا تنبیہ کیلئے ہے

ف۲ اگر جملہ ندائیہ کے بعد جواب ندا جملہ خبریہ ہو تو ندا سے مقصود اس جملہ کی تصدیق ہوگی جیسے یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ۔ یہاں مقصود یہ ہے کہ اے لوگو میری تصدیق کرو کہ میں رسول ہوں۔

ف۳ منادی اکثر جواب ندا سے پہلے آتا ہے جیسے یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ

ف۴ کبھی جواب ندا منادی سے پہلے آتا ہے جیسے تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ۔

ف۵ کبھی ندا کے بعد صرف جملہ خبریہ ہی لاتے ہیں امر و نہی نہیں لاتے جیسے یَا عِبَادِی لَاخَوْفٌ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ

ف۶ کبھی ندا کے بعد جملہ خبریہ لایا جاتا ہے اور اُسکی بعد امر کا صیغہ لاتے ہیں جیسے یَآ اَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ

ف۷ کبھی ندا کے بعد جملہ استفہامیہ لایا جاتا ہے یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ۔ تحریم

یٰسٓ ۔ سٓ

اٰیۃ ۳ و ۴

الرحمٰن علّم القرآن خلق الانسان علّمہ البیان

تفصیلی اشتہار نمبر ۲

اشاعت سلسلۂ علوم قرآن مجید

و

اظہار اعجاز فرقان حمید

منجانب مولوی حافظ عبد المجید صاحب وظیفہ یاب قدیم علاقہ پائگاہ نواب وقار الامراء بہادر مرحوم (ساکن ملک پیٹھ نمبر ۶۱۸۹)
حیدرآباد دکن
و مولوی حافظ عبد الحمید صاحب (اٹاوی) ساکن کنٹہ روڈ نمبر ۱۱)
حیدرآباد دکن

یہ اشتہار شائقین کو مفت مل سکتا ہے

در مطبع اختر دکن واقع افضل گنج طبع گردید
ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ

7.1. 1914

فواید اور ہر ہر جملے مین جو لفظ اختیار کیا گیا ہے اوسکی خوبیان بیان ہونگین اس سلسلے مین مندرجہ ذیل علوم ہون گے۔

علم الاستفہام۔ علم الامر۔ علم النہی۔ علم الدعا۔ علم الندا۔ علم التمنی والترجی۔ علم الخطابہ۔ علم الخبر۔ علم الانشا علم الایجاز۔ علم الاطناب۔ علم المساوات۔ علم البیان۔ علم المجاز۔ علم الاستعارہ۔ علم التشبیہ۔ علم التعریض والکنایہ۔ علم الفصل والوصل۔ علم البدیع۔ علم اللغہ۔ علم الصرف۔ علم النحو۔ علم الاعراب وغیرہ۔

۲-ا سلسلۂ فقہ قرآن

علم فقہ کے متعلق دو علوم ہین ایک اصول فقہ دوسری احکام فقہ اصول فقہ کی سلسلے مین یہ علوم ہونگے علم العام والخاص۔ علم النص۔ علم الظاہر۔ علم المشکل۔ علم المجمل۔ علم الامر۔ علم النہی۔ علم المطلق علم المقید۔ علم المشترک۔ علم الماؤل۔ علم المتشابہ۔ علم الاستدلال۔ علم القیاس۔

۲-ب سلسلۂ احکام قرآن

احکام فقہیہ کے سلسلے مین یہ علوم ہونگے۔

علم الایمان۔ علم الاسلام۔ علم الطہارۃ۔ علم الصلوۃ۔ علم الزکوۃ۔ علم الصوم۔ علم الحج۔ علم النکاح۔ علم الطلاق۔ علم الحدود۔ علم البیع۔ علم الربا۔ علم الحقوق۔ علم القضا۔ علم الفرائض۔ علم الوصایا وغیرہ

۳ سلسلۂ اخلاق قرآن

علم آداب الاکل۔ علم آداب الکلام۔ علم آداب المعاشرۃ مع الاخوان۔ علم آداب السیاحۃ علم الصبر۔ علم الشکر۔ علم الخوف والرجا۔ علم ذم الغضب والحقد والحسد۔ علم ذم الدنیا و ذم البخل و ذم حب المال۔ علم ذم الجاہ والریا۔ علم الکبر والعجب وغیرہ۔

۴ سلسلۂ تصوف قرآن

اس سلسلے مین مندرجہ ذیل علوم ہون گے گویا یہ سلسلہ خلاصہ ہوگا اون احکام کا کہ جن احکام کا استنباط صوفیہ کرام رحمہم اللہ اجمعین۔ آیات قرآنی سے کرتے ہین۔

علم المعارف۔ علم المعاملات۔ علم الاحوال۔ علم المنازل۔ علم المنازلات۔ علم المقامات وغیرہ

(۵) سلسلۂ علوم الٰہیہ قرآن

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل علوم ہونگے۔

علم آیات اللہ تعالیٰ۔ علم اسمار اللہ تعالیٰ۔ علم صفات اللہ تعالیٰ۔ علم التوحید۔ علم التنزیہ والتشبیہ علم الملائکہ۔ علم آثار القیامہ۔ علم الحشر۔ علم الجنۃ۔ علم النار۔ علم النبوۃ۔ علم الوحی وغیرہ۔

(۶) سلسلۂ علوم طبعیہ قرآن

علم الارض (زمین)۔ علم السمار (آسمان)۔ علم المار (پانی)۔ علم الہوار۔ علم النار (آگ)۔ علم تکوین الاحجار (پتھر)۔ علم تکوین النبات (نباتات)۔ والاشجار۔ علم تکوین الحیوانات۔ علم الروح۔ علم کیفیۃ اعضار الانسان علم النفس والقوے علم الحرکۃ۔ علم السکون۔ علم السحاب (ابر)۔ علم الاظلال۔ علم البرق۔ علم التوالد والتناسل علم الطب والادویہ۔۔ علم المناظر۔ علم الامکنہ۔ علم النور علم الظلمہ۔ علم المعادن۔ علم الکیمار وغیرہ۔

(۷) سلسلۂ علوم ریاضیہ قرآن

علم الحساب۔ علم الکرۃ۔ علم النجوم۔ علم الہندسہ۔ علم المثلث۔ علم الاعداد۔ وغیرہ۔

(۸) سلسلۂ علوم متفرقہ قرآن

علم التاریخ۔ علم القصص۔ علم السیر علم المغازی۔ علم فواصل الآیات۔ علم معرفۃ اسمار القرآن۔ علم معرفۃ آداب تلاوت القرآن۔ علم القرأۃ۔ علم معرفۃ من نزال فہیم القرآن۔ علم معرفۃ جمع و ترتیب علم معرفۃ خواص السور۔ علم معرفۃ فواتح السور۔ علم معرفۃ کیفیۃ تحمل القرآن۔ علم الکلام۔ علم المناظرہ علم العلل۔ علم الحجج۔ علم البراہین۔ علم النسخ۔ علم التفسیر۔ علم الحدیث۔

سلسلۂ علوم قرآن کی ضرورت

سلسلہ علوم قرآن کی کچھ تو ضرورت اوپر بیان ہوچکی ہے اور کچھ یہاں بیان کیجائیگی۔

(۱) سب سے پہلی ضرورت سلسلہ علوم قرآن کی اس وجہ سے ہے کہ اثبات اعجاز قرآن مختلف علوم کے ذریعے سے کیا جائے تاکہ عام خاص سب لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ قرآن کریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ اور جناب سرو.

کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مبارک سینہ اور نورانی قلب مہبط فیوض ربانی تھا جو لاتنے علوم اور دقائق کا بار اوٹھاتے ہوئے تھا۔ وَلَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ[1] خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

۲ دوسری ضرورت سلسلۂ علوم قرآن کی اس وجہ سے ہے کہ اکثر مخالفین اسلام خصوصاً آریہ وغیرہ مذہبی تعصب کیوجہ سے قرآن پاک پر بیجا اعتراضات کرتے ہین اور عدم وقوف عربیّت کیوجہ سے جو جی مین آیا قرآن پاک کی نسبت اعتراض لکھہ بیٹھتے ہین نہ اوس کے محل کو سمجھتے ہین نہ سیاق عبارت کو معلوم کرتے ہین اس لئے آخر کو منہ کی کہاتے ہین بلکہ بعضے نادان کم عقل مخالفین قرآن کا معارضہ سہل سمجھکر کچھ غلط سلط عبارت بناکر مسیلمہ کذاب کی طرح یہ دعوے کرتے ہین کہ دیکھو ہم نے بھی قرآن کی کئی سورتین بنادین ایک فو آریہ نے جو پہلے مسلمان تھا مہوی اور ککلکتوی سورتین بناکر شائع کی ہین حالانکہ اوس بیچارے کی استعداد اور لیاقت پر نظر کیجائے تو وہ سکی زبان صحیح عربی کا ایک فقرہ لکھنا بھی خارج از امکان ہے کہلے کہلے اغلاط صرفی اور نحوی اوس کی بنائی ہوئی سورتون مین موجود ہین جنکو دیکھکر اہل علم لوٹتے لگاتے ہین اور ایک مذاق کی طرح خیال کرتے ہین مگر ناواقف عوام خصوصاً مخالفین اونکو سنکر پھول جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ حقیقۃً یہ سورتین فصاحت وبلاغت مین قرآن کی مثیل ہین کس برتے پر تتا پانی۔

پس ایسے ناواقف مخالفین اسلام کو سلسلۂ علوم قرآن یہ بتائے گا کہ معاذ اللہ قرآن پر شبہات وارد کرنے سے پہلے یا اوس کا معارضہ کرنے سے پہلے عربیّت مین کافی استعداد اور حوصلہ پیدا کیجیے اور اوس مین جو جو علوم ہین اون پر وقوف حاصل کیجیے اون اصول ومبادی سے واقف ہونیکے بعد جو اعتراض یا شبہ وارد ہو اوسکو پیش کیجیے اوسکا کافی جواب عمدہ پیرائے مین دیا جائیگا جو اون کے سمجھہ مین آجائیگا۔

۳ تیسری ضرورت سلسلۂ علوم قرآن کی اس وجہ سے ہے کہ ائمہ مجتہدین کے جو اجتہادات

---

[1] اے محمد صلعم اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارے ہوتے (اور آدمی کیطرح وہ سمجھتا) تو اوسکو دیکھہ لیتے کہ خدا کے ڈر کے مارے جھک پڑا ہوتا اور پھٹ پڑا ہوتا ہم یہ مثالین لوگونکے سوچنے اور سمجھنے کے لئے بیان کرتے ہین

اون کے استنباطات قرآن کریم سے ہین عام کیا خاص لوگ بھی اون کے اصول اور قواعد پر واقف نہین اس لئے سلسلۂ علوم قرآن مین فقہی اور اصولی مسائل کو بھی بیان کیا جائیگا تاکہ مقلد اور غیر مقلد دونون کو فائدہ ہو۔

۴ | چوتھی ضرورت سلسلۂ علوم قرآن کے قایم کرنے سے یہ بھی ہے کہ آجکل علوم مغربیہ کے شیدائی اور نئی روشنی کے دلدادہ بعض اوقات یہہ کہہ بیٹھتے ہین کہ قرآن کیا ہے بیش ازین نیست کہ اخلاقی قصص کا مجموعہ ہے پس اسی ضرورت سے ہم نے خاصکر ایک جدا سلسلہ علوم طبعیہ اور ریاضیہ کا بھی رکھا ہے تاکہ معلوم ہو کہ قرآن مجید صرف اخلاقی قصون سے بحث نہین کرتا اور اوس مین جو واقعات اور قصص ہین وہ حقیقت واقعی رکھتے ہین جو ادب اور عبرت آموز ہین ان کے علاوہ علوم مادیہ اور طبعیہ کے اصول کیطرف بھی اون مین بالاجمال اشارہ ہے۔

۵ | پانچوین ضرورت سلسلۂ علوم قرآن سے یہ بھی ہے کہ علماء ظاہری محض ظاہری معنے قرآن کو سمجھکر اوسی پر اکتفا کرتے ہین اور اوس کے حقائق اور مغز سے واقف نہو کر صوفیہ کرام رحمہم اللہ پر بے موقع اعتراض کر بیٹھتے ہین اس لئے ایک حصہ تصوف کا بھی رکھا ہے تاکہ جو لوگ منکر تصوف سے مالامال ہین اونکو حقائق باطنی معلوم ہون اور اسرار صوفیہ کرام سے بجد التذاذ حاصل ہو

۶ | چھٹی ضرورت جو سب سے زیادہ ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانون کی اخلاقی حالت اسوقت بہت بگڑ رہی ہے اور اسی وجہ سے مسلمانون مین آپس مین پھوٹ اور نفاق اور تحاسد اور تباغض اور منازعات کا مرض متعدی پھیلا ہوا ہے سچائی اور راستی اور عدل اور سلامت روی کا التزام اونہون نے بالکل چھوڑ دیا ہے اس لئے سلسلۂ علوم قرآن اون کے روحانی امراض کا معالج ہوگا اور سارے اخلاقی آداب اور طرز معاشرت اور طریق تمدن کو بتائیگا جس سے مسلمانون کی دینی اور دنیوی ترقی ہوگی بشرطیکہ مسلمان احکام قرآن پر عمل کرین۔

سلسلۂ علوم قرآن کیا کام کرے گا

سلسلۂ علوم قرآن مسلمانون کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جو مسلمانونمین ترقی کی روح

پہونچے گا۔ اور اون کے اخلاقی اعمال طرز معاشرت تدبیر تمدن مین یوماً فیوماً اصلاح کرے گا
جو حضرات اردو زبان کی ترقی چاہتے ہین سلسلۂ فصاحت و بلاغت قرآن ایسی باریکیان
اور قواعد بتائیگا کہ اگر اون قواعد کو اردو مین استعمال کرین اور فصاحت بلاغت قرآن سے جو
جدید اصطلاحات اونکو حاصل ہون اون اصطلاحات کی اشاعت اردو زبان مین کرین تو
علاوہ توسیع اشاعت زبان اردو کے اعلیٰ درجہ کے انشاپرداز ہون اور جن حضرات کو اسپیچ یا
خطبے یا وعظ کا شوق ہو اونکو فصاحت بلاغت قرآن ایسے ایسے اصول فن تقریر کے سکھیگا
جن سے وہ عام جلسون مین تقریر کر سکینگے اور اپنی جادو بیانی سے ایک عالم کو مسخر کرلین گے کیونکہ
اس سلسلے مین بعض بعض مقامات پر علاوہ آیات قرآنی کے شواہد کے عربی یا فارسی یا اردو شعرا
کے اشعار اور ضرب الامثال توضیح مسائل کی غرض سے استشہاد مین لائے جائینگے تاکہ
اون طلبہ کو جو مطول اور مختصر کے مشکل مضامین اردو مین سمجھنا چاہتے ہین اونکو اردو مین فصاحت
بلاغت کے دقیق و قیق مسائل حل شدہ ملینگے۔

اصول فقہ کے پڑہنے والون کو توضیح اور تلویح سلم الثبوت جمع الجوامع کے حل شدہ مسائل
اردو زبان مین شواہد قرآنی کے ساتھ دستیاب ہونگے

جو حضرات تصنیف اور تالیف مین مصروف ہین اونکو بھی سلسلۂ علوم قرآن کی اس وجہ سے
ضرورت ہے کہ یہ سلسلہ جب مختلف علوم سے بحث کریگا تو بہت کچھ ذخیرہ اونکو حل شدہ مسائل
قرآن کا شواہد قرآنی کے ساتھ ملیگا کیونکہ ہر ہر علم کے مسائل سے پہلے اوس کی ضروری تعریفات
اور مبادی بیان کیے گئے ہین تاکہ مشکل مسائل کا سمجھنا آسان ہو جا بیجا آیات کا ترجمہ معہ
حوالہ سورہ اور رکوع کیا گیا ہے اور ہر آیات سے جو مضامین نکلتے ہین اور جن جن آئمہ نے
اون سے استدلال کیا ہے اوسکو بھی بخوبی کھولا ہے اور ذرا ذرا سے شبہ کو بخوبی حل کیا ہے
غرضکہ بحمد اللہ یہ سلسلۂ علوم قرآن انشاء اللہ تعالیٰ ہر خاص و عام کو مفید ہوگا قاریان قرآن کو قرائت
صوفیون کو تصوف طالبین تفسیر کو تفسیر و حدیث شائقین فقہ کو فقہ مشتاقان اصول و بیان کو اصول

دبیان اور شیدایان علوم مغربیہ کو طبعیات اور مادیات کے مسائل سکھلائے گا۔

سلسلۂ علوم قرآن کی اشاعت کہان سے ہوگی

اگرچہ مولوی صاحب موصوف کا یہ منشا تھا کہ سلسلۂ علوم قرآن دہلی مین قایم کیا جاتا کیونکہ شہر دہلی ہمیشہ سے علماء دین کا محط رحال رہا ہے لکن چونکہ مولوی صاحب موصوف کا مولد اور مسکن حیدر آباد فرخندہ بنیاد ہے اور اسی دولت ابد پایدار کے وہ نمک خوار قدیم ہین اور نیز اسوقت حیدر آباد دکن بوجہ قدر دانی آقاے ولی نعمت اعلیحضرت بندگانعالی حضور پرنور مظفر الدولہ مظفر الممالک نظام الملک فتح جنگ آصف جاہ سابع واسطہ طلوع انوار العلم والعرفان وسیلۂ دفور آثار العدل والاحسان نواب میر عثمان علیخان بہادر جی سی ایس آئی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ وادام اللہ عزہ وشوکتہ۔

ادام العلی رب الوری بوجودہ ودوی بریا من العلم من فیض جودہ

علما اور فضلا کا مرجع اور مسکن ہے اور اعلیحضرت حضور پرنور کو چونکہ علوم وفنون سے خاصتہً علوم دینیہ سے زیادہ دلچسپی ہے چنانچہ اسی دلچسپی اور قدردانی کا اثر ہے کہ اس وقت حیدر آباد دکن علوم فنون کے شاداب درختون سے رشک گلشن ہے اور اسی آفتاب علم وحکمت سے ہر در و دیوار روشن ہے اور ہر خاص وعام اپنے آقائے ولی نعمت والی ملک وملت کی مدح سرائی مین یون نغمہ زن ہے۔

ہست عثمان علیخان مطلع انوار علم	گشتہ روشن از ضیاے علم او دربار علم
ناخن فکرش کشاید عقدۂ سربستہ را	جودت طبعش کند حل مشکل اسرار علم
لطف وانعامش مسخر اہل عالم را کند	مالدار علم شد از فیض او نادار علم
طالبان علم را کردہ تونگر از عطا	عالمان مخمور بادہ گشتہ او خمار علم
ارزش فضل وہنر در عہد تو بالا گرفت	اے کف جود و نوالت ابر گوہر بار علم
دیدنی باشد کمال افتخار و رفعتش	ہست زیب افسر تو گوہر شاہوار علم

ماکه قایم کرده ایم این سلسله را بهر دین — گوهر سود است ارزان لیک در بازار علم
این شجرها نشاندیم از برای فیض عام — حق پژوهان بهره گیرند از اثمار علم
گمرهان راهم هدایت می کند این سلسله — غافلان جاهلان راهم کند هشیار علم
ماحی کفر و ضلالت قامع بنیاد جہل — حاوی احکام قرآن جامع اسرار علم
معنی فرقان کہ قوت روح باشد بے گمان — طالبان علم اکنون برخورند از بار علم
ہست حکم دانشمن بوا این بادۂ گلفام را — مژدہ دہ ساقی بیا بند این زمان سرشار علم
چون نہ برآید امیدم از عطاے شاہ ما — ہست از انعام شاہی رونق بازار علم
بلبل توحید سرودم نغمہ سنجی میکند — با ویا رب خرم و شاداب این گلزار علم

نظر بر این حقوق ملکی کا لحاظ رکھکر اس کا صدر مقام حیدرآباد وکن ہی قرار دیا گیا ہے اگر موقعہ ملا تو اس کی شاخین دہلی۔ لکھنو۔ مراد آباد۔ لاہور وغیرہ ممالک مین بھی کھول دیجا ئینگین

سلسلہ علوم قرآن کی رفتار سست کیون ہے

سلسلۂ علوم قرآن کی رفتار جو اس وقت دہیمی ہے اوس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مولوی صاحب ممدوح کے پاس نہ اسقدر سرمایہ ہے کہ اس کو سرعت کے ساتھ چلائین اور نہ ایسی کوئی جایداد ہے کہ جو اس دینی خدمت کے لئے وقف کردیجاے جو کچہ مولوی صاحب موصوف کی قلیل تنخواہ ہے وہ اسی سلسلے کے طبع مین خرچ ہو جاتی ہے اگر روسائے ذوی الاقتدار اور حکامان عالی مقام جنکو قرآن پاک سے سچی محبت ہو۔ اور یون تو ایمان کی بات ہے کہ سبھی کو ہونا چاہیے۔ اور اس دینی کام کو ضروری سمجھتے ہون تو فی امداد چندے کے طور پر عطا فرما کر اسکی اعانت فرمائین تو کچہ بعید نہین کہ اس کی رفتار تیز ہو جاے اگرچہ فی الحال اس کے چہوٹے چہوٹے رسالے ہین لیکن جب بڑے بڑے مباحث بیان کئے جاینگے تو وہ ضخیم کتابون کی صورت اختیار کرتے جا ئینگے جس کے طبع کے لئے ایک رقم کثیر کی ضرورت ہوگی غرضکہ شائقین علوم قرآن جو کچہ رقم سالانہ یا ششماہی یا سہ ماہی یا ماہانہ یا ایک مشت عطا

فرمائینگے وہ بہت شکریہ کے ساتھہ منظور کی جائیگی اور جو کچھہ آمدنی اور خرچ اس کے طبع کا ہوگا وہ سالانہ رپورٹ مین چھاپ دیا جائیگا جس سے واضح ہو جائیگا کہ صرف طبع ہی کے کام مین لگائی گئی ہے کیونکہ فہرست منسلکہ مین ہر معطی کا اسم گرامی معہ تعداد چندہ وخرچ طبع درج رہیگا۔

سلسلۂ علوم قرآن علماء سے کس قسم کی اعانت چاہتا ہی

قرآن مجید مین اس قدر علوم ہین کہ جن کا حساب ہو نہین سکتا قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا کہف ۱۱ ع ۱۲ اون علوم کا احاطہ سوائے ذات باری تعالیٰ اور حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کے کسی اور قلب سے ہو نہین سکتا کہ اوس کے پورے مضامین پر حاوی ہو سکے لکن مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ پر مولوی صاحب عمل پیرا ہو کر اس سلسلۂ علوم قرآن کو بغرض اثبات اعجاز قرآن واصلاح حالت مسلمانان حَسْبَةً لِلّٰهِ اس کام کو اپنے ذمے لیا ہے اگر سب علماء ذوی الکرام اور مصنفین ذوی الاحتشام اس دینی کام مین مولوی صاحب موصوف کا ہاتھہ بٹائین تو کچھہ عجب نہین کہ یہ کام بہت جلدی جلدی ہونے لگے ورنہ مولوی صاحب تو اپنی وسعت اور طاقت کے موافق اس خدمت قرآن کو ہمہ تن مستعدی سے بجالا رہے ہین اگر کوئی صاحب کسی خاص فن مین کمال رکھتے ہون وہ اپنی تصنیف کو (اسطرح پر کہ علمی مضامین کو قرآنی شواہد کے ساتھہ ثابت کیا ہو) دفتر اشاعت سلسلۂ علوم قرآن مین بھیجدین تو بعد تنقید اراکین اشاعت علوم قرآن وگنجائش سرمایہ اونہین کے نام نامی سے وہ کتاب دفتر اشاعت علوم قرآن مین چھپ سکے گی اگر کوئی صاحب اسی سلسلہ علوم قرآن کی ترتیب مین کوئی مفید رائے دفتر اشاعت علوم قرآن مین بھیجدین تو بہت شکریے کیساتھہ لیجائیگی۔

سلسلۂ علوم قرآن عام غیر مستطیع اشخاص سے کیا چاہتا ہے

چونکہ یہ قرآن عظیم الشان کی خدمت ہے جس کی سعی واشاعت مین ہر مسلمان کو من حیث الاسلام

ثواب حاصل کرنا ضرور ہے اس لئے جن صاحب کے پاس سلسلۂ علوم قرآن کا کوئی سائنبر پہونچے یا
اشتہار نمبر یا تفصیلی اشتہار نمبر ۲ پہونچے تو اونکی خدمت مین یہ عرض ہے کہ براہ کرم آیت
تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان وحدیث الدال علی الخیر کفاعلہ
پر عمل پیرا ہوکر اپنے دوسرے برادران اسلام کو اس سلسلے کے خریدنے کی ترغیب او تحریص
دین جو صاحب آٹھہ خریدار سلسلۂ علوم قرآن کے فراہم کر دینگے اور اون خریدارون سے ششماہی قیمت
(جس کی تفصیل آگے آتی ہے) وصول ہو جائیگی اون کی نام سلسلۂ علوم قرآن مفت جاری ہوگا

سلسلۂ علوم قرآن اڈیٹران و مدیران رسالہ جات سے کس امر کا خواہان ہے

تمام مدیران اخبار روشنیان رسالہ جات جن کو سلسلۂ علوم قرآن کے اشتہار نمبر ۱ و ۲ اور
رسالہ جات نمبر ۱ و ۲ و ۳ پہونچین اونکی قلمی اعانت سے ہمکو امید ہے کہ اس سلسلے کے متعلق
ایک مختصر او رمفید ریویو اپنے اخبار گہر بار مین چہاپ کر قرآن کی اشاعت فرمائین ۔ نیز جس قدر
اشتہارات ارسال خدمت کئے جاتے ہین اونکو اپنی خریدارون اور دوست واحباب مین تقسیم کردین

واعظون او رخطیبون اور قوم کے پلیڈرون کو سلسلۂ علوم قرآن کی لئی کیا کرنا چاہیے

واعظان خوش بیان او رمقرران خوش الحان سے بھی ہمکو امید ہے کہ جو جو نمبر سلسلۂ علوم قرآن کی
خدمت اقدس مین پہونچین مضامین قرآن کی اشاعت بذریعہ وعظ کے کرین اور اشتہار نمبر ۱ و ۲ ۔
و رسالہ جات نمبر ۱ و ۲ و ۳ خدمت مین پہونچین تو از راہ ہمدردی قرآن اسکی اشاعت کے متعلق
بھی ضمناً وعظ مین ذکر فرمادین او رمناسب ہوگا کہ ان اشتہارات کے مضمون کو جو ماقل ودل ہے
پڑہکر سنادین ۔ کیونکہ مقصود اشاعت علوم قرآن سے اصلاح حال مسلمین ہے ۔

سلسلۂ علوم قرآن کے نسبت بعض حضرات کی توہمات

سلسلۂ علوم قرآن کی نسبت جو بعض حضرات اپنی غلط فہمی سے یہ سمجھے ہوئی ہین کہ مولوی صاحب موصوف
اہل قرآن سے ہین اگر اہل قرآن کے یہ معنی ہین کہ قرآن پاک اون کا ماخذ او رمتمسک ہے تو بیشک جیسا کہ قرآن
عظیم الشان سب ائمہ مجتہدین اور علماء سلف او رخلف کا ماخذ او رمتمسک ہے مولوی صاحب کا بھی

وہی مسلک ہے اگر اہل قرآن سے وہ فرقہ مراد ہے جو فرقہ چکڑالویہ سے نامزد ہے جو محض قرآن ہی کو مانتے ہیں
اور حدیث کو نہیں مانتے تو حاشا و کلا مولوی صاحب موصوف نہ اوس کی طرفدار ہیں نہ حامی کیونکہ
اسی سلسلۂ علوم قرآن میں حتی الامکان قرآن مجید کے جہانتک شواہد مل سکتے ہیں استشہاد میں لائے
جاتے ہیں اگر قرآن سے کوئی آیت نہ ملے تو حدیث وغیرہ سے استناد کیا جاتا ہے غرضکہ مولوی صاحب
موصوف حسب آیت ارشاد جناب باری وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
حدیث شریف کو قرآن کی شرح اور فقہ کو شرح الشرح قرآن سمجھتے ہیں چنانچہ جب علم الحدیث من القرآن
اور علم الفقہ من القرآن انشاء اللہ تعالیٰ طبع ہوگا اوس سے ناظرین خود سمجھ جائینگے کہ سلسلۂ علوم قرآن کو کس قدر
تعلق حدیث اور فقہ سے ہے۔

سلسلۂ علوم قرآن کی کیا حیثیت ہوگی

سلسلۂ علوم قرآن نہ کوئی روزانہ یا ہفتہ وار اخبار ہے اور نہ ماہواری رسالہ بلکہ جداجدا علوم کے
متعلق علیحدہ علیحدہ علوم کی متفرق رسالے یا کتابیں ہیں جو غیر موقت الشیوع شایع ہونگے اسمیں نہ کوئی
پولٹیکل مضامین ہونگے نہ امور سیاسی سے اسکو بحث ہوگی اس کا موضوع صرف قرآن پاک کی وہ آیات اور مضامین
ہونگے جو مختلف علوم کی مسائل کی تمثیل میں بطور استشہاد لائی جائینگی۔ یہ سلسلہ مذہبی جھگڑوں اور منازعات
سے بالکل مبرّا اور فضول اور لاطایل بحثوں سے بالکل خالی اور تعصبات مذہبیہ کی جوشیلے مضامین سے بالکل
پاک و صاف ہوگا۔ اگر سلسلۂ علوم قرآن کی مضامین پر کوئی صاحب کسی قسم کا اعتراض کرینگے تو اگر وہ اعتراض
قابل جواب ہوگا تو بہت متانت اور تہذیب سے اوسکا جواب دیا جاینگا ورنہ خاموشی اختیار کیجائیگی۔

سلسلۂ علوم قرآن کا تبادلہ اخبار و رسالہ جات و دیگر کتب سے

اگر کوئی صاحب اپنا روزانہ یا ہفتہ وار اخبار یا ماہوار رسالہ یا قرآن مجید کی متعلق اپنی کوئی جدید
تصنیف تبادلہ میں بھیجدیں تو مولوی صاحب اوسکو بہت شکریہ کے ساتھ لینے پر راضی ہیں۔

سلسلۂ علوم قرآن کی اشاعت کس طرح سے ہوگی

جب سلسلۂ علوم قرآن کی کتابیں چھپ کر تیار ہوجائینگی تو جن حضرات نے پیشگی رقم عطا فرمائی ہے اونکی خدمت

مین فوراً اور جن حضرات نی اوسکی خریداری کی درخواست بھیجی ہے اونکی درخواست پر بشرطیکہ پہلی بانو اوسکی قیمت بھیجی جاوے یا ویلو کی اجازت ہو) روانہ کئے جاوینگے۔

سلسلۂ علوم قرآن کی ہر جزکی قیمت ار رکھی گئی ہی جو صاحب سالانہ عہ؍ پیشگی مرحمت فرمائینگے اونکو سال مین ۴۸ جزکی حجم کی رسالی پہونچینگے اسوقت تک سلسلۂ علوم قرآن کی تین نمبر یعنی علم الاستفہام من القرآن نمبر (۱) علم الامر من القرآن نمبر (۲) علم النہی من القرآن نمبر (۳) طبع ہوچکی ہین جن صاحب کو نمونۃً ان رسالونکا دیکھنا منظور ہو وہ مذکورہ قیمت یعنی مع محصول ۱ر بھیجکر یا بذریعہ ویلو منگواکر ملاحظہ فرما سکتی ہین اگر آئندہ کو خریداری منظور ہو تو اپنا پتہ صاف لکھکر مندرجہ ذیل پتون سی منگوا سکتی ہین حیدرآباد دکن قریب مسجد حیرت آباد بنگلہ نواب وقار نواز جنگ بہادر مولانا مولوی ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب مولوی فاضل خادم علوم کتاب وسنت ومدیر اشاعت علوم قرآن۔

براہ کرم خریدارون کو اپنا پتہ صاف خط مین لکھنا چاہئے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہی کہ بعض اوقات شکستہ خط مین پتہ لکھنی سی ایصال رسالہ جات مین تعویق واقع ہوئی ہی خط مین شہر محلہ ڈاکخانہ عہدہ یا پیشہ کی صراحت بخوبی ہونا چاہیے

فہرست ابواب علوم مین ترتیب رہیگی یا نہین

سلسلۂ علوم قرآن جن علوم سی بحث کرتا ہی۔ اوس مین حتی الامکان مولوی صاحب موصوف سلسلے کو ملحوظ رکھینگے بشرطیکہ اوسکے مصارف طبع کا کافی انتظام ہو جاوی۔ ورنہ سلسلے مین تقدیم وتاخیر ضرورۃً ہو جایا کریگی غرضکہ مولوی صاحب موصوف تا امکان وسعی بلیغ انشاء اللہ تعالی اس سلسلے کو جاری رکھینگے چنانچہ اسی دینی خدمت کی لئے آپ نی اپنی بقیہ زندگی کو خدمت قرآن کی لئے وقف کردیا ہے اللہ تعالی اونکی مساعی جمیلہ مین برکت دے اور اس سلسلۂ علوم قرآن کو ترقی عطا فرمائے تاکہ اس سی مسلمانون کی دینی اور دنیوی اصلاح ہو۔

وَاللّٰہُ ہُوَ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ اِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ۔

المشتہران

حافظ عبدالمجید وظیفہ یاب علاقہ پائگاہ سرتارالامراء مرحوم ساکن حیدرآباد دکن ملک پیٹھ نمبر مکان ۸۹/۶

حافظ عبدالحمید اٹاوی ساکن حیدرآباد دکن کنٹہ روڈ نمبر مکان ۱۱۰